کے حق میں نازل ہوئی۔

حدیث شریف - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (متفق علیہ صحیح بخاری پارہ چودھواں کتاب المناقب باب مناقب علیؑ ص۱ مطبع احمدی لاہور)
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا البتہ میں کل یہ نشان اُس مرد کو دونگا اللہ تعالیٰ خیبر کو اسکے ہاتھ پر فتح کریگا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہیں۔

حدیث شریف طیر - عن انس بن مالک قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیراً فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی فاکل معہ (ترمذی جلد دوم باب مناقب علیؑ ص۵۴۲ نولکشور و خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور ص۴) **ترجمہ** حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بھونا ہوا مرغ پڑا تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اُسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر مرغ کھایا۔

حدیث شریف چار یار - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمھم لنا قال علی منھم یقول ذلک ثلاثا وابو ذر والمقداد وسلمان وامرنی بحبھم واخبرنی انہ یحبھم (جامع ترمذی جلد دوم نولکشوری ص۵۴۲) ومشکوۃ امرتسری ص۴۴۹) ترجمہ - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چار شخصوں کی محبت کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ میں بھی اُن کو دوست رکھتا ہوں کسی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے نام ہمکو بتائیے فرمایا۔ علی علی علی آپ نے تین بار نام لیا۔ اور حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت مقدادؓ حضرت سلمان فارسیؓ اور مجھکو حکم دیا ہے کہ میں ان سے

محبت رکھوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُنسے محبت کرتا ہے۔ فرمائیے ایسا محب ومحبوب خدا اور رسول ومحبوب خلائق خلافت ظاہری سے کیوں محروم کیا گیا۔

٩۔ شرط خلافت ایمانداری و اعمال صالحہ ہے کہ تمام اہل سنت والجماعت واہل حدیث کا اتفاق ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام مومن کامل وصالح المومنین ہیں بلکہ انکی محبت سے ہر ایک مسلمان کا ایمان کامل ہوتا ہے اور انکی دشمنی سے مسلمان منافق کہلاتا ہے۔ انصار کا مقولہ احادیث سنیہ میں موجود ہے نحن معاشر الانصار کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا۔ ہم گروہ انصار بغض علیؑ سے منافقوں کو پہچانتے تھے۔ (ابو الصفا) عنوان صحیفہ مومن حب علی علیہ السلام ہے۔ علی حبہ جنۃ قسیم النار والجنۃ۔

١٠۔ شرط خلافت اتباع کامل رسالت ہے کہ یہ شرط ومعیار خلافت بھی جناب امیر المومنین ع علی المرتضیٰ علیہ السلام میں کل صحابہ سے بڑھکر پائی جاتی تھی۔ جناب نے سب سے اول تصدیق نبوت فرمائی۔ سب سے اول جناب رسول صلعم کے ساتھ نماز پڑھی خیال میں بھی آپنے بت پرستی نہ کی۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک کے سامنے سر جھکاتے رہے۔ کرم اللہ وجہ کا خطاب پایا۔ قدم بقدم رسالتمآب کی پیروی کی۔ بت شکن۔ مجاہد فی سبیل اللہ۔ مومن اول۔ نفس رسول مشہور ہوئے۔ جناب کی خلافت میں کوئی احداث یا کوئی بدعت۔ کوئی قول فعل مخالف سنت رسول مقبول صلعم واقعہ نہ ہوا۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مطیع فرمان بردار اللہ ورسول مقبول صلعم اول خلافت ظاہری سے محروم ہوا۔

١١۔ شرط جہاد فی سبیل اللہ دفاعی ہے کہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے یہ شرط جہاد دفاعی کسی اور خلیفہ میں نہیں پائی گئی آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہوکر ہر ایک جنگ میں مظفر ومنصور رہے اور اندنائی طرز تلوار ذوالفقار سے کفار کو فی النار کیا اور لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا تمغہ حاصل کیا۔

١٢۔ شرط اعجاز وکرامات ہے کہ جسطرح معجزات جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر

ہوئے اسیطرح جناب امیر علیہ السلام سے [illegible] اعجاز کرامات و خوارق عادات ہزاروں ظہور پذیر ہوئے کتب فریقین گواہ ہیں۔

۱۳۔ شرائط و اوصاف امامت امام سے وہ شخص مراد ہے جو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرح نیابت و جانشینی پیغمبر جمیع امور دین و دنیا میں تمام امت کا مقتدا و پیشوا ہو۔ نہ کہ بر سبیل [illegible] و اجماع و شوریٰ رتبہ امامت منصب جلیل نبوت کا شبیہ و نظیر ہے پس اگر لوگ امام کو تجویز کر سکتے ہیں۔ ضرور ہے کہ وہ نبیؑ اور رسول کو بھی تجویز کر سکتے ہیں۔

۱۴۔ امام کا تمام جہتوں میں خصوصاً علم و فضل میں تمام اُمت سے افضل ہونا لازم ہے۔ ورنہ تفضیل مفضول اور ترجیح مرجوح لازم آئیگی اور یہ از روئے عقل کے قبیح ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ یَّھْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰی فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ یعنی جس کہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ اس امر کا زیادہ سزاوار ہے کہ لوگ اسکی پیروی کریں۔ یا وہ شخص جو کہ خود بھی ہدایت نہیں پاسکتا۔ مگر یہ کہ دوسرا شخص اسکی ہدایت کرے۔ تم کو کیا ہو گیا [illegible] نہیں سمجھتے اور امام کی عدم افضلیت کا حکم دیتے ہو۔

ب:۔ قولہ تعالیٰ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی [illegible] کہ صاحبان علم و دانا ہیں اور جو لوگ کہ صاحب علم نہیں ہیں کیا یہ [illegible] نوں باہم مساوی ہیں [illegible] سے سوائے عقلمند لوگوں کے اور کسی کو تنبیہ نہیں ہوتی۔

[illegible] اپنے تمام

ج۔ قولہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْٓا [illegible] کفن دفن غسل [illegible] ہیں [illegible] تَعْلَمُوْنَ یعنی [illegible] اردو [illegible]

قرآن سے سوال کرو۔ اگر تم نہیں [illegible] اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور وہی خلفائے الراشدین المہدیین

محمدیہ صلعم سے [illegible] اور علم و فضل حصہ اوّل؟

(صابر عفی عنہ)

ہوئے تھے۔

۱۵۔ امام اور خلیفہ قریشی او[illegible]

۱۶۔ امام عالی نسب و حسب [illegible]

عیوب کہ خلائق کی نفرت کے باعث [illegible]

اندھا۔ گونگا۔ درشت خو۔ کج خلق۔ بخل وکینہ نفس [illegible] کینہ ذات وصفات مثلاً حجام۔ موچی۔ تیلی۔ جولاہا۔ وغیرہ نہ ہو۔

۱۷۔ علوم دینی و دنیوی مثل احکام شرعی وسیاست مدنی [illegible] آداب حسنہ اور دشمنان دین کے دفع کرنے اور اُن کے شبہوں کو دور کرنیکی کمال مہارت رکھتا ہو۔

۱۸۔ امام پاکیزہ اور ناف بریدہ اور ختنہ کیا ہوا پیدا ہوتا ہے۔

۱۹۔ امام جب شکم مادر سے زمین پر آتا ہے تو پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھتا ہے۔ باآواز بلند شہادتین سا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتا ہے۔

۲۰۔ امام کو احتلام نہیں ہوتا اور جنابت کی خباثت اسکو لاحق نہیں ہوتی۔

۲۱۔ امام کی آنکھ سوتی ہے مگر اُسکا دل نہیں سوتا بحالت خواب میں بھی جو کچھ واقعہ ہوتا ہے اُسکو جانتا ہے۔

۲۲۔ امام انگڑائی نہیں لیتا اور نہ جمائی۔ اور پیٹھ کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہے جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہے۔

۲۳۔ امام کے پسینہ سے عطر وعنبر ومشک کستوری [illegible] خوشبو مہکتی ہے۔

۲۴۔ امام جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] پہنتا ہے اُسکے بدن [illegible] برابر آتی ہے [illegible] شخص پہنے وہ زرہ اُسکے قد [illegible] یا ایک [illegible] ٹری ہوتی ہے۔

[illegible] سے آگاہ ہونے میں سب سے [illegible] اور بہادر [illegible] کی عبادت

[illegible] جاتی ہے۔

[illegible] تواضع وفروتنی خدا کے پاس سب سے

زیادہ ہے جس چیز کا لوگوں کو حکم دیتا ہے دوسروں سے زیادہ خود اس پر عمل کرتا ہے۔ امامؑ کی دعا مستجاب ہے یہانتک کہ اگر دعا کرے پتھر دو ٹکڑے ہو جائے۔

۳۰۔ امامؑ کے پاس جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرب و اسلحہ خصوصاً ذوالفقار ہوتی ہے۔

۳۱۔ امامؑ کے پاس علم جفر و جامع کا موجود ہوتا ہے۔ بحکم خدا تعالیٰ علم الغیب جانتا ہے۔

۳۲۔ امامؑ کی نصِ امامت اسکے پہلے کا امام کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پر نص فرمائی تھی۔ (مَنْ کنت مولاہ فعلی مولاہ)

۳۳۔ امامؑ جس چیز کو پوچھیں اسکا جواب شافی دیتا ہے اور اگر نہ پوچھیں خود ابتدا کرتا ہے۔

۳۴۔ امامؑ لوگوں کو آئندہ کی خبر دیتا ہے پیشین گوئی اسکی صحیح ہوتی ہے۔

۳۵۔ امامؑ تمام زبانوں اور لغتوں کو جانتا ہے اور ہر شخص کو اسکی زبان میں جواب دیتا ہے

۳۶۔ امامؑ ہر ایک جانور۔ ہر ایک طائر پرند کی بولی کو جانتا ہے۔

۳۷۔ امامؑ تمام کتب الہیہ الہامیہ اور تمام علوم اولین اور آخرین کا علم رکھتا ہے۔

۳۸۔ امامؑ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے تمام علوم کا وارث ہوتا ہے۔

۳۹۔ [illegible] کو تمام قرآن مجید اس کے ظاہر و باطن کا علم ستر بطن تک معلوم ہوتا ہے۔

۴۰۔ امامؑ اپنی وفات کے وقت اپنے تمام علوم اپنے بعد کے امامؑ کو سپرد کرتا ہے اور امام کو امامؑ کے سوائے اور کوئی شخص کفن دفن غسل نہیں دیتا۔ (خلاصہ حق الیقین اردو ص ۴۳ [illegible] ائمہ اطہار اولاد سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہی خلفائے الراشدین المہدیین ہیں۔ مفصل دیکھو نبوت خلافت حصہ اوّل؟

(صابر عفی عنہ)

بسم الله الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

باب اول

خلافت حضرت ابوبکر ابن ابو قحافہ قریشی التیمی

حضرت ابوبکر کس طرح خلیفہ ہوئے۔

محمد بن اسمعیل بخاری کی کتاب صحیح بخاری پارہ چودھواں اور صفحہ ۲۷ پر اسطرح ہے۔

حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ حدثنا سلیمان ابن بلال عن ھشام بن عروۃ عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مات وابوبکر بالسنح قال اسمعیل یعنی بالعالیۃ فقام عمر یقول واللہ مامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت وقال عمر واللہ ماکان یقع فی نفسی الا ذاک ولیبعثنہ اللہ فلیقطعن ایدی رجال وارجلھم فجاء ابوبکر فکشف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبلہ۔ قال بابی انت وامی طبت حیا ومیتا والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابدا۔ ثم خرج فقال ایھا الحالف علی رسلک فلما تکلم ابوبکر جلس عمر فحمد اللہ ابوبکر واثنی علیہ۔ وقال الا من کان یعبد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال انک میت وانھم میتون وقال وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ

فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ قال فنشج الناس یبکون قال واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فقالوا منا امیر ومنکم امیر فذھب الیھم ابوبکر وعمر بن الخطاب وابوعبیدۃ بن الجراح فذھب عمر یتکلم فاسکتہ ابوبکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت الا انی قد ھیات (زورت۔ بخاری مطبوعہ مصر ص۹۶) کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابوبکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامہ نحن الامراء وانتم الوزراء۔

فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل منا امیر ومنکم امیر۔

فقال ابوبکر لا ولکنا الامراء وانتم الوزراء ھم اوسط العرب دارا واعربھم احسابا فبایعوا عمر او اباعبیدۃ۔

فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخذ عمر بیدہ۔ فبایعہ الناس فقال قائل قتلتم سعد ابن عبادۃ رض فقال عمر قتلہ اللہ انتہی (رواہ بخاری) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔

کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پارہ چودھواں ص۷۷ تا ص۷۹۔ ترجمہ ہم سے اسمعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں بی بی عائشہ سے کہ جسوقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت ابوبکر اسوقت سنح میں تھے۔ (جو مسجد نبوی سے ایک میل پر ہے) اسمعیل راوی نے کہا عوالی کے ایک گاؤں میں عمر آپکی خبر سنکر کھڑے ہوئے کہنے لگے اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مرے حضرت عائشہ کہتی ہیں عمر کہا کرتے تھے قسم خدا کی اسوقت میرے دل میں یہی آتا تھا اور میں کہتا تھا اللہ آپکو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائیگا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں قلم کردیں گے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق آئے اور انہوں نے اندر جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے کپڑا اٹھایا

آپ کو بوسہ دیا کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ زندگی اور موت دونوں حال میں اچھے اور
پاکیزہ ہیں قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپکو دوبارہ موت
کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ پھر باہر نکلے اور عمر سے کہنے لگے قسم کھانیوالے ذرا تامل کر جب ابو بکر نے
بات کرنی شروع کی تو عمر خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ ابو بکر نے اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کی۔
پھر کہا لوگو دیکھو اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا (یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں کبھی
نہ مریں گے) تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرچکے۔ اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا (محمد صلعم کو اس کا
بندہ اور رسول سمجھتا تھا) تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے۔ اور کبھی مرنیوالا نہیں۔ اور ابو بکر نے سورہ
الزمر کی یہ آیت پڑھی۔ اے پیغمبر تو بھی مرنیوالا ہے۔ وہ بھی مرینگے اور محمد صلعم اور کچھ نہیں پیغمبر
ہیں انسے پہلے کئی پیغمبر گذر چکے ہیں۔ کیا وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل
اسلام سے پھر جاؤگے اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں کریگا۔ (اپنا
بگاڑے گا) اور اللہ شکر کرنے والوں کو شکر کا بدلہ قریب دیگا۔ لوگ چیخ مار کر رونے لگے۔ اور انصار
سب سعد بن عبادہ کے گھر میں اکٹھے ہوئے۔ بنی ساعدہ کی چھتے میں اور مہاجرین سے کہنے
لگے اب ایسا کرو ایک امیر ہماری قوم کا رہے۔ ایک امیر تمہاری قوم کا دونوں ملکر حکومت کریں۔
انصار کی خبر سنکر ابو بکر اور عمر اور ابو عبیدہ بن جراح وہاں پہنچے۔ حضرت عمر نے بات کرنی
چاہی لیکن ابو بکر نے فرمایا ذرا خاموش رہو۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے میں نے جو اسوقت ابو بکر
سے پہلے بات کرنی چاہی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے ایک عمدہ تقریر سوچ رکھی تھی میں ڈرتا
تھا کہیں ابو بکر اسکو بیان نہ کرسکیں لیکن ابو بکر نے باتیں شروع کیں تو نہایت ہی فصاحت
اور بلاغت کے ساتھ انہوں نے انصار سے یہ کہا امیر تو ہم ہی یعنی قریش کے لوگ رہیں گے تم
لوگ وزیر اور مشیر ہو سکتے ہو۔

حباب بن منذر } کہنے لگے ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک امیر ہم میں کا رہے گا۔ اور ایک امیر تم میں کا۔

حضرت ابو بکر نے کہا } یہ نہیں ہو سکتا ہم امیر رہیں گے تم وزیر رہو وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان اور انکا ملک

یعنی مکہ عرب کے بیچ میں ہے۔ تو ایسا کرو تم کو اختیار ہے یا تو عمر سے بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح سے

حضرت عمر نے یہ سُنکر کہا واہ تمہارے ہوتے ہوئے۔ ہم تو تم ہی سے بیعت کریں گے تم ہمارے سردار ہو اور ہم سب میں افضل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم سے ہم سب سے زیادہ محبت تھی۔ خیر حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ تھاما اُن سے بیعت کی اور دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ اب ایک شخص کہنے لگا تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مار ڈالا حضرت عمر نے کہا اللہ انکو تباہ کرے انتہی۔

قول مولف بخاری کی اس حدیث سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہوئے۔ (۱) حضرت ابو بکر صاحب تیمارداری آنحضرت صلعم میں شامل نہ تھے اور وقت وفات اپنے مکان کو تشریف لیگئے تھے۔ اس سے یہ اس فرمان حدیث قرطاس کی صحت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ قوموا عنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ اخیر وقت موت حضرات شیخین کو حجرہ منورہ سے نکال دیا تھا۔

(۲) حضرت ابو بکر تجہیز تکفین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل نہ ہوئے اور لیکچر دیکر سیدھا سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے واسطے چل دیئے۔

(۳) خلافت حضرت ابو بکر منصوص من اللہ و رسول نہ تھی۔ اگر وہ پہلے ہی سے نصی خلیفہ مقرر ہوتے تو بنی سقیفہ میں جانے اور وہاں جھگڑ کر بیعت کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اگر وہ منصوص خلیفہ رسول تھے۔ تو یہ کیوں فرماتے کہ حضرت عمر یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کرو اور اسکو خلیفہ بناؤ۔ بلکہ ان نصوص خلافت کا بیان فرماتے جو انکو اللہ اور رسول خدا صلعم سے حاصل ہوئی تھیں

(۴) حضرت عمر نے مصلحتًا وفات رسول اکرم صلعم کا انکار جان کر دیا تھا کیونکہ وہ حکم خدا اور قرآن سے ناواقف نہ تھے۔ انکا انکار اسواسطے تھا کہ انکی امامت میں فتنہ واقع نہ ہو۔ انصار یا اُنکے علاوہ کوئی اور خلافت پر قبضہ نہ کر لے۔ اس طریقہ سے انہوں نے لوگوں کو حالت سکون میں رکھنے کی مصلحت برتی اور حضرت ابو بکر کے آنے تک وہ لوگوں کو ڈراتے رہے۔ جب حضرت ابو بکر آ گئے تب اُنکا دل قوی ہو گیا اور نشہ عشق رسول صلعم اتر گیا۔ حضرات شیخین نے جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اور بنو ہاشم کو خبر تک نہ دی اور نہ اُن سے مشورہ لیا اور نہ ہی اُنکا

ذکر خیر سقیفہ بنی ساعدہ میں کیا۔ راستہ میں صلاح و مشورہ کر کے خود خلیفہ بن بیٹھے اور مستحقین خلافت کو محروم کر دیا۔

(۵) مصر کے چھاپہ شدہ بخاری میں حضرت عمر کے بیان میں لفظ زورت ہے جسکے معنے ہیں میں نے جھوٹا منصوبہ باندھا تھا چونکہ اس سے حضرت کی صاف بیانی اور خلافت حضرت ابوبکر پر بُرا اثر پڑتا تھا۔ اس لئے مطبع احمدیکی مطبوعہ بخاری میں مترجم صاحب نے لفظ ھیات اپنی طرف سے بڑھا کر تحریف لفظی کی اور اپنی دیانت و صداقت کا ثبوت دیا۔ عیسائیوں کی طرح اہل سنت ہمیشہ کتب احادیث میں حضرات اصحاب ثلاثہ سے مطاعن دور کرنیکی خاطر احادیث نبوی صلعم میں روز بروز تحریف کرتے جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ (صابر عفی عنہ)

چند تاریخی حالات سقیفہ بنی ساعدہ خلافت کمیٹی کے

تواریخ اہل تسنن میں حالات خلافت حضرت ابوبکر پر مختلف طور پر روشنی ڈالی گئی ہے جنکا اقتباس ناظرین مومنین کے واسطے مفید ہوگا۔ اول تاریخ ابن خلدون مترجم کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص۲۶۹ سطر ۱۹ پر ہے۔

بعد وفات سرور عالم صلعم سقیفہ بنی ساعدہ میں فریقین میں بحث تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع ابوبکر و عمر کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ معہ ابوعبیدہ بن جراح کے سقیفہ کو روانہ ہوئے اثنا راہ میں عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ سے ملاقات ہو گئی۔ عاصم اور عویم نے انکو روکنے کا قصد کیا لیکن وہ لوگ انکے روکنے سے نہ رُکے جسقدر جلد ممکن ہوا سقیفہ میں جہاں پر انصار مجتمع تھے جا پہنچے اور باہم مباحثہ ہونے لگا۔ بالآخر وعظ و پند کر کے اُس پر غالب آئے۔

ابوبکر کہا ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے اولیا اور انکی عشیرت سے ہیں انکے بعد حکومت کے مستحق زیادہ ہم ہیں اور اس میں بظاہر کوئی نزاع کا موقعہ نہیں معلوم دیتا البتہ تمکو حق نصرت اور نیز سابق الاسلام ہونیکا حاصل ہے۔ بایں لحاظ ہم لوگ امراء ہیں اور تم لوگ وزراء ہو۔

حباب بن المنذر بن الجموح کہا مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں ہو اور ایک تم میں سے

یہ کہکر انصار کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو انکو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکال کر باہر کردو۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ ہم لوگ خلافت رسول اللہ صلعم کے مستحق ہیں۔ لیکن بہ خیال رفع نزاع ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک انمیں سے امیر ہو اور ایک ہم میں سے

عمر ابن الخطاب — تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیّت کی ہے۔ اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو رسول اللہ صلعم تمکو وصیّت کرتے عمر ابن الخطاب اسقدر کہنے پائے تھے۔ کہ حباب بن المنذر اٹھکر پھر بحث کرنے لگے اور دونوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ ابو عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ اے گروہ انصار اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو جو رسول اللہ صلعم کی امداد کرنے میں نظیر بننے کے مستحق ہو پس اب تم ایسے نہ ہو جاؤ کہ تمکو لوگ بدل جانے والونکی نظیر میں پیش کریں۔

بشیر بن سعد بن نعمان بن کعب بن الخزرج — بیشک رسول اللہ صلعم قبیلہ قریش میں سے تھے اور انکی قوم امارت و خلافت کے زیادہ مستحق ہے۔ اور ہم لوگ اگرچہ انصار دین اور سابق الاسلام ہیں لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا۔ اور اسکے نبی کی اطاعت مدنظر تھی۔ اسکا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے۔ اور نہ اسکی بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کیا چاہتے ہیں۔

حباب بن المنذر — اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے تو سارا کارخانہ ہی درہم برہم کردیا۔

بشیر — نہیں نہیں۔ میں نے بزدلی سے اپنا خیال یہ ظاہر نہیں کیا بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کیلئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الائمۃ من قریش۔ امام قریش سے ہونگے۔ ابو بکر نے عمر و ابو عبیدہ کیطرف بیعت کا اشارہ کیا عمر نے کہا میں ہرگز بیعت نہ لونگا جبتک ابو بکر موجود ہیں۔ ابو عبیدہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ تب بشیر بن سعد نے اٹھکر ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عمر و ابو عبیدہ نے پھر اوس نے کیونکہ یہ خزرج کی امارت سے کشیدہ خاطر تھے اور انہیں لوگوں میں سے حضیر تھے ابھی سعد بن عبیدہ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے اُنکے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد

نہ اس کشمکش میں دب کر مر جائے ۔ عمر نے کہا کہ اسکو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے ۔ سعد یہ سنتے ہی اُٹھ کر ان سے دست بگریبان ہو گئے ۔ عمر کو بھی غصہ آگیا لیکن ابو بکر کے روکنے سے رک گئے ۔ بعد ہ بیعت کرنیکو کہا سعد نے بیعت کرنے سے انکار کیا ۔ بشیر نے کہا یہ تن تنہا آدمی ہے اس سے درگذر کرو اسکو اسکی حالت پر رہنے دو ۔ پس سعد بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو اُنکے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے ۔ اور نہ اُنسے باتیں کرتے تھے ۔ تا انکہ ابو بکر کا انتقال ہو گیا اور حضرت سعد بن عبادہ شام کیطرف چلے گئے اور وہیں جا کر وفات پائی ۔ انتہیٰ کلامہ ۔ (تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی زمیندار پریس صـ۳۳۔۳۴ پر بھی اس قسم کا مضمون ہے) وروضۃ الاحباب جلد ۲ صـ۲۲ انوار محمدی لکھنو ۔

دوم ﴿ ابراہیم التیمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس گئے ۔ اور اُنسے کہا کہ آیئے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلعم نے آپکو اس اُمت کا امین کہا ہے حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تم میں کبھی ضعف رائے نہیں پایا تعجب ہے کہ تم مجھ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہو حالانکہ تم میں صدیق ثانی اثنین اذ ہما فی الغار موجود ہیں ۔ (تاریخ الخلفا علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صـ۳۵ سطر ۲۳) وروضۃ الاحباب جلد ۲ صـ۲۱ ۔

سوم ﴿ ابن سعد نے بروایت محمد لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں ۔ حضرت عمر نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں ۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ تم مجھ سے قوی تر ہو ۔ اسمیں ردوبدل ہوتا رہا ۔ آخر حضرت عمر نے یہ کہکر کہ میری قوت آپکے لئے ہے حضرت ابو بکر سے بیعت کر لی ۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صـ۳۵ سطر ۲۷) (ازالۃ الخفا مقصد اول صـ۳۱۵ اخراج ابو بکر بن شیبہ فی قصہ الاتفاق علےٰ ابو بکر) وروضۃ الاحباب جلد ۲ صـ۲۳ سطر ۱۱ ۔

چہارم ﴿ بروایت روضۃ الاحباب ایک انصاری نے حضرت عمر کو انصار کے سقیفہ میں جمع ہونیکی خبر پہنچائی تھی ۔ اور تاکید کی کہ جلدی پہنچو ۔ (تاریخ الاسلام جلد ۲ صـ۲ دہلوی سطر ۱۷)

ب ﴿ چند لوگوں نے کہا ۔ کہ ہم تو سوائے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کسی سے بیعت نہیں کرتے ۔ شیخ فریدالدین عطار نے گویا انکی زبان سے یہ کہا ہے ۔ ے

زمشرق تا بمغرب گر امام است علیؑ و آل و اولادش تمام است

(دیکھو روضۃ الاحباب جلد دوم صہ ۲۳ سطر ۱۵ مطبع انوار محمدی لکھنو۔

پنجم (۵) تاریخ طبری جلد سوم کے صہ ۲۱ پر ہے۔ کہ سقیفہ میں جب حضرت عمر حضرت سعد کے سرہانے آکر کھڑے ہوئے تو کہا کہ ہم نے تو چاہا تھا کہ تجھکو کچل ڈالیں کہ عضو عضو تیرا علیحدہ ہو جائے۔ حضرت سعد نے عمر کی داڑھی پکڑ لی حضرت عمر نے کہا کہ اگر ایک بال بھی اکھڑا تو جان لو کہ پھر خیریت نہیں۔ حضرت ابو بکر نے کہا اے عمر نرمی کرو کہ اس موقع پر نرمی مناسب ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر منہ پھیر لیا حضرت سعد نے کہا کہ قسم خدا کی کہ اگر ہمکو اٹھنے کی طاقت ہوتی تو تم مدینہ کی گلی کوچوں میں شیر و نکی وہ ڈکاریں سنتے کہ تم اور تمہارے ساتھی سوراخوں میں گھس جاتے۔ قسم خدا کی ہم تم کو پھر اسی قوم سے ملا دیتے جس میں تم تابع تھے نہ متبوع (تاریخ اسلام جلد دوم صہ ۵ فٹ نوٹ ۲ مطبوعہ مقبول پریس دہلی)

ششم (۶) طبری فارسی میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے انصار سے الائمۃ من قریش سے احتجاج کیا اور کہا کہ امامت قریش کا حق ہے تم باز آؤ کہ ہم قریش میں سے ایک کو مقرر کر لیں۔ اور تم اسکے سامنے ایسے ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے۔ انصار نے کہا کہ ہم تو جناب علی علیہ السلام سے بیعت کریں گے۔ جو رسول اللہ صلعم کے پسر عم ہیں۔ حضرت عمر کو اندیشہ ہوا کہ اختلاف درمیان میں پیدا ہوگا جھٹ سے حضرت ابو بکر کو کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ کہ تم سے بیعت کریں۔ کہ تم بھی قریش اور سزاوار تر ہو یہ کہکر حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ (دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم صہ ۶ سطر ۱۴)

ہفتم (۷) ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست میں لکھا ہے۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت عباس نے حضرت علیؑ سے کہا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تم سے بیعت کروں پس کہا جائیگا کہ عم رسول اللہ صلعم نے عمزاد رسول اللہ صلعم سے بیعت کر لی۔ پھر تمہارے اہل بیت بیعت کر لیں گے۔ کیونکہ جب امر ہو جائے گا تو پھر کوئی کچھ نہ کہیگا۔ حضرت علیؑ نے کہا ہمارے سوا اور کون اس امر کو طلب کرے گا۔ اس سے پہلے حضرت عباس حضرت ابو بکر سے ملاقات کر چکے تھے۔ اور پوچھا تھا کہ آیا رسول اللہ صلعم نے خلافت کے بارہ میں تم سے کچھ کہا ہے حضرت ابو بکر نے کہا نہیں اور حضرت عباس حضرت عمر سے بھی مل چکے تھے۔ ان سے بھی یہی پوچھا اور یہی جواب ملا۔ اس کے بعد حضرت عباس نے

جناب مولا مرتضیٰ علیہ السلام سے آکر کہا کہ آؤ تم سے بیعت کروں اور بیعت کرینگے اہل بیت تمہاری
(دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم۔ مطبوعہ دہلی صہ ۳ سطر ۶۰)

بیعت عامہ خلافت اجماعی کی فیض الباری شرح صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف پارہ انتیسواں ۲۹ صہ ۱۵۰ و صہ ۱۵۹ مطبع محمدی لاہور پر ہے

عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك انه سمع خطبة عمر الاخرة حين جلس على المنبر وذالك الغد من يوم توفي النبي صلى الله عليه وسلم فتشهد و ابوبكر صامت لا يتكلم قال كنت ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذالك ان يكون اخرهم فان يك محمد صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نورا تهتدون به هدى الله محمد صلى الله عليه وسلم وان ابابكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانه اول المسلمين بامور كم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم قد بايعوه قبل ذالك في سقيفه بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر قال الزهري عن انس بن مالك سمعت عمر يقول لابي بكر يومئذ اصعد المنبر فلم يزل به حتى صعد المنبر فبايعه الناس عامة ۔ ترجمہ

انس سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے عمر فاروق کا اخیر خطبہ سنا جبکہ منبر پر بیٹھے۔ اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت کا انتقال ہوا۔ سو عمر فاروق نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور ابو بکر چپ تھے۔ نہ بولتے تھے عمر نے کہا کہ مجھکو امید تھی کہ حضرت زندہ رہیں گے۔ یہانتک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے۔ سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو مقرر خدا نے تمہارے درمیان نور ٹھیرایا ہے۔ جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابو بکر حضرت کے ساتھی ہیں۔ اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لاحق ہے۔ خلافت کی سو اٹھ کر انکی بیعت کرو اور انمیں سے ایک گروہ اس سے پہلے حضرت ابو بکر کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپال میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی۔ زہری نے کہا کہ میں نے انس سے سنا کہ حضرت عمر اسدن حضرت ابابکر سے کہتے تھے

کہ منبر پر چڑھ سوان کو ہمیشہ کہتے رہے یہانتک کہ حضرت ابو بکر منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے اُن سے بیعت خلافت کی۔ انتہی بلفظہ۔ زیادہ دیکھو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول ص۲۱ ب تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی اردو ص۳۵

نوٹ اس بیعت سے پیشتر حضرت عمر و حضرت ابو بکر ہر دو حضرات شیخین مقام خم غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو بحکم جناب سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت جناب حیدر کرار علیہ السلام کر چکے تھے۔ مگر بعد وفات احمد مختار اس بیعت مرتضوی کو توڑ ڈالا۔

عدم بیعت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ

تاریخ اعثم کوفی ص۳ سطر۵ مطبع یوسفی دہلی اور روضۃ الصفا جلد دوم ص۲۳۲

یہ رہے کہ وفات سرور عالم صلعم کے روز خواص نے سقیفہ میں بیعت کی اور دوسرے روز مسجد میں عوام نے بیعت کی۔ جب اس بیعت سے فارغ ہو چکے تو حضرت ابو بکر نے ایک مجلس قائم کر کے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بلوایا۔ جناب ولایت مآب حیدر کرار اس مجلس مہاجرین و انصار میں اپنی مناسب جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔ پوچھا کہ ہمارے طلب کرنیکا کیا منشا ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ مطلب ہے کہ چونکہ تمام اصحاب نے خلافت ابو بکر پر اتفاق کر لیا ہے۔ آپ بھی اتفاق کر کے بیعت کر لیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا تم لوگوں نے قرابت رسول صلعم کا وسیلہ پکڑ کر انصار کو تسکین دلائی ہے جس سے خلافت ابو بکر کو ملی ہیں اب اسی کو وسیلہ اختیار کرتا ہوں۔ از روئے انصاف بات کرو۔ کہ تم لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون قریبی زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور بہانہ نہ کرو۔ اور جب انصاف لیا ہے۔ تو انصاف بھی کرو۔ حضرت عمر نے کہا کہ تجھ کو نہ چھوڑونگا جبتک کہ تم بیعت نہ کرو اور ابو بکر کی خلافت میں دوسروں کیساتھ متفق نہ ہو جاؤ۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ میں اسبات سے کب ڈرتا ہوں جبتک میری زندگی باقی ہے۔ میں اپنے حق سے باز نہ رہونگا۔ ابو عبیدہ جراح نے کہا یا ابا الحسن آپ کے اسلام میں فضیلت اور سبقت تمامی لوگوں پر روشن ہے۔ اسواسطے تو اسکے اہلیت اور استحقاق رکھتا ہے بلکہ اس سے زیادہ لائق ہے۔ لیکن اصحاب رسولؐ نے اسبات پر اتفاق کیا ہے۔ اور امر خلافت جو نے صدیق پر قرار پکڑا ہے۔ تو بھی انکے اتفاق سے راضی ہو اور مخالفت نہ کر۔ حضرت علیؑ نے فرمایا الدہ جو مقرب حضرت اور امین اور معتمد امت ہے معاف کیجئے اور جو بات بھی نہ ہو اسکو نہ نکالئے۔ وہ بخشش جسکو

ہاکہ پروردگار نے خاندان نبوت کو عطا کی ہے۔ ایسا کرو کہ دوسروں کے خاندان میں چلی جائے اور قرآن ہمارے گھروں میں نازل ہوا ہے اور معدن علم و دین اور سنن سید المرسلین ہم ہیں اور رضاع شریعت اور مصالح ملت کو دوسروں سے ہم بہتر جانتے ہیں اپنی طبیعت کے موافق عمل نہ کرو کہ تم کو نقصان ہوگا۔ بشیر ابن سعد نے کہا اے ابوالحسن قسم ہے خدا تعالیٰ کی اگر آپکے سخن صدیق کی بیعت کے پہلے تمام لوگ سُنتے۔ احتمال یہ تھا کہ دو کس اصحاب سے بھی مخالفت نہ اٹھتی۔ لیکن جب آپ گھر میں بیٹھ رہے۔ تمام لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ کو ریاست و حکومت کی رغبت نہیں ہے۔ اب یہ آپکی بات آدمیوں کے خلاف عقیدہ ہے۔ اس خیال پر کہ ایسا نہ ہو کہ امر شریعت میں خلل واقع ہو۔ ابوبکر پر بیعت کر لی ہے۔ اس خطرناک مہم کی باگ اس کے اقتدار کے قبضہ میں دیدی ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا تو نے خیال کر کیا تو یہ بات پسند کرتا کہ میں جسم مبارک خواجۂ کائنات و خلاصہ موجودات گھر میں چھوڑ کر تجہیز و تکفین آنحضرت کی مختصر کر کے ریاست و حکومت کے طلب میں دوڑتا۔

ابوبکر الصدیق نے کہا اے ابوالحسن اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ تو اس امر میں میرے ساتھ جھگڑا کریگا میں قبول نہ کرتا اب جو خلائق نے بیعت کر لی ہے اگر تو بھی اتفاق کر لے تو میرا گمان خطا نہ جائے۔ اگر فی الحال بیعت کرنا نہیں چاہتے آپ پر کوئی تکلیف نہیں ہے بسعادت تشریف لیجائے امیر المومنین علی علیہ السلام نے جب یہ باتیں ابوبکر سے سنیں اٹھ کر گھر کو تشریف لائے اور بیعت نہ کی۔ (روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۲۳ سطر ۳) مطبوعہ نولکشور و روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۴ تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳

(۲) روضۃ الاحباب میں یہ کلمات زیادہ ہیں" ابوبکر صدیق نے جب دیکھا کہ کلمات علیؑ تمام محکم اور استوار ہیں اور ہر ایک اس سے مقابل صد کلمہ بلکہ ہزار کلمہ ہے۔ از راہ رفق و مدارا کہا کہ اے ابوالحسنؑ کہ مجھ کو یہ گمان تھا کہ تجھکو میرے اس کام میں مضائقہ نہ ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ میری بیعت سے اختلاف کریں گے ہرگز اسکو قبول نہ کرتا۔ اب جو لوگوں نے مجھپر اتفاق کر لیا ہے اگر تو بھی اُنکے موافقت کر لے میرا گمان مطابق واقع کر دیں اور اگر اب توقف کرتا ہے اور خواہش ہے کہ اس امر میں تفکر و تامل کرے تجھ پر کوئی جرم نہیں۔ پس علی علیہ السلام مجلس سے اٹھکر گھر کو متوجہ ہوئے۔ دیکھو روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۵ سطر ۳

(۳) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام۔ تمام بنی ہاشم حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ حضرت خالد بن سعید بن عاص اور حضرت سعد بن عبادہ انصاری حضرت سلمان فارسی حضرت ابی ذر غفاری حضرت مقداد حضرت

حذیفہ۔ حضرت حبّاب۔ حضرت جابر انصاری۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت زید بن اسلم۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیعت خلافت حضرت ابوبکر سے انکار کیا اور جناب امیر علیہ السلام کی متابعت کی۔ (دیکھو اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ۔ استیعاب۔ ابوالفدا، جلد اول صفحہ ۱۰۶)

(۴) حضرت سعد بن عبادہ نے مرتے دم تک بیعت نہ کی۔ حضرت براء بن عازب۔ حضرت عتبہ۔ حضرت ابی بن کعب بھی جناب امیر کے ساتھ ہو گئے۔ اور حضرت عتبہ بن ابی لہب نے اس موقع پر یہ شعر فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

شعر	ترجمہ اشعار
ماكنت احسب ان الامر منصرف	میرا گمان نہیں تھا کہ امارت چلی جائیگی بنی ہاشم
عن هاشم ثم منهم عن ابی الحسن	خاصکر جناب ابوالحسن علیہ السلام سے جو سب لوگوں
عن اول الناس ايمانا و سابقته	سے اول سابق الایمان و اسلام ہے۔ اور جو
واعلم الناس بالقرآن والسنن	سب لوگوں سے زیادہ قرآن و سنت کا عالم ہے
واخر الناس عهد بالنبی و من	جنہوں نے آخری وقت نبی علیہ السلام سے ملاقات
جبرائيل عون له فی الغسل والكفن	کی اور غسل اور کفن رسول میں جسکا ساتھ جبرئیل
من فيه ما فيهم لا يمترون به	نے دیا علی مرتضیٰ وہ شخص ہے کہ اسمیں ہیں وہ خوبیاں
وليس فی القوم ما فيه من الحسن	جو قوم میں پائی جاتی ہیں۔ مگر جو خوبیاں اسمیں ہیں قوم میں نہیں

(ابوالفداء، روضۃ الاحباب جلد دوم)

۵۔ حضرت بریدہ بن الحُصَیب اسلمی

اپنے قبیلہ کا علم بنا کر مدینہ منورہ میں آیا۔ دولت خانہ جناب علی علیہ السلام پر نصب کر دیا۔ جب حضرت عمر کو خبر ہوئی تو اُسکو بلا کر کہا کہ خلائق نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی ہے تو کیوں مخالفت کرتا ہے۔ حضرت بریدہ نے جواب دیا۔ کہ ہم سوائے اس صاحب گھر کے اور کسی کی بیعت نہیں کرتے۔ بعدہ صحابہ نے ایک مجمع بنا کر حضرت بریدہ کو طلب کیا۔ حضرت بریدہ حاضر ہوا۔ کہ تیرا کیا حال ہے۔ کہ لوگ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ صورت حال یہ ہے کہ ایک وقت رسول اللہ صلعم نے مجھ کو اور خالد بن ولید کو ملازمت جناب علی علیہ السلام میں یمن کیطرف روانہ کیا تھا۔ قسم ہے خداوند کریم کی کہ اسوقت حضرت علی علیہ السلام سے بڑھکر دشمن

کوئی نہ تھا جب سفر سے واپس آئے۔ بیراول خدمت اقدس جناب رسول خدا صلعم میں آیا۔ سرور عالم صلعم نے دریافت فرمایا کہ علی علیہ السلام کو کس حال میں چھوڑا۔ میں نے اسواسطے کہ جناب علیؑ سے کدورت تھی اُن کا گلا شکوہ شروع کر دیا۔ اس میری بات پر جناب سرور عالم صلعم کے چہرہ پر آثار خفگی پائے گئے اور فرمایا ایا بریدہ ای قطع فی رجل الاولی الناس بکم بعدی اے بریدہ تو ایسے شخص کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔ جو میرے بعد تو سب کا سردار ہے جب یہہ کلام زبان معجز بیان سرور دوجہان سے میں نے سنی عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی کہ میں گلہ وغیبت سے باز آیا اور میں نے توبہ کی جو موجب غضب رسولؐ ہوا ب ملتمس ہوں کہ میرے حق میں دعا فرماویں اور میری بخشش مانگیں جناب حضور انور نے فرمایا ٹھہر کہ علی علیہ السلام آلیں۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور ایک گوشہ مسجد میں ہو بیٹھے۔ اور جوتیوں کا گانٹھنا شروع کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اپنا ایفائے وعدہ فرماویں کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے خاصف النعل (خطاب بجناب امیر علیہ السلام) اس بریدہ نے تیری شکایت و گلہ کیا ہے۔ لیکن میں نے اسکو کہا کہ ایسے شخص کا گلہ کرتا ہے جو میرے بعد تمہارے سب لوگوں کا سردار ہے یہہ سوال کرتا ہے کہ ہم اس کی بخشش مانگیں بعدہ جناب رسول مقبول صلعم وجناب علی علیہ السلام نے اس کے واسطے طلب آمرزش کی بریدہ واپس اپنے مکان کو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل وصفین میں جناب امیر المومنین علی المرتضی علیہ السلام کا ملازم تھا۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم صـ ۲۲۳ سطر ۲۵ مطبوعہ نولکشوری)

(۶) یہ واقع بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہو گئی۔ اور اسبات کا بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کرلیجائے کسی کے قیاس میں آسکتا ہے کہ رسول اللہ صلعم انتقال فرماویں اور جن لوگوں کو انکے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ انکو بے گور و کفن چھوڑکر چلے جاویں۔ اور اس بندوبست میں معروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضے میں نہ آجائے۔ تعجب بر تعجب یہ ہے۔ کہ یہ فعل ان لوگوں سے حضرت ابوبکر و عمر سے سرزد ہوا۔ جو اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس فعل کی ناگواری اس وقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو آنحضرت سے فطری تعلق تھا۔ یعنی حضرت علیؑ و خاندان ہاشم اُن پر فطرتی تعلق کا پورا اثر ہوا۔ اور اسوجہ سے انکو آنحضرت کے درد و غم اور تجہیز و تکفین سے ان باتوں کی طرف متوجہ ہونیکی فرصت

نہ ملی۔ ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ کتب حدیث و سیر سے بظاہر اسی قسم کا خیال پیدا ہوتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے یہ سچ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ آنحضرت کی تکفین و تجہیز چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے ۔ یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے سقیفہ میں پہنچکر خلافت کے بارے میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اسطرح ان کوششوں میں مصروف رہے کہ گویا انپر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علیؑ سے بزور منوانا چاہا گو بنی ہاشم نے آسانی سے انکی خلافت تسلیم نہیں کی (دیکھو الفاروق شبلی نعمانی مطبوعہ افضل المطابع دہلی حصہ اول صفحہ ۴۴ و ۴۵)

(۷) جس بیکسی و بے بسی۔ بلا اظہار اندوہ و قلیل مجمع سے جنازۂ رسول مقبول صلعم اٹھا جسطرح عام اصول کے موافق تمام مسلمانان مدینہ منورہ نے بنی ہاشم کو عموماً جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو خصوصاً و الد بزرگوار اللہ کے پیارے نبیؐ کا پرسا دیا ہے! اور جسطرح خاندان نبوت سے خلافت نکل کر دوسروں کے ہاتھ چلی گئی اور خاندان رسالت پر مصائب کے پہاڑ گر پڑے اس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی حضرت ابوطلحہ نے قبر کھودی جناب علی المرتضی علیہ السلام نے جسم مبارک کو غسل دیا اور جناب امیر اور حضرت قثم بن عباس نے لحد میں اتارا۔ اور اہل بیت نبوت نے اکیلے نماز پڑھی اور بس باقی تمام صحابہ خلافت کے کاروبار میں مشغول تھے انکو ادھر کی خبر بھی نہ تھی۔ ~~~ ونعم ما قیل

چوں صحابہ حُبّ دنیا داشتند مصطفےٰؐ را بے کفن بگذاشتند

(۸) واشنگٹن ارونگ یورپین مورخ کی لکھتے ہیں۔ کہ جسوقت علیؑ جناب فاطمہؑ کے گھر میں یہاں کے واقعات سے بیخبر تھے۔ ان لوگوں نے شوریٰ کی ترکیب اختیار کی جس سے علی علیہ السلام کے حقوق برباد ہو گئے۔ یہ قریش کے حسد پر مبنی کیا جاتا ہے جو عبد الشمس کی اولاد میں تھے اور جنہیں خوف تھا کہ اگر علیؑ کے حقوق کا لحاظ کیا گیا تو اختیار خلافت مثل خانہ کعبہ کی مجاورہی کے ہمیشہ کے لئے اقتدار آل ہاشم میں رہ جائے گا۔ (صفحہ ۲ الالف محمد)

اما میکہ بعد از وفات پیمبر ؐ خلافت گذارد بما تم نشیند

(۹) جب شام کیوقت کی جناب امیر المومنین نے سنا کہ اصحاب کبار نے خلافت کو خاندان رسالت سے دور کر دیا تو زمین انکے تلوؤں سے نکل گئی بہت ہی شکستہ خاطر و غمگین ہوئے۔ جناب سیدہ معصومہ بنت رسول مقبول صلعم جن کو امت نے دلاسا تسلی دینی تھی انکے حقوق کی نگہداشت

کرتے تھے۔ انکی ماتم پرسی کرکے تسکین وتشفی کرنی واجب تھی انکی قلب غم زدہ بر زیادہ صدمہ ہوا اور فرمایا۔ ؎

صُبت علی مصائبٌ لو انها　　صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ :۔ جو مصائب مجھپر پڑے ہیں اگر یہ مصیبتیں دنوں میں پڑتیں تو وہ غم کے مارے رات ہوجاتی۔

نوٹ :۔ اہل بیت رسالت صلعم پر خلافت کی طرف سے تین جبر یا ظلم یا حملے ہوئے۔ احراق خانۂ بتول غصب فدک وخمس پہلا حملہ خلافت۔

(فصل ۲)

تدابیر استحکام خلافت وقصد احراق بیت بنت رسول مقبول صلعم وطلب بیعت بزوج بتول صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم

حضرت عمرؓ کا آگ لگانا

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی (۳۱۰ ہجری) کی تاریخ الامم والملوک مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۱۹۸ پر ہے۔

ترجمہ :۔ ابن حمید راوی ہے کہ عمر ابن الخطاب جناب علی کے مکان پر آئے اور اس میں طلحہ وزبیر اور کچھ مہاجرین بیٹھے تھے۔ پس عمر نے کہا واللہ میں ضرور جلا دوں گا تم پر اس مکان کو ورنہ باہر نکل آؤ اور بیعت کرو۔ پس زبیر تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے مگر ٹھوکر کھاکر گر پڑے۔ پس تلوار اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور لوگوں نے دوڑ کر زبیر کو پکڑ لیا۔

(۲) امام شہاب الدین احمد المعروف با بن عبد ربہ اندلسی المتوفی ۳۲۸ھ کی عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۷۶ دیکھو۔ ترجمہ

جن لوگوں نے ابوبکر کی بیعت سے تخلف کیا وہ حضرت علیؑ حضرت عباسؓ حضرت زبیر حضرت سعد بن عبادہ تھی۔ پس حضرت علیؑ وعباسؓ اور زبیر جناب فاطمہؑ کے گھر میں آن بیٹھے۔ یہانتک کہ ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو انکی طرف بھیجا کہ اُن کو جناب فاطمہؑ کے گھر سے نکال دو۔ اور کہدیا اگر وہ انکار کریں پس اُنسے قتال کرنا پس عمر آگ کی چنگاری لئے ہوئے آئے کہ مکان کو آگ لگاکر ان لوگوں کو جلاویں۔ پس جناب فاطمہؑ نے عمر ابن الخطاب کو دیکھکر کہا کہ اے خطاب کے بیٹے آیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو پھونکے اس نے کہا ہاں ورنہ جسطرح امت کے اور لوگوں نے بیعت کی ہے تم لوگ بھی بیعت کرلو۔

(۳) ملک المؤید عماد الدین اسمعیل ابو الفداء المتوفی ۷۳۲ھ کی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ

مصر جلد اول صفحہ ۱۵۶ پر دیکھو۔

(شیخین) اور سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف دوڑے گئے پس عمر نے ابوبکر سے بیعت کر لی اور لوگوں نے ہجوم کیا۔ اور بیعت کرنے لگے یہ بیعت ربیع الاول ۱۱ھ کی عشرہ اوسط میں ہوئی سوائے ایک جماعت بنی ہاشم۔ حضرت زبیر۔ حضرت عتبہ بن ابی لہب۔ حضرت خالد بن عاص۔ حضرت مقداد بن عمر۔ سلمان فارسی۔ حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت برا ابن عازب۔ حضرت ابی بن کعب کے اور یہ تمام حضرت علی ابن ابی طالب کیطرف رغبت رکھتے تھے۔ اسیطرح ابوبکر کی بیعت سے ابوسفیان نے تخلف کیا پھر ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو حضرت علیؑ اور اُن لوگوں کے پاس بھیجا جو حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ کہ اُن کو جناب فاطمہؑ کے گھر سے نکال دے۔ اور حکم دیا کہ اگر تم سے انکار کریں تو ان سے قتال کیجیو پس عمر کسی قدر آگ لئے ہوئے آئے کہ گھر کو پھونکدیں پس جناب فاطمہؑ عمر سے ملیں اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے تم کدھر آئے ہو آیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو۔ کہا عمر نے ہاں اس لئے آیا ہوں ورنہ جس امر میں امت داخل ہوئی ہے تم بھی داخل ہو جاؤ۔

(۴) علامہ ابوالولید محمد بن شحنہ المتوفی ۸۱۵ھ کے روضۃ المناظرہ برحاشیہ جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ پر خانہ بنت رسول مقبول کی احراق کی تہدید دیکھو۔

(۵) امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ کی کتاب الامامت والسیاست مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ پر دیکھو۔ ترجمہ

تحقیق ابوبکر نے ان لوگوں کی خبر دریافت کی جو انکی بیعت سے تخلف کر کے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تھے اور اُن کے پاس عمر ابن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت علیؑ کے گھر میں تھے عمر آئے اور ان کو آواز دی اُنھوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر کی جان ہے۔ نکل آؤ ورنہ میں اس میں آگ لگا دونگا اور معہ اُن لوگوں کے جو اس میں ہیں پھونک دونگا۔ پس کسی نے کہا کہ اے ابا حفص اے عمر! اس گھر میں تو جناب فاطمہؑ ہیں پس عمر نے کہا کہ ہوا کریں تب وہ لوگ نکل آئے اور بیعت کر لی لیکن علیؑ نہ نکلے۔ عمر نے خیال کیا کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لونگا چادر کندھوں پر نہ ڈالوں گا۔ بعدہٗ جناب فاطمہؑ دروازہ کے پاس کھڑی ہوئیں فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم ترکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنازۃ

بین اید ینا۔ قطعتم امرکم بینکم لم تستاوروناو لم تردد نالنا حقنا پس جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھے تم سے زیادہ بدتر قوم سے پالا نہیں پڑا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اپنے کام کی کتر بیونت میں لگ گئے ہم سے مشورہ نہیں لیا اور ہم کو ہمارا حق نہیں دیا پس عمر ابوبکر کے پاس آیا اور ابوبکر سے کہا کیا تم اس شخص سے جو آپ سے پھر ا ہے بیعت نہ لیں گے۔ پس ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا کہ جاکر (جناب) علی کو میرے پاس بلا لا۔ پس قنفذ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب علیؑ نے فرمایا تمہارا کیا کام ہے۔

قنفذ نے عرض کی کہ آپکو خلیفہ رسول بلاتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے جواب دیا کسقدر جلدی تم لوگوں نے رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھا ہے۔

قنفذ نے واپس آکر جناب علیؑ علیہ السلام کا پیغام ابوبکر سے کہا اور ابوبکر دیر تک روتے رہے۔

عمر نے دوبارہ کہا کہ تم اس متخلف سے بیعت لینے میں ڈھیل نہ کرو۔ تب ابوبکر نے قنفذ سے کہا کہ پھر (جناب) علیؑ کے پاس جا اور اُن سے کہو کہ امیر المومنین بلاتے ہیں۔

" حضرت علیؑ کے پاس آیا اور جو کچھ کہا گیا تھا ادا کیا۔

حضرت علیؑ نے باواز بلند فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعویٰ ہے جس کا مطلق اُسے حق حاصل نہیں قنفذ واپس آیا۔ اور جناب علی علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔

یہ سنکر ابوبکر بہت روئے پھر عمر اٹھا اور انکے ساتھ ایک جماعت بھی چلی جہانتک کہ دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب جناب فاطمہؑ نے اُن لوگوں کی آوازیں سُنیں تو بہت زور سے رونے لگیں اور فرمایا۔ ابت یا رسول اللہ ماذا لقینا بعدك من ابن الخطاب وابن ابی قحافہ اے باپ رسول اللہ ہم ابن خطاب وابن ابی قحافہ کے ہاتھوں کیا مصائب اٹھا رہے ہیں جسوقت ان لوگوں نے حضرت فاطمہؑ کی فریاد وزاری سُنی روتے ہوئے اُلٹے پھر گئے۔ درحالیکہ دل انکے درد کرتے تھے اور جگر شق ہوتے تھے۔ مگر عمر اور انکے ساتھی کچھ اور آدمی ٹھہرے رہے پس انہوں نے جناب علیؑ کو نکالا اور ابوبکر کے پاس لے گئے اور کہا کہ بیعت کرو۔ جناب علیؑ نے فرمایا اگر بیعت نہ کروں گا تو کیا ہوگا جواب دیا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن ماردیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ایک بندۂ خدا اور برادر رسول اللہ کا خون کرو گے عمر نے کہا بندۂ خدا تو خیر مگر رسول اللہ کا بھائی نہیں ہے اور ابوبکر چپکے بیٹھے سنا کئے کچھ نہ بولے

عمر نے کہا کیوں اس کے بارہ میں حکم نہیں دیتے پس ابو بکر نے کہا کہ جب تک (جناب) فاطمہؑ انکے پہلو میں ہیں ان پر کسی معاملہ میں جبر نہیں کر سکتا۔ پس حضرت علی علیہ السلام قبر رسول اللہ صلعم پر آکر لپٹ گئے اور نالہ فریاد کرنے لگے۔ فرمایا۔ یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ یعنے میرے ماں جائے (بھائی) تحقیق اس قوم نے مجھے لاچار کر دیا ہے اور میرے قتل پر آمادہ ہے (یہ ہی گریہ زاری حضرت ہارون علیہ السلام نے بھی اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو کی تھی) پس عمر نے کہا ابو بکر سے کہ آؤ جناب فاطمہؑ کی خدمت میں چلیں کیونکہ تحقیق ہم نے انکو غضبناک کیا ہے۔ پس وہ دونوں ساتھ ساتھ جناب فاطمہؑ کے گھر پر آئے۔ اور اندر آنے کی اُس نے اجازت مانگی جناب فاطمہؑ نے اُن دونو نکو اجازت نہ دی پس جناب علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے دونوں نے باتیں کیں حضرت علیؑ اُن دونوں کو جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے پاس لائے جب وہ اُنکے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے اپنا منہ دیوار کیطرف پھیر لیا انہوں نے سلام کیا جناب فاطمہؑ نے سلام کا جواب نہ دیا پس ابو بکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہ صلعم ہم نے تمہارے شوہر کے بارہ میں تم کو غضبناک کیا ہے جناب فاطمہؑ نے فرمایا مابالک یرثک اهلک ولا نرث محمدا یعنی کیا بات ہے کہ تیری اہل تو تیری میراث پائیں اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم رہیں۔ ابو بکر بولے واللہ قرابت رسول اللہ کی میرے نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ ہو لیکن جسدن آپکے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہے میں چاہتا تھا کہ میں مرجاتا اور آنحضرت کے بعد زندہ نہ رہتا کیا آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ میں آپکا حق اور آپ کا ورثہ روکتا ہوں جو رسول اللہ کیطرف سے آپکو پہنچتا ہے۔ حالانکہ میں آپ کے فضل و شرف سے واقف ہوں مگر بات یہ ہے۔ کہ میں نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے کہ وہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا میں بھی تم سے رسول اللہ صلعم کی ایک حدیث بیان کروں اسے پہچانو گے اور اس پر عمل کرو گے وہ بولے ضرور۔ پس جناب فاطمہؑ نے فرمایا میں تم کو قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم دونوں نے رسول اللہ صلعم کو کہتے نہیں سنا ہے کہ رضائے فاطمہؑ میری رضا ہے اور فاطمہؑ کا غصہ میرا غصہ ہے پس جس نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی اُس نے مجھے راضی کیا۔ اور جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا ابو بکر و عمر دونوں نے کہا کہ ہم نے ایسا ہی سنا ہے تب جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا۔ فانی اشهد الله وملائکته انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی صلعم لاشکونکما الیه۔ ترجمہ

میں خدا اور اُسکے فرشتوں کو گواہ کرتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے غضبناک کیا ہے اور راضی نہیں کیا ہے جب نبی صلعم سے ملاقات کرونگی تو ضرور تم دونوں کی شکایت آنحضرت صلعم سے کرونگی۔

تب ابو بکر نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اے فاطمہؑ کہ آنحضرتؐ اور تم غضبناک ہو۔ یہ کہکر ابو بکر رونے لگے یہانتک کہ انکا دم گھٹنے لگا۔ لیکن جناب فاطمہؑ یہی کہتی گئیں۔ واللہ جو نماز میں پڑھونگی اس میں تمہارے لئے بد دعا کرتی رہونگی۔ پس ابو بکر روتے ہوئے نکلے۔ راوی کہتا ہے پس جناب علیؑ نے ہرگز بیعت نہ کی یہانتک کہ جناب فاطمہ کا انتقال ہو گیا۔

(۶) علامہ مسعود مروج الذہب کے صفحہ ۱۵۹ اور حافظ تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر میں قصہ احراق خانہ بتول بنت رسول مقبول علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۷) امام ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب الملل و نحل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۳۵ پر اس قصہ احراق کو لکھتے ہیں۔

(۸) امام ابن عبد البر کی کتاب استیعاب مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد اول صفحہ ۳۴۵ پر واقعہ احراق بنت رسولؐ مقبول کو دیکھو۔

(۹) شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۹۲ پر قصہ احراق بیت بنت رسول مقبول صلعم کو دیکھو۔

(۱۰) مولوی شبلی نعمانی صاحب کی کتاب الفاروق میں اس واقعہ احراق کو دیکھو حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں الفاروق حصہ اول بار دوم مفید عام پریس آگرہ۔

(۱۱) مولوی وحید الدین خانصاحب کی کتاب حد تحقیق بمشرب سنی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۱ پر اس واقعہ احراق خانہ بنت رسولؐ مقبول کو دیکھو۔

(۱۲) حافظ عبد الرحمن صاحب مرحوم حنفی سنی امرتسری کی کتاب المرتضیٰ مطبوعہ امرتسر کی صفحہ ۴۵ پر اس واقعہ احراق خانہ بنت رسولؐ مقبول کو دیکھو۔

(۱۳) رسالہ خلافت مصنفہ جان ڈیون پورٹ میں اس قصۂ احراق کو دیکھو۔

(۱۴) مشہور مورخ ایڈورڈ گبن کی کتاب ڈی کلائین اینڈ فال آف رومن امپائر کی جلد سوم صفحہ ۱۹ پر دیکھو۔ ترجمہ:۔ فقط بنی ہاشم نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا اور انکا سردار علیؑ چھ ماہ سے زیادہ بالکل

بے تعلق اور چُپ چاپ گھر میں بیٹھا رہا اُس نے عمر کی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کی جس نے دختر رسولؐ کے مکان میں آگ لگانے کا قصد کیا تھا۔

(۱۵) واشنگٹن ایرونگ صاحب مشہور مورخ اپنی کتاب سکسز آف محمدؐ مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز لنڈن صفحہ ۴۴ پر احراق خانہ دختر رسول مقبول کا واقعہ اسطرح لکھتے ہیں۔ عمر نے اپنے ہمراہیوں سے فاطمہؑ کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت علیؑ سے کہا کہ ابوبکر خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں تم بھی بیعت کر لو علیؑ حجت کرنے اور اپنے حقوق جتانے لگے۔ مگر عمر نے کہا اب مرضی عامہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرنیکا قصد کرے گا اُسے سزائے قتل دی جائیگی۔ اور کہا کہ بیعت کرو ورنہ گھر کو اور جو لوگ اسمیں ہیں سب کو پھونک دونگا۔ جناب فاطمہؑ نے ملامت کے طور پر بلند آواز سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے تو ایسا ظلم تو نہ کیجیو۔ عمر نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اور لوگونکیطرح بیعت نہ کر لو گے تو واللہ میں ضرور جلادوں گا۔

(۱۶) اوکلی صاحب اپنی تاریخ اسلام انگریزی صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں۔ عمر گھر میں آگ لگانے ہی کو تھا کہ جناب فاطمہؑ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے عمر نے کہا کہ اگر اور لوگوں کی طرح تم لوگ بیعت نہ کر لو گے تو میں گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا۔

(۱۷) کتاب السقیفہ ابوبکر جوہری۔ کتاب الاکتفا۔ کنز العمال۔ جمع الجوامع میں اس واقعہ احراق خانہ دختر رسولؐ مقبول کو دیکھو۔

(۱۸) شرح ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغت تاریخ واقدی کو دیکھو۔ تقیفہ جوہری میں ہے کہ ابن وقاص اور مقداد بن اسود جناب فاطمہؑ علیہم السلام کے گھر تھے۔ اور وہ اسلئے جمع ہوئے تھے کہ حضرت علیؑ کی بیعت کریں۔ پس اُنکے پاس عمر آئے تاکہ اُنپر گھر کو جلادیں۔ پس زبیر اُنکی طرف تلوار لئے ہوئے نکلے اور جناب فاطمہؑ روتی اور چلاتی ہوئی نکلیں۔

(۱۹) بلاذری نے روایت کی ہے کہ تحقیق ابوبکر نے عمر کو علیؑ کیطرف بھیجا کہ اُنسے بیعت چاہتے تھے اور انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ عمر آئے اور انکے ساتھ آگ کی چنگاری تھی۔ پس جناب فاطمہؑ علیہم السلام اُنکو دروازہ پر ملیں اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا ارادہ رکھتا ہے کہ اس گھر کو ہم پر جلائے اُس نے کہا ہاں وذلك اقوى فيما جاء به ابوك یعنی عمر نے کہا کہ قوی تر ہے بیچ اس چیز کے کہ تیرا باپ لایا ہے یعنی استحکام نبوت سے استحکام خلافت قوی تر ہے۔

(۲۰) منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد دوم ص۱۷۴ سطر اول مطبوعہ مصر پر حضرت عمر ابن الخطاب کی جناب سیدہ معصومہ طاہرہ بتول بنت رسول مقبول صلعم کے پاک گھر کو آگ سے جلانے کی دھمکی کو پڑھو اور خوب غور کرو۔ عن اسلم انہ حین بو یع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان علی والزبیر فی بیت علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ صلعم ویشاورونہا ویرتجبون فی امرھم۔ فلما بلغ ذلک عمر ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمتہ علیہا السلام فقال یابنت رسول اللہ۔ واللہ ما من الخلق احد احب الی من ابیک ومامن احد احب الینا بعد ابیک منک دایم اللہ ماذاک بمانعی ان اجتمع ھولاء النفر عندک ان امیرھم ان تحرق علیہم الباب فلما خرج عمر جاؤھا قالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف اللہ لئن عدتم لیحرمن علیکم البیت۔ الخ۔ یہی روایت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مقصد دوم مآثر ابوبکر میں لکھتے ہیں (ترجمہ۔

(۲۱) زید بن اسلم اس کے باپ سے روایت ہے بعد رسول اللہ صلعم کے جب ابوبکر سے بیعت ہوچکی حضرت علیؑ اور زبیر جناب فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلعم کے گھر میں مشورہ خلافت کے برخلاف کر رہے تھے۔ عمر ابن الخطاب یہ خبر سنکر جناب فاطمہؑ کے مکان پر گئے اور کہنے لگے اے دختر رسول صلعم تیرے باپ سے بڑھکر میرا مخلوق میں کوئی پیارا نہ تھا اور انکے بعد مجھ کو جناب سے جو محبت ہے وہ کسی سے نہیں۔ مگر یہ بات مندی مجھکو اسبات سے روکے گی کہ علیؑ اور زبیر یہ جرم مشورت بیجا اس گھر کو نہ پھونکدوں سبحان اللہ حضرات شیخین کا ایمان اور محبت اہل بیت کیسی کامل تھی۔ اور حدیث ثقلین پر کیسے متمسک تھے اور بعد وفات رسول اکرم صلعم ایسی حالت میں کہ جناب سیدہ معصومہ مبتلائے رنج والم ہوکر فرش غم پر بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے باپ کو رو رہی تھیں۔ دھمکایا۔ ڈرایا کہ تمہارا گھر پھونک دیا جائیگا۔ اس سے بڑھکر ظلم وصدمہ ومصیبت کیا ہو گی ۔

(۲۲) مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی رویائے صادقہ کے صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں۔ اس سے [illegible] انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ حضرت علیؑ خلافت کے دعویدار ضرور تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے پیغمبر صاحب کے بعد [illegible] داماد کہو بیٹا کہو۔ بھائی کہو وہی تھے۔ اور چند در چند قرابتوں کے علاوہ علم وفضل وشجاعت میں کوئی انکا [illegible] ہمسر نہ تھا اور

سب استحقاق ایکطرف اور جناب فاطمہؑ کا موجود ہونا ایک طرف کوئی ہے۔ جولتنے استحقاق ہوتے سلطنت ایسی چیز کو چھوڑ بیٹھے اور یہ صرف جناب علیؑ کا خیال تھا بلکہ سیر اور احادیث کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ صاحب کے تمام عقیدت مندان کا یہی خیال تھا۔ واقعات مصرحہ بالا پر نظر فرما کر بانصاف مخاطب نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت برغبت تھی یا کہ خلفاء کو غیر مستحق امانت سمجھ کر بہ ہزار کراہت و بیدلی اہل سنت کو لازم ہے کہ بیعت مرتضوی کے صحیح ہونیکا کبھی خیال نہ فرمائیں اور اس واقعہ آتش زنی پر گہری نظر دوڑائیں۔

زیادہ واقعہ احراق بیت بنت رسول مقبول صلعم دیکھو تشئید المطاعن۔ النار الموقدہ تفسیر لوامع التنزیل النار الحاطمہ اور بابہواری رسالہ اصلاح جن میں بڑی توضیح و تفصیل سے درج ہے۔

عزت و شان خانہ بنت الرسول صلعم

در منثور میں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے حضرت انس ابن مالک اور بریدہ سے روائیت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اس آئیت کو پڑھا بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ گھروں کے اندر اللہ نے حکم کیا ہے کہ بلند کیا جائے پس ایک شخص کھڑا ہوا پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ یہ گھر کون ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انبیاء کے گھر ہیں۔ پھر ابو بکر نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہؐ یہ گھر علیؑ و فاطمہؑ کا انہیں گھروں سے ہے حضور انور نے فرمایا ہاں یہ گھر ان گھروں سے فاضل تر ہے۔

فصل ثبوت خلافت

بلافصل و ناراضگی از اشعار کرامت و حجت آثار جناب حیدر کرار وصی شاہ ابرار علیہم السلام۔

(۱) اسی خلافت کے بارے میں جناب امیر علیہ السلام کا ایک قطعہ دیوان امیری میں درج ہے۔

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورھم ۔۔۔ فکیف بھذا والمشیرون غیّب

وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمھم ۔۔۔ فغیرک اولی بالنبیؐ واقرب

ترجمہ:۔ اگر تو شوریٰ و اجماع کے سبب سے امور مردم کا مالک ہو گیا تو یہ شوریٰ و اجماع متحقق کیونکر ہوا صاحبان شوریٰ (بنی ہاشم) تو غائب ہی ہیں۔ اور اگر تو نے قرابت پیغمبر کی دلیل پیش کر کے ان میں سے مقابل کو مغلوب کر دیا تو اس لحاظ سے بھی تیرا غیر (جناب امیر المومنین علیہ السلام) قرابت پیغمبرؐ کا زیادہ سزاوار ہے اور وہ پیغمبرؐ کا نہایت ہی قریب ہے۔

(۲) دیوان امیر علیہ السلام میں ذیل کے اشعار حضرت ابوبکر کو مخاطب کر کے فرمائے گئے ہیں۔

تعلم ابابکر ولا تک جاھلاً ۔۔۔ بان علیا خیر حاف وناعل

وان رسول اللہ اوصی بحقہ ۔۔۔ واکد فیہ قولہ بالفضائل

فلا تبخسنہ حقہ وارددہ ابوبری ۔۔۔ الیہ فان اللہ لیس بغافل

ترجمہ:۔ اے ابوبکر یاد رکھ اور انجان مت بن کہ جناب علیؑ ہر کہ ومہ سے افضل ہے اور علیؑ وہ شخص ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس کے حق میں وصیت کی اور اپنے اقوال وفضائل سے اس وصیت کی تاکید فرمائی اس کا حق مت چھین اسکو خلافت واپس کردے اور جان لے کہ اللہ غافل نہیں ہے اس جناب امیر علیہ السلام نے خلافت ابوبکر کو خلافت غاصبہ سمجھا۔

خلافت حضرت ابوبکر سے جناب جبلہ صفدر صدیق اکبر علیہ السلام کی ناراضگی و عدم بیعت

(۱) کتاب الامامتہ والسیاستہ مولفہ ابن قتیبہ صفحہ ۱۸ باب اباءیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام عن بیعت ابوبکر لائبریری اسلامیہ کالج پشاور پر ہے۔

جب حضرت ابوبکر کو خلافت پر قبضہ حاصل ہو گیا تو پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرت ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ وہ فرما رہے تھے کہ میں بندۂ خدا اور برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ کہا گیا کہ حضرت ابوبکر کی بیعت کرو۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہم تم سے اس امر میں زیادہ مستحق ہیں میں تمہاری بیعت نہ کروں گا۔ تم اولیٰ ہو کہ مجھ سے بیعت کرو تم نے یہ امر انصار سے لیا ہے اور تم نے ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت داری کی حجت قائم کی ہے۔ تم خلافت ہم اہلبیت سے غصب کرتے ہو کیا تم نے انصار کے سامنے یہ دلیل پیش نہیں کی کہ تم ان سے خلافت کے زیادہ سزاوار ہو اس سبب سے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے تھے۔ انہوں نے سرداری تمکو دیدی اور تمہاری امارت مان لی جیسے ہی دلیل ہم پیش کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلعم کیساتھ حالت حیات اور ممات کی حالتمیں تم لوگوں سے زیادہ اولیٰ ہیں اگر تم مومن ہو اور اللہ سے ڈرتے ہو تو ہم سے انصاف کرو ورنہ تم دیدہ دانستہ ظلم کرتے ہو۔

حضرت عمرؓ:- جبتک تم بیعت نہ کروگے ہرگز نہیں چھوٹوگے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے جو دوہنے کا حق ہے اسکے تھن تیرے قبضہ میں ہیں آج تم نے اسکے لئے شدت اور مضبوطی کرلی ہے کل وہ اسے تیرے حوالہ کرد یگا اے عمرؓ قسم ہے پاک پروردگار کی میں تیری بات نہیں قبول کروں گا ہیں اسکی بیعت کرونگا

حضرت ابوبکرؓ:- بولے کہ اگر یا علیؑ تم بیعت نہیں کرتے تو میں تمکو مجبور نہیں کرتا۔

حضرت ابوعبیدۃ بن جراح نے جناب علی علیہ السلام سے کہا یا ابن عم آپ نوعمر ہیں اور یہ لوگ تمہاری قوم میں بوڑھے ہیں آپکو ایسا تجربہ نہیں ہے جیسا کہ انکو ہے اور میں اس امر خلافت میں ابوبکر کو بردباری اور واقفیت تدابیر میں زیادہ قوی پاتا ہوں۔ پس یہ امر ابوبکر ہی کو تسلیم کردیجئے۔ کچھ اور دن گذرنے کے بعد آپکی عمر زیادہ ہوجائیگی تو آپ اس امر کے لائق ہوجائینگے اپنے فضل اور دین اور علم اور علم و فہم اور تقدم اسلام اور نسب اور دامادی کے سبب سے آپ اسکے مستحق ہیں

جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت کو انکے گھر سے نکالو اور انکے گھر کی زمین اپنی نہ کرو اور اسکی اہلبیت کو انکے مقام سے اٹھا کر دوسروں کو قائم نہ کرو اور انکی حق تلفی نہ کرو واللہ اے مہاجرین ہم اس مقام خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں ہم اہل بیت ہیں اور اس امر کے تم سے بھی زیادہ حقدار ہیں جو کوئی کہ ہم میں قاری کتاب اللہ کا اور فقیہ دین اللہ کا اور عالم سنن رسول اللہ صلعم کا اور واقف امر رعیت کا اور دفعہ کرنیوالا امور بدکا اور تقسیم کرنیوالا انکو گونمیں مساوات کیساتھ تھا واللہ وہ ہم میں ہے پس ہوا وہوس کی پیروی نہ کرو اگر ایسا کروگے تو راہ خدا سے گمراہ ہوجاؤگے اور حق سے زیادہ دور ہوجاؤگے۔

بشیر ابن سعد نے کہا یا علیؑ اگر انصار تم سے یہ کلام ابوبکر کی بیعت ہونے سے پہلے سن لیتے تو وہ تم پر اختلاف نہ کرتے۔ راوی کہتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام جناب معصومہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ ابنت رسول اللہ صلعم کو ایک چوپایہ پر بٹھا کر رات کیوقت مجالس انصار میں لے گئے اور وہ ان سے نصرت مانگتی تھیں۔ پس وہ جواب دیتے تھے کہ اے بیٹی رسول اللہ کی اب تو ہم اس شخص سے بیعت کرچکے اور اگر آپکے شوہر اور ابن عم ہمارے پاس ابوبکر سے پہلے چلے آتے تو ہم کسی کو انکے برابر نہ کرتے اسی

جناب علیؑ فرماتے تھے۔ تو کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گھر میں یونہی چھوڑ دیتا اور انکو دفن نہ کرتا اور انکی سلطنت کے لئے لوگوں سے تنازع کرنیکو نکل پڑتا۔ پس جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام فرماتی تھیں کہ ابوالحسنؑ کو بھی مناسب تھا جو انہوں نے کیا اور ان لوگوں نے وہ کیا جنکا کہ اللہ ان سے حساب لیگا اور مطالبہ کریگا یہیں مضمون بلفظہ دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۱ سطر ۲)

(ب):۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ نول کشور میں بہ حوالہ غنیۃ الطالبین لکھا ہے۔

کہ جس زمانہ میں حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت میں توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے ایک مکتوب میں حضرت علی علیہ السلام کو لکھا کہ مسلمانوں نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میری امارت پر راضی ہوئے ہیں آپ بھی انکے ساتھ موافقت کیجئے۔ حضرت علیؑ نے جواب میں لکھا تم نے جو لکھا ہے کہ مسلمانوں نے ہم سے بیعت کی ہے ہماری حکومت پر راضی ہوئے ہیں۔ پس میں سب سے پہلے دولت اسلام سے مشرف ہوا ہوں تمام خلقت سے پہلے میں نے رسول اللہؐ کی تصدیق کی ہے اور میں خدائے عزوجل کو گواہ کرتا ہوں کہ آپکی خلافت پر میں راضی نہیں ہوں۔ انتہی۔

(۳) کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ ۲۸۔ باب رجم الحبلی من الزنی اذا احصنت صفحہ ۳۷ پر ہے وَخَالَفَ عنا علی والزبیر ومن معھما۔ ترجمہ: حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور زبیر اور ان دونوں کے ساتھیوں نے ہم سے مخالفت کی۔ ف حضرت ابوبکر کی ایسی اجماعی خلافت کو حضرت علیؑ اور حضرت زبیر اور تمام خاندان رسالت صلعم نے نہیں مانا صاف ثابت ہے کہ وہ خلیفۂ رسول صلعم نہ تھے اور نہ ہی انکے واسطے کوئی نص فرمائی گئی اور نہ ہی وہ باقاعدہ خلیفہ بنائے گئے۔

(۴) قال امیر المومنین علیہ السلام لا یقاس بآل محمد صلی اللہ علیہ والہ من ھذہ الامۃ احدٌ ولا یسوی بھم من جرت نعمتھم علیہ ابدًا ھم اساس الدین وعماد الیقین الیھم یفی الغالی وبھم یلحق التالی ولھم خصائص حق الولایۃ وفیھم الوصیۃ والوراثۃ (نہج البلاغۃ صفحہ ۳۷ مطبوعہ اصلاح پریس)

ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اس امت سے کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا اور وہ لوگ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کی بدولت ہمیشہ نعمت ہدایت پائی۔ اہل بیت رسالت ہی اسلام کی بنیاد اور ایمان کے ستون ہیں دین میں بڑھ جانیوا

بھی انہیں کی طرف مرجوع کرتا ہے اور پیچھے رہنے والا بھی انہیں سے ملحق ہوتا ہے۔ انہیں کے لئے حق امامت کے خصوصیات ہیں اور انہیں کے حق میں جناب رسول خدا صلعم کی وصیت ہوئی اور وراثت پہنچی۔

(۵) **استیعاب** کی جلد اول صفحہ ۱۸۲ پر ہے۔ قال علی علیہ السلام العجب لطلحتہ والزبیر ان اللہ عزوجل لما قبض رسولہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قلنا نحن اھلہ و اولیاءہ لا ینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا مخالفتہ الفرقتہ وان تعود الکفر ولیبوء الدین لغیرنا فصبرنا علی مفض حمالم۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تعجب ہے طلحہ و زبیر سے۔ کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ہم نے کہا ہم حضرت صلعم کے ولی اور مستحق تر ہیں اس خلافت کے مگر قوم نے انکار کیا اور غیروں کو خلیفہ بنا دیا خدا کی قسم اگر اسلام میں تفرقہ پڑ جانے کفر کے لوٹ آنے اور دین پر دوسروں کے قبضہ ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو دیکھ لیتے لیکن انہیں وجوہ سے ان سختیوں پر ہم نے صبر کیا۔

جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کی ناراضگی

جناب علیا صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکہ میراث پدری سے اپنا حصہ حضرت ابوبکر اجماعی خلیفہ اہل سنت والجماعت سے مانگا تو حضرت ابوبکر نے کہا۔ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقتہ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فہجرت ابابکر فلم ترک مھاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ستتہ اشہر الآخر (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری) کتاب الجہاد والسیر۔ بارھواں پارہ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مطبع احمدی لاہور باب فرض الخمس)۔ ترجمہ:۔ حضرت ابوبکر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یہ سنکر جناب علیا فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا غصے ہوئیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر سے بولنا چھوڑ دیا اور وفات تک انسے نہ بولیں۔ اور آنحضرت صلعم کے وفات کے بعد صرف چھ مہینہ ہی زندہ رہیں۔

(ب) دیکھو مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اول صـ۶ حدیث آخر۔

(ج) جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کا غضب ناک ہونا معمولی بات نہ تھی۔ فغضبت کا لفظ یہ کہتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر سے بوجہ غصہ کے پھر بات تک ہی نہیں کی اور بخاری کی دوسری حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابو بکر کو بعد وفات جناب بتولؑ بنت رسول مقبول صلعم جنازہ تک نصیب نہ ہوا اور نہ انکو خبر دی گئی۔ جناب علیہا سیدہ معصومہ کا غصہ ہونا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ہونا ہے۔ اور جناب رسول صلعم کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ پس حضرت ابو بکر نے مخالفت قرآن شریف میں حدیث لا نورث سنا کر اور جناب سیدہ کو وراثت پدری سے محروم کر کے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کو غصہ و ناراض کیا۔ پس جس خلیفہ سے اللہ اور اسکے رسول مقبول صلعم ناراض ہوں وہ خلیفہ رسول کیسے ہو سکتا ہے۔

اوّل حدیث بخاری قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ سیّدۃ النساء اھل الجنۃ **ترجمہ**: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہے۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب فاطمہ علیہ السلام پ۱۴ صـ۱۳۲ مطبع احمدی۔

دوم حدیث بخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبا اغضبنی۔ ترجمہ: جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے جو کوئی فاطمہؑ کو غصہ دلائے اُس نے مجھ کو غصہ دلایا (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ کتاب المناقب پارہ چودھواں صـ۱۲۳)

نوٹ جس خلیفہ سے خاتون قیامت خاتون جنت لخت جگر رسول مقبول صلعم ناراض ہو کر وفات پائیں وہ خلیفہ صاحب اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو کیا جواب دینگے اور وہ کیسے خلیفے ہوئے۔

ناراضگی جناب سیدنا و امامنا امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام از خفت حضرت ابو بکر

اخرج ابو نعیم وغیرہ عن عبد الرحمن الاصبھانی قال جاء الحسن بن علی علیہما السلام الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم فقال انزل عن مجلس

ابی فقال صدقت انہ مجلس ابیک واجلہ فی حجرہ وبکی فقال علی واللہ ماھذا من امری فقال صدقت واللہ ما اتھمک (دیکھو تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی طبع سرکاری ۱۸۷۰ء و صفحہ ۷۷ سطر ۱۱ فصل فی نبذ من علمہ و تواضعہ) اور مطبوعہ صدیقی صفحہ ۱)

ترجمہ:- ابونعیم وغیرہ نے عبدالرحمن الاصبہانی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر جناب رسول اللہ صلعم کے منبر پر تھے کہ جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اُتر آؤ۔ آپ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ منبر تمہارے باپ کا ہی ہے اور امام حسنؑ کو گود میں لیلیا اور رو پڑے حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے سے کچھ نہیں کہا حضرت ابوبکر نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں میں کچھ آپ پر تہمت تو نہیں لگاتا۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ناراضگی

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے حضرت عمر کو منبر نبوی پر کھڑا دیکھکر فرمایا انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک۔ میرے باپ کے منبر سے اتر آؤ اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ حضرت عمر نے عرض کیا میرے باپ کا تو کبھی منبر نہیں ہوا پھر کہا کہ یہ بات آپکو کس نے سکھائی جناب امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم مجھکو کسی بشر نے نہیں سکھائی۔ صواعق محرقہ عربی صفحہ ۱۰۵ (دیکھو تاریخ الخلفا سیوطی صدیقی پریس لاہور صفحہ ۷۷ و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۸۰ سطر ۷)

(ح) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد جب خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہوگیا لیکن بنو ہاشم دیر تک اپنی ادعا پر رکے رہے اور انکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس بہت ہوا۔ (کتاب المامون حصہ اول صفحہ ۸ مولفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم سنی المذہب)

بیعت مجبوری

بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بعد وفات جناب سیدہ معصومہ بتولؑ بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر سے طوعاً و کرہاً مجبور ہو کر مصالحت و بیعت کی سنو۔

وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحتہ ابی بکر ومبالعیہ ولم یکن بیایع تلک الاشھر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یاتنا احد معک کراھیۃ لمحضر عمرؓ فقال عمر لا واللہ لا تدخل

علیھم وحدك فقال ابوبکرؓ وما عسیتھم ان یفعلوا بی واللہ لا یتسنھم فدخل علیھم ابوبکر فتشھد علی فقال انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك اللہ ولم ننفس علیك خیرا ساقہ اللہ الیك۔ ولکنك استبددت علینا بالامر وکنا نری حقاً (صحیح مسلم) لقرابتنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیبا حتی فاضت عینا ابی بکر الخ (دیکھو صحیح بخاری کتاب المغازی سترھواں پارہ صـ۲۳ سطر دوسری مطبع احمدی لاہور اور صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الفئے صـ۹۱ مطبع نولکشور معہ شرح نودی تقطیع کلاں) ترجمہ اور جب تک جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا زندہ تھیں تو لوگ جناب علی المرتضیٰؑ پر بہت توجہ رکھتے تھے جب انکی وفات ہوگئی تو حضرت علیؑ نے دیکھا لوگوں کے منہ انکی طرف سے پھرے معلوم ہوتے ہیں تو انہوں نے حضرت ابوبکر سے صلح و بیعت کر لینا چاہا اس سے پہلے چھے مہینے تک انہوں نے حضرت ابوبکر سے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر کو پیغام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم اکیلے آؤ اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ (حضرت عمر کا آنا ناپسند کرتے تھے لہذا انکو منظور نہ تھا کہ حضرت عمر انکے ساتھ آئیں) حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا خدا کی قسم تم اکیلے انکے پاس نہ جانا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور انکے پاس جاؤں گا۔ آخر حضرت ابوبکر جناب علی المرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب علی المرتضیٰؑ نے تشہد پڑھا یعنی خدا کو گواہ کیا اور فرمانے لگے اے ابوبکر ہمکو آپکی فضیلت اور بزرگی معلوم ہے جو اللہ نے تمکو عنایت فرمائی ہے اور اللہ نے جو نعمت تمکو دی اس پر ہم کچھ حسد نہیں کرتے مگر ہمکو صرف یہی برا معلوم ہوا کہ آپ نے اکیلے ہی اکیلے خلافت اڑالی (لہذا اس کام میں ہٹ دھرمی کی) کیونکہ ہم آنحضرت صلعم کے قرابت کیوجہ سے اپنا حق جانتے تھے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ایسا فرماتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر کی آنسو بھر آئیں۔ الخ۔

(ف) اس سے ثابت ہوا کہ جناب علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر کو خلیفۂ رسول نہ مانا کہ چھ ماہ تک بیعت نہ کی۔ صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حالت مجبوری و اضطرابی میں جناب امیر علیہ السلام نے مصالحت کی جبکہ مخلوق خدا نے آپکو اکیلا چھوڑ دیا؛ ورد نیاوی لالچ میں آکر وصایا نبوی من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور تمسک قرآن و اہل بیت سے منہ موڑ دیا پھر بھی برابر اپنے استحقاق خلافت جتلاتے رہے اور حضرت ابوبکر کو لاجواب کر دیا۔ پھر حضرت عمر اور جناب صدیق اکبر جنید رضفد رعلیہ السلام کی

شکر رنجی بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت عمر سے کراہیت رکھتے تھے۔ استبدت
علینا بالامر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیخین نے خلافت کو غصب کرلیا۔

(۲) جناب علی علیہ السلام سیدھے حضرت ابوبکر کے پاس چلے گئے۔ اتفاق سے اسوقت حضرت ابوبکر کے
پاس حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ میں تم سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں تم عمر کو اٹھا دو
تو میں کچھ کہوں۔ بنوں حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؑ نے کہا کہ تم نے سقیفہ میں میری
عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی تم نے مجھ سے مشورہ تک نہ دیا یا تم مجھکو بلو لیتے۔ الخ (ترجمہ ابن خلدون۔
کتاب ثانی۔ جلد سوم مطبع انوار احمدی الہ آباد ص۲۷ سطر اخیر فٹ نوٹ دیکھو)

پس جس خلافت الشیخین سے اہل بیت سید الکونین علیہ السلام ناراض ہوں ہم اسکو کیسے خلافت راشدہ
تسلیم کرلیں۔

حضرت عباسؓ عم نامدار سید الابرار احمد مختار صلعم کی خلافت صدیقی سے مخالفت و ناراضگی

ثم خرج فاتی المغیرہ بن شعبہ فقال اتری یا ابابکر ان تلقوا العباس فتجعلو
الله فی هذا الامر۔ الخ۔ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر مغیرہ بن شعبہ کے پاس آئے تو مغیرہ نے کہا اگر تمہاری
رائے ہو تو حضرت عباس کے پاس چلیں اور انکا اور انکی اولاد کا کچھ حصہ مقرر کریں جس سے تمکو حضرت علیؑ اور بنی ہاشم
پر ایک طرح کی حجت حاصل ہو جبکہ حضرت عباس تمہارے ساتھ ہو جائیں۔ حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ یہ سنکر
حضرت عباس کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر نے بعد حمد و صلوۃ کہا خدا تعالی نے حضرت محمد صلعم کو برسالت مبعوث
کیا جو اسکے نبی اور مومنین کے ولی تھے۔ جب خدا نے انکو وفات دی تو حضرت صلعم نے اس امر خلافت کو رعایا کی
رائے پر چھوڑ دیا کہ اپنی مصلحت کے موافق جسکو چاہیں اختیار کریں جس میں وہ متفق ہوں اور مختلف نہ ہوں
توان لوگوں نے ہمکو والی بنایا اور اپنے امور کا راعی (نگہبان چرواہا) اور ہمکو بحمد اللہ نہ کسی طرح کے وہن
کا خوف ہے۔ نہ حیرت کا نہ بزدلی کا خدا کی توفیق پر اعتماد ہے اور ہمکو برابر اس قسم کی خبریں پہنچتی ہیں کہ جو لوگ
عامہ مسلمین کے انتخاب کے خلاف ہیں وہ اس امر پر طعن کرتے ہیں اور تم لوگوں کو اپنا پشت و پناہ بناتے ہیں۔
لہذا یا تو آپ بھی اس میں داخل ہو جائیے جس میں سب داخل ہیں یا ان لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے
اور ہم لوگ اسلئے آئے ہیں کہ اس خلافت میں کچھ حصہ آپکا مقرر کریں جو آپکے بعد آپکی اولاد کے بھی کام آئے

کیونکہ آپ عم رسولؐ ہیں۔ اگرچہ لوگوں نے باوصفیکہ آپکی قدر و منزلت کو دیکھا ہے مگر پھر بھی سب نے خلافت کو آپ لوگوں سے علیحدہ کر دیا ہے اے فرزندان عبد المطلب اپنی جگہ پر رہو کیونکہ رسول اللہ صلعم ہم سے بھی ہیں اور تم سے بھی۔

حضرت عمر کی نے کہا ہاں قسم خدا کی ہم اس غرض سے نہیں آئے ہیں کہ ہمکو کوئی تمہاری طرف حاجت ہے مگر ہمکو یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ تم لوگ اس اجماع عامہ پر طعن کرو جس سے ممکن ہے تمکو اور انکو خلل عظیم پہنچے۔ لہذا اس کو سوچو جو تمہارے لئے اور عوام کے واسطے مفید ہو۔

حضرت عباسؓ کی نے بعد حمد خدا کے فرمایا کہ بیشک سیدنا محمد صلعم کو خدا نے نبی بنایا اور مومنین کیلئے ولی قرار دیا اور وہ اس امر کو یونہی چھوڑ گئے تاکہ اختیار کریں اپنے نفس کیلئے اس حالت میں کہ وہ حق پانیوالے ہوں۔ پس اگر تم نے اس خلافت کو جناب رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے طلب کیا ہے تو ہمارا حق تو نے لیا اور اگر بذریعہ مومنین طلب کیا تو ہم نہیں مومنین سے ہیں اور نہیں متقدم ہوئے اگر بوجہ مومنین تم پر خلافت واجب ہوئی تو جب ہم اس سے کراہت کرتے ہیں تو پھر تم پر کیونکر واجب ہوئی رہی وہ بخشش جو تم ہمکو دیتے ہو تو اگر اپنے حق سے دیتے ہو تو ہم کو اس کی حاجت نہیں اور اگر وہ حق مومنین ہے تو تجھے جایز نہیں کہ اونپر تحکم کرلے اور اگر ہمارا حق ہمکو دیتے ہو تو ہم ہرگز اس پر راضی نہیں ہیں کہ بعض حق کو لیں اور بعض کو چھوڑ دیں۔ رہا یہ جو تم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلعم ہم سے اور تم سے دونوں سے ہیں۔ فانہ قد کان من شجرۃ نحن اغصانہا وانتم جیرانہا۔ تو رسول اللہ صلعم اس درخت سے ہیں جسکی ہم ڈالیاں ہیں اور تم اسکے آس پاس والی زمین ہو۔ انتہی ترجمہ (کتاب الامامۃ والسیاسۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴)

(ف) اس سے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ خاندان بنی ہاشم و اہل بیت رسالت صلعم میں کس طرح رابطہ و اتحاد تھا اور جناب امیر علیہ السلام سے کس طرح کی خصوصیت تھی اور وہ کسطرح خلافت کے چلے جانے سے ناراض تھے کہ حضرات شیخین نے پولٹیکل چال سے تفرقہ پردازی کرنی چاہی اور حضرت عباسؓ کو جاگیر کا طمع بھی دلایا مگر انہوں نے ایسا ڈکا سا جواب دیا کہ حضرات شیخین مبہوت رہے۔ صرف حضرت عباسؓ ہی نہیں بلکہ خلفائے عباسیہ بھی خلافت شیخین کو برحق نہ جانتے تھے چنانچہ تاریخ کامل میں ہے

بنی عباس کی ناراضگی وقام عمہ داود علی مرقاۃ المنبر فقال الحمد للہ شکرا الا وانہ ماصعد منبرکم ھذا خلیفۃ رسول اللہ صلعم

الا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ وامیر المومنین عبد اللہ بن محمد واشار بیدہ الی ابی السفاح وقال فی آخر کلامہ ایہا الناس واللہ ما کان بینکم وبین رسول اللہ صلعم خلیفۃ الا علیؑ ابن ابی طالب وامیر المومنین الذی خلفی ثم نزل (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم ص۱۵۵) ترجمہ - یعنی جب ابوالسفاح خطبہ پڑھ چکے تو انکے چچا داود منبر پر گئے اور بعد حمد و نعت کے طولانی خطبہ پڑھا جسکے آخر میں کہا اے حاضرین کبھو منبر پر دو ہی خلیفہ نے قدم رکھا ہے ایک امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام دوسرے یہی عبد اللہ بن محمد ابو السفاح پھر آخر کلام میں فرمایا قسم خدا کی جناب رسول صلعم اور تم لوگوں کے درمیان میں دوسرا کوئی خلیفہ نہیں ہوا بجز امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور اس خلیفہ کے جو ہمارے پیچھے ہے۔

(۵) سنہ ۲۱۱ھ ہجری میں مامون الرشید نے یہ اعلان کرادیا کہ جو شخص امیر معاویہ کا ذکر بخیر کرے ہم اسکی حفاظت سے دست بردار ہیں کیونکہ بعد رسول اللہ صلعم کے دنیا بھر کے لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل ہیں۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء مترجم علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۱۶۶ سطر ۱۶)

(۶) سنہ ۱۳ھ ہجری میں جب حضرت ابو بکر نے خالد کو عراق کیطرف لشکر کے ساتھ بھیجا تو پہلا نشان جو ملک شام کے لئے قائم کیا گیا وہ حضرت خالد بن سعید بن عاص کا تھا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ روانہ ہوں موقوف کردئے گئے۔ جسکی وجہ یہ ہوئی انہ تربص ببیعۃ ابی بکر شہرین ولقی علی ابن ابی طالب وعثمان بن عفان فقال یا ابا الحسن یا بنی عبد مناف اغلبتم علیہا فقال علی۔ المغالبۃ ام خلافت الخ۔ کہ انہوں نے دو مہینہ تک حضرت ابو بکر کی بیعت نہ کی اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور کہا اے ابو الحسنؑ اے فرزند عبد المناف کیا تم سب مغلوب ہوگئے اس امر خلافت میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسے مغالبہ سمجھتا ہے یا خلافت حضرت ابو بکر نے تو اسکا کینہ اپنے دل میں نہ رکھا مگر حضرت عمر کے دل میں کینہ بھرا رہا جب حضرت ابو بکر نے انکو افیسر لشکر بنایا تو حضرت عمر برابر اصرار کرتے رہے یہانتک کہ اسکو معزول کردیا۔ (دیکھو تاریخ ابن اثیر کامل جلد دوم ص۱۵۴)

مکالمہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا حضرت عمر سے کیوں عبد اللہ ابن عباس علی (علیہ السلام)

ہمارے ساتھ کیوں شریک نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ :۔ میں نہیں جانتا۔

حضرت عمرؓ :۔ تمہارے باپ رسول اللہ کے چچا اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی ہو پھر تمہاری قوم تمہاری طرفدار کیوں نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ :۔ میں نہیں جانتا۔

حضرت عمرؓ :۔ لیکن میں جانتا ہوں تمہاری قوم تمہارا سردار ہونا گوارا نہ کرتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ :۔ کیوں ؟

حضرت عمرؓ :۔ وہ نہیں پسند کرتے تھے کہ ایک ہی خاندان میں نبوت اور خلافت دونوں آجائیں۔ شائد تم یہ کہو گے کہ حضرت ابوبکر نے تمکو خلافت سے محروم کردیا لیکن خدا کی قسم یہ بات نہیں۔ ابوبکر نے وہ کیا جس سے زیادہ مناسب کوئی بات نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر وہ تمکو خلافت دینا بھی چاہتے تو انکا ایسا کرنا تمہارے حق میں کچھ بھی مفید نہ ہوتا۔

دوسرا مکالمہ اس سے زیادہ مفصل ہے۔ کچھ باتیں تو وہی ہیں جو پہلے مکالمہ میں گذر چکیں کچھ نئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

حضرت عمرؓ :۔ کیوں عبداللہ بن عباس علیہ السلام تمہاری نسبت میں بعض بعض باتیں سنا کرتا تھا لیکن میں نے اس خیال سے اسکی تحقیق نہیں کی کہ تمہاری عزت میری آنکھوں میں کم نہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ :۔ وہ کیا باتیں ہیں ؟

حضرت عمرؓ :۔ میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ لوگوں نے ہمارے خاندان سے خلافت حسدًا ظلمًا چھین لی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ :۔ ظلمًا کی نسبت تو میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ بات کسی پر مخفی نہیں حسدًا تو اسکا تعجب کیا ہے ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور ہم لوگ حضرت آدم ہی کی نسل ہیں پھر محسود ہوں تو کیا تعجب ہے۔

حضرت عمرؓ :۔ افسوس بنی ہاشم کے دل سے پرانے رنج اور کینے نہ جائیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ :۔ ایسی بات نہ کہئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاشمی صلعم

حضرت عمرؓ:- اس تذکرے کو جانے دو۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ:- بہت مناسب۔
(دیکھو تاریخ طبری صفحہ ۲۷۶۸ تا صفحہ ۲۷۷۱ اور الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ ۱۴۳/۱۴۴ حاشیہ فٹ نوٹ افضل المطابع دہلی۔

نتیجہ } صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت سے تمام خاندان نبوت و اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض تھے۔ اور اس خلافت کو خلافت راشدہ وحقہ و خلافت النبوۃ نہیں جانتے تھے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کو اپنا امام و پیشوا نہیں مانتے تھے بلکہ ہمیشہ سادات خلافت النبوۃ کے دعویدار رہے جب خاندان رسول مقبول صلعم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کو خلفائے رسول صلعم نہیں مانا تو ہم محبان و شیعان علی علیہ السلام کس طرح تسلیم خم کر سکتے ہیں۔

فصل ۳

مقدمہ باغ فدک

بیان وراثت رسول و ہبۂ رسول و جاگیر بتول صلوٰۃ اللہ علیہما

تحقیق فدک:- فدک ایک گاؤں ہے جو مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان تھا حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں باغات فدک کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی علاوہ اس کے خاص مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جائدادیں بھی تھیں۔ بنی نضیر کے کھجوروں کے باغات۔ مخریق کے سات باغات۔ انصار کی دی ہوئی اراضی۔ وادی القری کی تہائی زمین۔ فدک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ملکیت تھی یہ لڑائی و جنگ و جدل سے حاصل نہیں ہوئی تھی ۷ھ ہجری میں فتح خیبر کے بعد جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام فدک کی طرف روانہ کئے گئے وہاں کے لوگوں نے ڈر کر جناب امیر علیہ السلام سے

شرط امان وحفاظت جان پر صلح کی اور فدک اور گرد کے گاؤں خاص ملکیت رسول مقبول صلعم قرار پائے (تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۲۵ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۱۱ جلد ثانی۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۵ و تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سیوم صفحہ ۸۵ سطر ۱۷ تاریخ اسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۳۶ فتح الباری جلد سوم صفحہ ۱۴۰ سنن ابوداود جلد ۲ صفحہ ۵۰ حاشیہ بخاری پارہ بارہواں صفحہ ۶۲ احمدی مطبع لاہور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ہفتم صفحہ ۱۲۳ روضۃ الاحباب وغیرہ)

ہبۂ فدک

جب آیت وآتِ ذِی القُربٰی حقہ اور قرابت والوں کو حق دیدو نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو بلایا اور انکو وثیقہ لکھکر فدک حوالہ کر دیا اور یہ وہی وثیقہ تھا جو رسول اللہ صلعم کے وفات کے بعد جناب سیدہ معصومہ نے حضرت ابوبکر کے پاس پیش کیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ جناب رسول اللہ صلعم کا نوشتہ (انشاء) ہے کہ میرے اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے واسطے تحریر فرما گئے ہیں (تاریخ اسلام جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۱۱ جلد ثانی۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۵ و تاریخ حبیب السیر جلد اول صفحہ ۸۵ درمنثور سیوطی باسناد ابی سعید خدری۔ ذخائر العقبیٰ۔ ینابیع المودۃ مقصد اقصیٰ مسند ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ

(ب) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ آت ذی القربیٰ حقہ دعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ فاعطاھا فدک

(درمنثور سیوطی ماتحت آیت شریفہ) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت شریف حق قرابت والوں کا دیدو نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو بلایا اور انکو فدک عنایت فرمایا (معارج النبوۃ رکن چہارم جلد ثانی صفحہ ۲۱۱ ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲)

میراث رسولؐ و دعوی بتولؑ

جناب بی بی عائشہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپکی صاحبزادی علیہا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا حضرت ابوبکر سے آنحضرت صلعم کا ترکہ مانگنے لگیں یعنی اپنا حصہ اس ترکہ میں سے دلایا جائے ان مالوں سے جو اللہ نے بن لڑائی بھڑائی آپکو دلادئے ابوبکر نے یہ جواب دیا آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ یہ سنکر جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا غصہ میں ہوئیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر سے

ملاقات ترک کردی اور وفات تک انسے نہ ملیں اور آنحضرت صلعم کے بعد صرف چھ ہی مہینہ زندہ رہیں حضرت عائشہ نے کہا کہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا اپنا حصہ اس مال سے مانگتی تہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر، فدک اور مدینہ کے صدقہ میں سے چھوڑا تھا لیکن ابوبکر نے نہ دیا الخ (بخاری سپارہ بارہواں صفحہ ۶۱ کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس مطبع احمدی لاہور۔

(ب) دوسری حدیث بخاری کی کتاب المغازی۔ پارہ سترھواں صفحہ ۳۱ مطبع احمدی لاہور۔ عن عائشة ان فاطمة علیہ السلام بنت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارسلت الی ابی بکر تسالہ میراثہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینة وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقة انما یاکل آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن حالها التی کان علیها فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولاعملن فیهما بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمةؑ منها شیئا فوجدت فاطمةؑ علی ابی بکر فی ذٰلك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی لیلا ولم یؤذن بها ابی بکر وصلی علیها۔ الاخرة۔ متفق علیہ۔ صحیح مسلم۔ باب الفے کتاب الجهاد والسیر صفحہ ۹۱ ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاحبزادی نے کسی کو ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ترکہ مانگتی تھیں ان مالوں میں سے جو اللہ نے آپکو مدینہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے اور خیبر کے پانچویں حصہ میں سے جو بچ رہا تھا۔ ابوبکر نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم مال اور اسباب چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ البتہ اسمیں شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خیرات اسی حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی میں تھی اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا کرتے تھے میں بھی ویسا ہی کرتا رہونگا۔ (جس جس کو

آپ مُرتے تھے میں بھی انہیں کو دینا ہونگا) غرض ابوبکر صدیق نے حضرت فاطمہؑ کو اس ترکہ میں سے کچھ دینا منظور نہ کیا اور حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر غصہ آیا انہوں نے انکی ملاقات ترک کردی۔ اور مرتے دم تک انسے بات نہ کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں۔ جب انکی وفات ہوئی تو انکے خاوند حضرت علیؑ نے رات ہی کو انکو دفن کردیا اور ابوبکر صدیق کو انکی وفات کی خبر نہ دی (ترجمہ مولوی وحیدالزمان صاحب)

حقوق الزہرا صلوات اللہ علیہا جائداد و مال متاع و املاک چار قسم سے حاصل ہوتے ہیں۔ وراثت ۱ جدی ملکیت ۲ ازخرید مال غنیمت ۳۔ مال فئی ۴

پس اللہ تعالیٰ کے حکم و قوانین و فطرۃ الٰہی سے جناب سیدہ معصومہ خاتون قیامت کو اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ہر طرح حق حاصل تھا۔ اور ہر ایک طرح سے حصہ پہنچتا تھا۔ کوئی قانون۔ کوئی حکم جناب سیدہ معصومہ کو محروم نہیں کرسکتا تھا۔

حصہ وراثت و وراثت الانبیاء باغ فدک و جائداد زرعی مدینہ منورہ میں سے بموجب شرع اسلام جناب سیدہ معصومہ نصف کی مالک تھیں۔ کیونکہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں۔

(الف) قال اللہ تعالیٰ۔ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ (پ۴ سورۃ النساء رکوع اول) ترجمہ:۔ جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ مریں یعنی مال و اسباب اسمیں مردوں کا حصہ ہے اسیطرح عورتوں کا بھی اسمیں جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ مریں حصہ ہے تھوڑا ہو یا بہت۔

(ب) يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (پ۴ النساء رکوع ۲) ترجمہ:۔ اللہ تمکو تمہاری اولاد کے باب میں یہ حکم دیتا ہے مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملیگا۔ اگر دو سے زیادہ عورتیں نری بیٹیاں ہوں (اور بیٹا کوئی نہ ہو) تو بھی ترکہ میں سے دو تہائی انکو ملیں گی۔ اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو آدھا ترکہ اسکو ملیگا۔

(ج) وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (پ۵ النساء ع۵)

ترجمہ:۔ اور ماں باپ اور ناطے والے جو مال چھوڑ مریں ہم نے اسکے وارث ٹھہرا دیئے۔

(د) وَاُولُوالْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (پ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۱۰) ترجمہ: اور ناطے رشتے والے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اللہ کی کتاب کے رو سے زیادہ حقدار ہیں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(ہ) وَاُولُوالْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۔ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (پ ۲۱ الاحزاب ع ۱)

ترجمہ:۔ اور ناطے رشتے والے اللہ کی کتاب کے رو سے مسلمان اور مہاجرین سے زیادہ حق رکھتے ہیں (ترکہ پانیکا) ہاں یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو یہی حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے)۔ (تبویب القرآن)

دوم آیات میراث عام ہیں اور قرآن شریف میں کسی جگہ تخصیص وراثت الانبیاء نہیں بلکہ انبیاء و مرسلین ایک دوسرے کے وارث چلے آئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے انکو نبوت و حکمت اور مال و متاع و ملک ملتا رہا ہے قولہ تعالیٰ كٓهٰیٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىٕكَ رَبِّ شَقِیًّا ۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا (پ ۱۶ ۔ مریم ۔ رکوع اول) ترجمہ:۔ اے پیغمبر یہ بیان ہے اس مہربانی کا جو تیرے مالک نے اپنے بندے زکریا پر کی جب اس نے اپنے مالک کو دبی آواز سے پکارا کہنے لگے مالک میری ہڈیاں بودی ہو گئیں اور بڑھاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا۔ اور میں تجھکو پکار کر کبھی محروم نہیں رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے اور میری بی بی بانجھ ہے تو اپنے کرم سے مجھکو ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو اور یعقوب کی اولاد کا بھی وارث ہو۔ اور اسکو اے مالک چہیتا بنا (یعنی مقبول خاص و عام کر) ف اس میں وراثت مالی کی حفاظت کیواسطے دعا ہے کہ بیٹا جانشین ہو کر اپنا مال متاع سنبھال لے ورنہ جناب زکریا علیہ السلام کو بھائی بندوں سے کیا ڈر تھا کیا نبوت کوئی چھین سکتا تھا یا علم نبوت ورثہ سے مل سکتا ہے ہرگز نہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کا فرمان موجود ہے نبوت وہبی عطیہ خداداد ہے کسبی نہیں۔ اس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔ ابن جریر جلد ۱۶ ص ۳۷ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۱۸۳ در منثور جلد ۴ ص ۲۵۹ تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۶۷ ترجمان القرآن سورہ مریم ص ۳۱۰ قول ابن عباس حسن بصری و ضحاک۔

(ب) وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (پ ۱۷

الانبیاء۔ رکوع ۶) اور اے پیغمبر ذکریا نبی کا قصہ یاد کر جب اس نے اپنے مالک کو پکارا۔ مالک میرے مجھکو دنیا میں بے اولاد مت چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ ج۔ حضرت داود علیہ السلام نے چھ ہزار زرہیں چھوڑیں تفسیر حسینی صفحہ ۲۳۰

(ج) وَوَرِثَ سلیمان داوود (پ ۱۹ النمل ع ۲-۳-۴) ترجمہ:۔ اور سلیمانؑ داودؑ کا وارث ہوا۔

نوٹ حضرت سلیمانؑ کو نبوت اور ملک۔ علم منطق الطیر اور ہر طرح کا سامان دیا گیا۔ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک ہزار گھوڑا وراثت میں ملا۔ (معالم التنزیل بغوی صفحہ ۵۶۵ درمنثور سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۰۳ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۷۷ بیضاوی۔ مدارک عباسی۔ نیشاپوری جلد ۱۳ صفحہ ۹۳۳ ابوالتاج صفحہ ۲۵ ثعلبی صفحہ ۴۸۵ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۷۔ پس قرآن شریف کے احکام آیات بینات سے وراثت انبیاء علیہم السلام ثابت ہوئی اور نحن معاشر الانبیا لا نورث مخالف کتاب اللہ ٹھہری۔ جو حدیث مخالف ہو قابل حجت نہیں۔

مال غنیمت میں حصہ اللہ تعالیٰ نے جناب بی بی پاک خاتون قیامت صلوات اللہ علیہا کا حصہ مال غنیمت میں بھی مقرر فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ الخ (پ ۱۰ شروع) ترجمہ:۔ اور جانو تم کہ جو کچھ تم کسی چیز سے لوٹو پس تحقیق اللہ کیواسطے ہے۔ پانچواں حصہ اور واسطے رسولؐ اور واسطے قرابت والیکے یتیموں۔ فقیروں اور مسافروں کے **نوٹ** تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ ذی القربیٰ سے مراد رشتہ داران رسول صلعم ہیں۔ بنی ہاشم کو خمس انکو دیا جاتا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر نے بند کیا۔ (ابوداوود)

مال فئ میں حصہ اگر جائداد غیر منقولہ زرعی باغ فدک وغیرہ مال فئ تھا تو اسمیں بھی جناب سیدہ معصومہ کا حصہ تھا۔ اور یہ جائداد خاص ملکیت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی مسلمانوں کی نہ زرخرید تھی نہ مال غنیمت۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (پ ۲۸ حشر صفحہ ۸۴۲

ترجمہ:۔ جو مال خدا نے اپنے رسول کو بے لڑے مفت میں ان سے دلوا دیا تو مسلمانو تم نے اس کے لئے کچھ دوڑ دھوپ تو کی نہیں نہ گھوڑوں سے اور نہ اونٹوں سے مگر اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہے قابض کر دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو مال اللہ اپنے رسولؐ کو ان بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دے تو وہ اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور رسولؐ کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور بے توشہ مسافروں کا یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں یہ مال انہی میں دائر نہ رہے اور جو رسولؐ تمکو دے وہی لے لیا کرو اور جو نہ دے وہ نہ لو۔ خدا کے غضب سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا کی مار بڑی سخت ہے (ترجمہ مولوی نذیر احمد) ف غرض ہر ایک طرح حق دار محروم ہو گئیں۔

توریت میں وراثت

ا۔ کتاب مقدس توریت شریف۔ صحیفہ پیدائش۔ باب ۱۵۔ آئیت ا سے ۵ تک صـ۲۳ پر ہے۔ ابرہام (حضرت ابراہیم) نے کہا اے خداوند خدا تو مجھکو کیا دیگا میں تو بے اولاد جاتا ہوں اور میرے گھر کا مختار دمشقی الیعزر ہے۔ پھر ابراہام نے کہا کہ دیکھ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا۔ تب خداوند کا کلام اس پر اترا۔ اور اس نے کہا کہ یہ تیرا وارث نہ ہوئے گا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا۔

(ب) اور ابراہام نے اپنا سب کچھ اضحاق (اسحاق) کو دیا لیکن ان حرموں کے بیٹوں کو جو ابرہام سے ہوئے ابرہام نے کچھ انعام دیکے اپنے جیتے جی انکو اپنے بیٹے اضحاق کے پاس سے پورب رخ پورب کی سرزمین میں بھیجدیا (توریت کتاب پیدائش باب ۲۵ آئیت ۵ و ۷)

(ج) اور اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے یوسُف کو کہا دیکھ میں مرتا ہوں لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور تمکو تمہارے باپ دادا کی زمین میں پھر لیجائیگا اور اس کے سوا میں نے تجھے تیرے بھائیوں کی نسبت ایک حصہ جو میں نے اموریوں کے ہاتھ سے اپنی تلوار اور کمان سے نکالا زیادہ دیا (توریت کتاب پیدائش باب ۴۸۔ آیات ۲۱-۲۲ صـ۹۹)

نوٹ:۔ فطرت اللہ۔ قانون قدرت۔ کتاب اللہ و توریت شریف سے وراثت ثابت ہوئی۔ حدیث (۹) نورث صحیح نہ ہوئی۔ ایکطرف تو اللہ تعالی کا حکم یوصیکم اللہ اور دوسری طرف حدیث لا نورث مگر حکم قرآن شریف کو کوئی نہیں سنتا۔ حدیث موضوعہ خبر احاد کو ہر ایک سُنی آنکھوں پر لئے پھرتا ہے حالانکہ حدیث (۹) نورث کو اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحیح تسلیم نہیں کیا لہذ فیصلہ حضرت ابوبکر کو غلط

قرار دیا۔ اور جناب خلیفۂ اول صاحب قرآن شریف کے احکام و نص صریح کا جواب نہ دے سکے (صابر)

میراث جد رسول اللہ صلعم فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا نحن معاشر الانبیا لا نورث (تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۵۸) حالانکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود میراث جدی حاصل کر چکے ہیں۔ ایسی حدیث کس طرح فرما سکتے ہیں علی ابن برہان الدین حلبی شافعی انسان العیون المعروف بہ سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۵۶ میں لکھتے ہیں۔ ترك عبد الله خمسة احمال وقطعة من غنم فورث ذالك رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من ابيه ترجمہ: حضرت عبداللہ نے پانچ اونٹ اور ایک ریوڑ بکریوں کا چھوڑا جس کے وارث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوئے اور جناب ام ایمن کنیز بھی ترکہ میں ملی۔ شمس التواریخ آگرہ تاریخ ابن اثیر۔

(ب) سیرت الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۳۵۵ میں لکھا ہے۔ سيف يقال له ماثور ورثه صلعم من ابيه عبد الله۔ جناب رسول خدا صلعم کو اپنے والد بزرگوار حضرت عبداللہ کے ورثہ سے ایک تلوار ماثور نام ملی۔ (ج) فتح الباری شرح بخاری جلد سوم صفحہ ۳۶۰ میں لکھا ہے۔ ان الدار التى اشار اليها صلى الله عليه واله وسلم بقوله هل ترك (الى ان قال) ثم صار للنبى حق ابيه وفيها ولد النبى صلعم وہ گھر جس میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے تھے۔ وقت ہجرت اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین خود وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے وارث بھی چھوڑ جاتے ہیں۔

(۱) جناب بتول بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیث لانورث کو وضعی سمجھا

عَنْ ام هانى ان فاطمة قالت يا ابابكر من يرثك اذا مت قال ولدى واهلى قالت فما شانك ورثت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم دوننا قال يابنت رسول الله صلعم والله ما ورثته ذهبا ولا فضة ولا شاة ولا بعيرا ولا دارا۔ ولا عقارا۔ ولا غلاما ولا مالا قالت فهم الله الذى جعله لنا وصافيتنا التى بيدك فقال انى سمعت رسول الله صلعم يقول ان النبى يطعم اهله ما دام حيا فاذا مات رفع ذلك عنهم وفى رواية سمعته يقول انما هى طعمة اطعمنيها الله فاذا مت كانت بين المسلمين (ابن سعد) منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۰ سطر ا جلد ثانی (ترجمہ: جناب ام ہانی

روایت ہے۔ کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے ابو بکر جب آپ مر جائیں گے تو آپکا وارث کون ہوگا کہا کہ میرا لڑکا اور میرے رشتہ دار جناب صدیقہؓ نے فرمایا پھر کیا سبب ہے کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے سوائے ہمارے وارث بن بیٹھے کہا کہ لخت جگر رسول مقبول صلعم خدا کی قسم میں انکا وارث سونا۔ چاندی۔ بکری واونٹ اور حویلی۔ لونڈی غلام اور مال کا نہیں بنا جناب صدیقہ طاہرہ نے فرمایا تو پھر وہ حصہ مال واموال جو حضور انور صلعم نے ہمارے لوگوں کے واسطے مقرر فرمایا تھا اسکو اپنے قبضہ میں کیوں رکھا حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی جبتک زندہ رہتا ہے اپنے مال سے اپنے عیال واطفال کو کھلاتا رہتا ہے اور جب فوت ہوجاتا ہے تو اس سے مال دور ہوجاتا ہے اور ایک روائیت میں ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک طعمہ غذا ہے جبتک وہ زندہ رہتا ہے خدا تعالیٰ کھلاتا پلاتا رہتا ہے جب وہ فوت ہوگیا تو مسلمانوں کا مال ہوجاتا ہے انتہی۔

(ب) جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خلیفہ صاحب سے فرمایا اترث اباک ولا ارث ابی۔ تم اپنے باپ کی تو میراث پاؤ اور ہم اپنے باپ کی میراث نہ پائیں یہ فرما کر معصومہؑ نے آیہ توریث یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ تلاوت فرمائی اس کے جواب میں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا۔ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکناہ صدقتہ ہم گروہ انبیاء نہ میراث پاتے ہیں نہ میراث چھوڑتے ہیں اور جو کچھ ہمارا ترکہ ہوتا ہے وہ صدقہ ہے۔ (الزہرا ص۱۰۷)

(ج) عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمۃ صلوات اللہ علیہا الی ابابکر الصدیق رضؓ فقالت یا خلیفہ رسول اللہ انت ورثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ام اھلہ۔ قال لا بل اھلہ قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم یقول اذا اطعم اللہ نبیا طعمتہ ثم قبضہ کانت الذی بعدہ فلما ولیت رائت ان ارد وہ علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ اعلم ثم رجعت (رواہ احمد ابو داؤد۔ مالک فی الموطا۔ ابن جریر بیہقی منتخب کنز العمال حاشیہ مسند احمد جلد ۲ ص۱۶۷ ومسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جزو اول ص۴ سطر ۲۱ (اسلامیہ کالج پشاور لائبریری) ترجمہ:۔ ابی طفیل سے روائیت ہے کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا حضرت ابو بکر الصدیق کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے وارث ہیں یا اُن کے

گھر والے۔ کہا بلکہ اُکے گھر والے جناب سیدہؑ نے فرمایا تو پھر خُمس کیوں روک رکھا ہے۔ کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے کہ جبتک خدا کی مرضی ہوا اپنے نبی کو کھلاتا پلاتا ہے۔ جب فوت ہو جائے تو اسکے جانشین کا حق ہوتا ہے۔ جب میں حاکم ہوا میں نے مناسب جانکر تمام مسلمانوں کو دیدیا جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام تو جانے اور تیرا خدا جانے میں نے تو جناب رسول خدا صلعم سے نہیں سنا۔ پھر واپس تشریف لیگئیں اور سیدہ معصومہؑ نے یہ امر بعید سمجھا اور فرمایا کہ تم نے سن لیا اور میں نے نہیں سنا یہ ہوسکتا ہے۔ نہیں۔

(۲) حضرت عباسؑ عم نامدار سید الابرار و جناب صدیق اکبر حیدر کرار علیہم السلام نے اس حدیث کو کیا سمجھا

(۱) قال ابن السعد فی الطبقات اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ھشام ابن قالت جاءت فاطمۃ الی ابی بکر لطلب میراثھا وجاء العباس بن عبد المطلب میراثہ وجاء معھما علی ابن ابی طالب فقال ابو بکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا (استقصا منہج ثانی ص ۹۶۲) فرمایا کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا حضرت ابو بکر کے پاس تشریف لائیں کہ اپنے والد بزرگوار صلعم کی میراث طلب فرماویں۔ اور حضرت عباسؑ عم نامدار اپنی میراث کیواسطے آئے۔ اور ان بزرگواروں کیساتھ جناب علی المرتضیٰ تھے۔ پس حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں۔ جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ خیرات ہے۔ پس جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت داود کا وارث سلیمان ہوا اور حضرت ذکریا نے دعا مانگی تھی کہ مجھے ایسا فرزند عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ حضرت ابو بکر نے کہا اسی طرح ہے اور تو قسم ہے خدا کی جانتا ہے مثل اسکے کہ میں جانتا ہوں پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ اللہ کی کتاب بولتی ہے۔ (اور آپ اسکے برخلاف حدیث بیان کرتے ہیں) پس چپ ہو رہے اور واپس ہوئے۔

(۳) حضرت عباسؑ اور حضرت علی علیہ السلام نے سچا نہ سمجھا کہ حضرت عمر ابن الخطاب کے پاس حضرت عباسؑ

اور حضرت علی علیہ السلام جھگڑتے ہوئے آئے۔ اور حضرت عباسؑ نے کہا اے امیر المومنین میرا اور ان کا فیصلہ

کر دیجئے اور وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ اس میں جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کا مال اپنے پیغمبر صلعم کو بن لڑے بھڑے عنایت فرمایا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ فاستب علی و عباس اور حضرت عثمان اور انکے ساتھی عبدالرحمن وغیرہ حاضرین مجلس بول اُٹھے۔ اے امیرالمومنین انکا فیصلہ کر دیجئے (آگے چل کر حضرت عمر فرماتے ہیں) ثم توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر فانا ولی اللہ صلعم فقبضہ ابوبکر فعمل فیہ بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم حنیئذ فاقبل علی علیؑ وعباس وقال تذکران ان ابابکر فیہ کما تقولون (صحیح بخاری پارہ ۲۱ صفحہ ۳۸ تا ۴۹ کتاب مغازی مطبع احمدی لاہور)۔ **ترجمہ:** جب جناب رسول خدا صلعم کی وفات ہو چکی تو ابوبکر نے کہا میں آنحضرت کا قائمقام ہوں۔ اور اس مال کو اپنے قبضے میں لاکر ایسا ہی کرتے رہے جیسے آنحضرت صلعم کیا کرتے تھے۔ اور تم دونوں حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ آپ لوگ یوں کہتے تھے کہ ابوبکر کی یہ کاروائی ٹھیک نہیں۔

(۴) صحیح مسلم جلد دوم کتاب الجہاد والسیر باب الفے مطبوعہ نولکشور صفحہ ۹۱ پر اسطرح ہے۔ فلما توفی رسول اللہ صلے اللہ والہ وسلم قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ صلعم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امراتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا اثما غادرا خائنا۔ واللہ تعلم انہ الصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وولی ابوبکر فرأیتمانی کاذبا اثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی صادق بار رشد تابع للحق الخ۔ **ترجمہ:** جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر نے کہا میں ولی رسول صلعم ہوں۔ تم دونوں اپنی میراث مانگنے آئے۔ اے عباسؓ آپ تو اپنی بھتیجی کی میراث مانگتے تھے۔ اور یہ جناب علیؑ اپنی اہلیہ مخدومہ کیطرف سے انکے والد بزرگوار کی میراث مانگنے کو آئے پس ابوبکر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ پس تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا گنہگار۔ ٹھگ اور خیانتی جانا اور خدا جانتا ہے کہ وہ سچا۔ نیک۔ منصف۔ اور حق کا تابع تھا۔ پھر جب ابوبکر فوت ہوئے اور میں جناب رسول خدا صلعم اور ابوبکر کا ولی خلیفہ ہوا تو تم دونوں نے مجھکو بھی

جھوٹا گنہگار۔ ٹھگ اور خیانتی سمجھا اور اللہ جانتا ہے۔ کہ میں صادق۔ نیک۔ سچا اور حق کا تابع ہوں۔

نتیجہ:۔ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام وحضرت عباسؓ ہر دو بزرگواروں نے حضرات شیخین کو حدیث لانورث میں سچا نہ سمجھا تھا اور ہمیشہ دوسری خلافت تک بھی انکو حق پر نہ جانتے تھے باوجودیکہ حضرت عمر کی پارٹی نے گواہی بھی دی۔ تطلب میراثك ویطلب هذا میراث امرأته الخ سے واضح ہے کہ حضرت علیؑ اور عباسؓ کو حدیث لانورث معلوم نہ تھی۔

(سوم) حدیث میراث سے خاندان نبوت و ازواج النبی صلعم ناواقف تھے

(۱) انا سمعت عائشۃ: زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقول ارسل ازواج النبی صلعم عثمان الی ابی بکر یسالنہ ثمنھن مما افاء اللہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکنت انا اردھن فقلت لھن الا تتقین اللہ الم تعلمن ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقول لا نورث ما ترکنا صدقۃ الخ (صحیح بخاری کتاب المغازی پارہ ۱۶ صفحہ ۱۲ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:۔ میں نے حضرت عائشہ سے سنا کہ وہ کہتی تھیں کہ آنحضرت صلعم کی بی بیوں نے حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر کے پاس ان مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو بن لڑے بھڑے دیئے اپنا آٹھواں حصہ ترکہ مانگنے کے لئے بھیجا۔ میں نے انکو منع کیا اور کہا تمکو خدا کا خوف نہیں تم نہیں جانتے کہ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ آپ نے اپنے تئیں مراد لیا۔ البتہ محمد صلعم کی آل اس مال سے کھائینگے گذارے کے موافق اسمیں سے اپنا خرچ لیگی۔ یہ سنکر آپکی بی بیاں ترکہ مانگنے سے باز آگئیں۔

(۲) حدثنا ابرھیم بن موسی اخبرنا ھشام اخبرنا معمر عن الزھری عن عایشۃ ان فاطمۃ علیھا السلام والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثھما ارضہ من فدك وسھمہ من خیبر فقال ابوبکر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل ال محمد فی ھذا المال واللہ لقرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی (صحیح بخاری کتاب المغازی صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۶ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سے روایت

ہے کہ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور حضرت عباسؓ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور فرمانے لگے آپ کی زمین جو فدک میں ہے اس کا (پانچواں) حصہ جو خیبر میں ہے ہم کو دیدو۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے تو آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل اس مال سے کہائے گی خدا کی قسم آنحضرت صلعم کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھکو اپنی قرابت والوں سے سلوک کرنیسے زیادہ پسند ہے۔

نتیجہ:۔ یہ نکلا کہ حدیث میراثہ کو نہ تو جناب شیر خدا مولا علی المرتضے علیہ السلام جانتے تھے اور نہ ہی حضرت عباسؓ عم نامدار سید الابرار صلعم نہ ہی جناب بتولؑ بنت رسول مقبول صلعم اور نہ ہی ازواج النبی صلعم۔ بلکہ حضرت ابوبکر کی کارروائی کو ٹھیک نہیں جانتے تھے تو یہ حدیث مصنوعی نکلی۔

حضرت ابوبکر کی کھجور حضرت ابوبکر صدیق نے ایک کھجور کا درخت حضرت عائشہ کو دیدیا تھا کہ اس پر سے بیس امق (ٹوپے) کھجوریں اترا کرتی تھیں۔ آپ نے مرض الموت میں ان سے فرمایا کہ تم میری بیٹی ہو۔ میں ہر حال تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں تمہاری خوشحالی سے مجھے راحت ہے اور غربت سے رنج۔ اس درخت سے ابتک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ ترکہ ہو جائیگا۔ اور بہن بھائیوں کو محروم نہ کرنا۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صـ۴۲ سطر ۲۰ زمیندار پریس لاہور) دیکھو کشف المعظار عن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور صـ۲۴۶۔

حضرات ناظرین باتمکین جائے انصاف ہے کہ جناب ابوبکر نے تو صرف ایک کھجور کو ورثہ میں وصیت فرمائی اور اپنی اولاد کو محروم نہ رکھا۔ مگر اولاد رسول مقبول صلعم سے چند کھجوروں کے باغات بھی ضبط کر لئے۔ کیا اہل بیت رسالت صلعم سے انکو ایسی ہی محبت تھی۔ کیا سرور عالم صلعم اپنی اولاد کو رنج اور مصیبت میں دیکھنا گوارا کر سکتے تھے۔ (صابر)

حضرت ابوبکر نے آخر کار اپنے قول نحن معاشر الانبیاء کو غلط قرار دیا

ثبوت:۔ جاءت فاطمۃ بنت رسول اللہ الی ابی بکر وھو علی المنبر فقالت یا ابابکر افی کتاب اللہ ان ترث ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر ابوبکر باکیا ثم قال بابی ھو وابی انت ثم نزل فکتب لہا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ماھذا فقال کتبتہ

لفاطمۃ میراثہا من ابیہا فقال فماذا تنفق علی المساکین و قد حاربتک العرب ثم اخذ العمر الکتاب فشقہ (تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ ص ۳۹۱ ترجمہ
جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ابوبکر کے پاس آئیں اسوقت وہ منبر پر تھے پس سیدہ معصومہ نے فرمایا اے ابوبکر کیا قرآن میں یہ حکم ہے۔ کہ تمہاری بیٹی میراث پائے اور مجھے میرے باپ کی میراث نہ ملے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ میرے باپ تمہارے باپ پر اور تم پر قربان ہوں یہ کہکر منبر سے اتر آئے اور فدک کیلئے سیدہؑ کی حق میں تحریر لکھ دی۔ اتنے میں حضرت عمر آئے اور پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ یہ وثیقہ ہے جو میں نے جناب فاطمہؑ کی میراث کیلئے لکھدیا ہے حضرت عمر بولے کہ اب مسکینوں کو کیا دوگے تمام عرب تو تم سے لڑنے کو تیار ہیں یہ کہکر حضرت عمر نے وہ تحریر پھاڑ دی۔ انتہی۔

نتیجہ:۔ اگر حدیث میراث سچی و صحیح ہوتی تو حضرت ابوبکر فدک کی واگزاشت کیوں لکھ دیتے۔ اور حضرت عمر نے اہل سنت کے منصوص و اجماعی خلیفہ کی توہین و ہتک کی اور انکا نوشتہ رد کیا۔

حضرت عمر ابن الخطاب نے اس حدیث پر پورا پورا عمل نہ کیا کہ اپنی خلافت میں جائداد مدینہ منورہ حضرت علیؑ اور حضرت عباس علیہما السلام کے حوالہ کردی اور عملاً قول و فعل صدیقی کو باطل کر دکھایا۔ (دیکھو صحیح بخاری سپارہ بارہواں ص ۶۱ مطبع احمدی لاہور۔ اور شروع حدیث تحقیق فدک پڑھو۔)

حضرت عثمان ابن عفان نے اپنی خلافت میں اس حدیث نحن معاشر الانبیاء پر عمل درآمد نہ کیا اور اس حدیث کو ہرگز صحیح نہ مانا۔ کیونکہ جاگیر فدک کو مروان کے حوالہ کردیا۔ پس فدک آل مروان کے قبضہ میں حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ تک رہا۔ (دیکھو معجم البلدان یاقوت حموی و ابوالفداء بحوالہ تاریخ اسلام جلد دوم مطبوعہ مقبول پریس دہلی ص ۱۹۴ فٹ نوٹ ۱)۔ (صابر عفی عنہ)

قرآن ناطق امام برحق امیر المومنین و امام المتقین صدیق اکبر حیدر صفدر مولا علی المرتضی علیہ السلام نے اس حدیث کو صحیح نہ مانا اور جائداد فدک وغیرہ اپنی خلافت میں اپنے قبضہ میں رکھی۔ اسکے بعد حسنین شریفین علیہ السلام کے قبضہ میں رہی۔ خوارج و نواصب کا اعتراض رد ہوگیا۔ کہ جو کہتے ہیں کہ جناب شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے اسکو حسنین الشریفین کو کیوں نہ دی۔

ثبوت سنویہ قال فکانت ھذہ الصدقۃ بید علی منعہا علی عباسًا فغلبہ علیہا ثم کان بید حسنؑ بن علیؑ۔ ثم بید حسینؑ بن علیؑ ثم بید علیؑ بن

حسینؑ وحسنؑ بن حسنؑ کلاھما کانا یتند اولاھنا ثم بید زید بن حسنؑ وھی صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حقاً دیکھو صحیح بخاری۔ سیپارہ سولھواں صفحہ ۱۵ سطر ۲۔ کتاب المغازی مطبع احمدی لاہور طبع ہے) ترجمہ عروہ نے کہا یہ مال حضرت علیؑ کے قبضہ میں رہا۔ اونہوں نے حضرت عباسؓ کو اسپر قبضہ نہ کرنے دیا۔ پھر حضرت علیؑ کے بعد امام حسنؑ کے قبضہ میں رہا۔ پھر امام حسینؑ کے پھر امام زین العابدین علیہ السلام علی ابن حسینؑ۔ اور حسن بن حسن (امام حسن مثنیٰ) دونوں کے قبضہ میں باری باری رہا۔ پھر زید بن امام حسن بن علی کے پاس رہا اور یہ ہی صدقہ رسول مقبول صلعم کا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ نے باغ فدک سادات کے حوالہ کردیا قول و فعل حضرت ابوبکر کو بیجا نہ جانا۔ ثبوت:۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو اپنے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ فدک اولاد فاطمہؑ کے حوالہ کردیا جائے۔ پس عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں فدک اولاد فاطمہؑ (امام محمد باقرؑ وغیرہ) کے قبضہ میں رہا۔ یزید بن عبدالملک مروانی نے ضبط کرلیا۔ اسوقت سے بنی امیہ ہی کے قبضہ میں رہا۔ دیکھو تاریخ الاسلام جلد دوم مقبول پریس دہلی ص ۱۹۴ فٹ نوٹ و تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۳۶ فتح الباری شرح بخاری۔

جب ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوا اور اس نے حسن بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام کے حوالہ کردیا۔ جو اسکی آمدنی اولاد علی علیہ السلام میں تقسیم کردیا کرتے تھے منصور خلیفہ ہوا اور بنی حسنؑ نے اُس پر خروج کیا تو اُس نے ضبط کرلیا۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۹۴)

مہدی بن منصور نے پھر بحال کردیا۔ موسیٰ ہادی خلیفہ ہوا تو ضبط کرلیا۔ تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۹۴

جب مامون الرشید خلیفہ ہوا اور اولاد علی علیہ السلام نے اپنا قاصد طلب فدک میں اسکے پاس بھیجا۔ مامون الرشید نے حکم دیا۔ کہ فدک بنی فاطمہؑ کو دیدیا جائے اور اپنے مدینہ کے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ فدک اسکے وارثوں کے حوالہ کردو کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہ علیہ السلام کو عطا کردیا تھا اور یہ امر ظاہر و مشہور تھا۔ آنحضرت صلعم کی آل میں سے کسیکو اسمیں اختلاف نہیں ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ جناب فاطمہ علیہ السلام اس پر ہمیشہ دعویٰ کرتی رہیں۔ میری رائے میں فدک فاطمہ کے وارثوں کو واپس دے دینا چاہیے پس مامون کے حکم کے موافق فدک محمد بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے سپرد کردیا گیا جو اپنی قابلیت میں اسکی آمدنی اُس کے حقداروں میں تقسیم کردیتے تھے لیکن جعفر متوکل (خارجی) خلیفہ ہوا تو اُسنے

پھر ضبط کر لیا۔ (معجم البلدان جلد ششم صفحہ ۳۴۵ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۰ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۹۷)

رنج تمنا زہرا علیہا السلام جب حضرت ابو بکر نے خلاف کتاب اللہ و فطرۃ اللہ میراث پدری سے جناب سیدہ معصومہ خاتون جنت علیہا السلام کو محروم کر دیا تو سیدہ معصومہ خلیفہ صاحب سے ناراض ہوئیں اور رنج ظاہر کیا مرتے دم تک کلام نہ کی اور نہ اپنے جنازہ پر آنے دیا (بخاری صفحہ ۳۴۷)

(ب) جناب معصومہ زہرا علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ پر ابو بکر و عمر نہ آنے پائیں۔ جب سیدہ نے وفات پائی اور اسی رات کو دفن کی گئیں جناب علی علیہ السلام نے اُنپر نماز جنازہ پڑھی صبح حضرت ابو بکر و حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر آپ نے ہم کو جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی وفات سے اطلاع دی ہوتی تو ہم بھی جنازہ میں شریک ہو جاتے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اجازت نہ تھی۔ جذب القلوب شیخ عبد الحق دہلوی و مظاہر الحق میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے بی بی عائشہ کو بھی وفات سیدہؑ پر آنیکی اجازت نہ دی (معارج النبوۃ و مدارج النبوۃ حبیب السیر روضۃ الاحباب) بخاری پارہ ششم صفحہ ۳۴۷ و مسلم جلد دوم مع شرح نووی باب لفے صفحہ ۹۱ (صابر)

(از سید حسن شاہ صاحب ولد سید جلال شاہ صاحب مرحوم نقوی البخاری جھنگ سیالوی)

(ج) جو شخص سب سے زیادہ پیغمبرؐ صاحب کی وفات سے متاذی ہوا وہ (جناب) فاطمہؑ تھیں والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں اب ماں اور باپ دونو کی جگہ پیغمبرؐ صاحب تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین دنیا کے بادشاہ۔ ایسے باپ کا سر پر سے اٹھ جانا اسپر (حضرت) علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا نمک بر جراحت ترکہ پدری باغ فدک کا دعویٰ کرنا اور مقدمے کا ہار جانا۔ کسی دوسرے کو ایسے پے ہم صدمات پہنچتے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا۔ مگر اُنکے صبر و ضبط اُن ہی کے ساتھ تھے پھر بھی ان ہی رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں اُن لوگوں سے جنہوں نے رنج دئیے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی یہانتک کہ ان لوگوں کو اپنے جنازے پر آنے کی منادی کرا دی۔ اور شب کے وقت مدفون ہوئیں۔ اِنا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون مانا کہ ان کا غصہ کسی قدر بیجا بھی ہوتا تاہم انکے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے۔ جناب فاطمہؑ کے دل غم زدہ کو خوش کرنے کے لئے جناب علیؑ کو اگر وہ اہل بھی نہ تھے برائے نام خلافت دیدی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا۔ خیر خلافت تو کون دیتا تھا مگر باغ فدک کے دیدینے میں کونسی قباحت تھی غایتًا مافی الباب حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ کے خلاف ہو تو ہو۔ تو گناہ اگر ہوتا تو جناب فاطمہؑ کو ہوتا کہ وہ

سیدانی ہوکر صدقہ کھاتیں۔ سخت افسوس کی بات ہے کہ اہل بیت نبوی کو پیغمبرؐ صاحب کی وفات کے بعد ہی سے ایسے ناملائم اتفاقات پیش آئے کہ انکا وہ ادب اور لحاظ جو ہونا چاہئے تھا اس میں ضعف آگیا اور وہ شدہ شدہ منجر ہوا اس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کیطرف جسکی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے وہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانیکے قابل نہیں رہے۔ (رویائی صادقہ ص ۱۵۳ مولوی نذیر احمد صاحب)

فیصلہ حق } جب بقول حضرت عمر فرائیتما ہ اثما غادرًا خائنًا کاذبًا فرایتمانی کاذبا اثمًا غادرًا خائنًا یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ یا علیؑ و یا عباس علیہما السلام تم دونوں نے اس حدیث کے بارے میں حضرت ابوبکر اور مجھکو جھوٹا گنہگار خیانتی اور ٹھگ سمجھا ہوا تھا۔ تو یہ حدیث میراث غلط ثابت ہوئی۔ اور حضرت عثمان نے حضرت عمر کی مجلس میں قسم اٹھا کر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن جب ازواج النبی صلعم نے انکو اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔ اور چپکے رہے اسوقت یہ حدیث لانورث ازواج مطہرات کو یاد نہ دلائی بلکہ جناب بی بی عائشہ نے اپنے والد بزرگوار سے سنکر تمام ازواج النبی صلعم کو چپ کرایا کیونکہ زمام سلطنت انکے ہاتھ میں تھی اور جن صحابہ نے ہاں میں ہاں ملادی وہ سب کے سب حضرت عمر کی پارٹی کے تھے۔ تو کسطرح اس حدیث کی صحت ہو سکتی تھی۔ چونکہ الحق مع علی اللہم اور الحق حیث دار کا فرمان حق ہے اسلئے اہل بیت رسالت صلعم نے اسکو صحیح نہ سمجھا اور بغیر حضرت ابوبکر کے اس کا کوئی اور راوی نہیں ہے تو یہ حدیث خبر واحد ہوئی جو مخصص خطاب عام یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تخصیص بمنزلہ نسخ فی بعض الافراد ہے اور نسخ قرآن بہ خبر واحد کا کوئی ملحد قائل ہوگا مومن و صادق قائل نہیں ہو سکتا۔ (کما تقرر فی کتب الاصول)

مثال:۔ توضیح تلویح مطبوعہ نولکشور ص ۲۲۹ پر ہے وانما یرد لتقدم الکتاب حتی یکون عام الکتاب وظاہرہ اولی من خاص خبر الواحد واصنہ ولا ینسخ ذالک بھذا۔ ولا یزاد بہ علیہ (ب) واختلف فی التخصیص بالکلام المستقل فعند الشافعی اصحبہ متراضیًا وعندنا لا بل یکون نسخًا ای المتراضی لا یکون تخصیصا بل یکون نسخًا لہ (ب) شرح مسلم الثبوت مطبوعہ نولکشور ص ۲۳۱ پر ہے لا یجوز عند الحنفیۃ تخصیص الکتاب بخبر الواحد وکذا التخصیص السنۃ المتواترۃ بخبر

الواحد۔ مالم یحض بقطعی دلالتہ وثبوتاً انتھی۔ اب ان اقوال سے ثابت ہوا کہ حدیث لانورث ناسخ کتاب اللہ ہے۔ اور کتاب اللہ کا نسخ ایک خبر واحد سے نہیں ہوسکتا۔ مولوی میر دین احمد صاحب انصاف ہے کہ قول حضرت ابوبکر بمقابلہ قرآن شریف کیا حیثیت رکھتا ہے اور وہ کیسے قابل تعمیل ہوسکتا ہے۔

گھبراہٹ وقضیہ مشکل غرض علماء اہل سنت نے باغ فدک کے مقدمہ میں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور جناب ابوبکر کو خطاء و غلطی سے بچانا چاہا مگر نہ بچا سکے آخر صاحب ارجح المطالب نے انکی خطاء اجتہادی کو مان لیا۔

اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ باب لفے جلد ثالث صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ نولکشور پر فرماتے ہیں۔ گفتہ است خطابی کہ این قصہ مشکل است زیراکہ علیؓ وعباسؓ ہرگاہ گرفتند این صدقہ را از عمرؓ بر شرط و مشکل ترین ازین قضیہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام است زیراکہ اگر بگویم کہ وی رضی اللہ عنہا جاہل بود۔ باین نسبت بعید است واگر التزام کنیم کہ شائد اتفاق نیفتاد او را سماع این حدیث از آنحضرت صلعم مشکل میشود کہ بعد از سماع حدیث از ابی بکرؓ و شہادت صحابہ بداں چگونہ قبول نہ کرد۔ و در غضب آمد۔ واگر غضب پیش از سماع حدیث بود چرا بر نگشت از غضب تا آنکہ بامند او کشید و تا زندہ بود مہا جرت کرد ابوبکر را جنانکہ روایت کند کرمانی در شرح بخاری گفتہ الخ۔ و بہ تحقیق آمدہ است در اخبار کہ ابوبکرؓ حاضر نشد جنازہ فاطمہؓ را ونہ رسید بداں پس مے گویند کہ فاطمہ علیہا السلام وصیت کردہ بود کہ نماز نہ گذارد ابوبکرؓ بر جنازہ وی۔ (صابر)

اعتراض سُنی وقادیانی جب کہ شیعہ مذہب کی کتاب اصول کافی میں حدیث لانورث کیمطابق بروائیت ابوالبختری موجود ہے۔ کہ ان الانبیاء لم یورثوا دراھما ولا دینارا الخ۔ تو شیعہ کا اعتراض باطل ہوا اور حدیث لانورث فرمودہ حضرت ابوبکرؓ صحیح نکلی اور فریقین کے متفق علیہ حدیث سے دعویٰ فدک نہ رہا۔

الجواب:۔ کتب شیعہ میں یہ حدیث بجز ابوالبختری کے موجود ہے اور ابوالبختری کذاب اور وضاع مانا گیا ہے۔ فی معرفۃ الرجال للکشی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۹۹ کان ابو البختری من اکذب البریۃ عن ابی الحسن الرضا، کذالک اور علامہ ابن حجر کی تحریر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ بخیکودیتا تھا اور اپنے آپ کو جھوٹا بناوٹی شیعہ بنا رکھا تھا۔ سعید بن فیروز ابو البختری ثقۃ ثبت فیہ تشیع قلیل انتہٰی

الا سال من الثالثة (تقریب التہذیب ص۱۴۹ مطبوعہ فاروقی دہلی) اس سے ثابت ہوا کہ ابو البختری شیعوں میں معتمد ہے تھوڑا تشیع ظاہر کرتا تھا۔ مگر بہت مرسل احادیث بیان کرتا ہے اور شیعہ مذہب کے نزدیک وہ سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ اسلئے جھوٹوں کی گواہی مقبول نہیں۔

پس حدیث لانورث وضعی ثابت ہوئی اور دعویٰ فدک صحیح رہا۔

یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث نہ کسی دیگر اصحاب کبار سے مروی ہے اور نہ کسی نے سنی تھی۔ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عرب کسی اصحاب کسی بزرگ اہل بیت سے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ لوگ میرے وارث نہیں بلکہ تمام عوام الناس وارث ہیں انہیں ہمارا مال لٹا دینا۔ عوام الناس کا پیٹ پالنا اور میرے عزیز و اقارب و اہل بیت و عترت کو بھوکے مارنا۔

(ب) اگر میراث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب ارشاد جناب ابو بکر صدقہ تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا۔ انما یاکل ال محمدؐ البتہ اس میراث سے اولاد رسولؐ مقبول کھائے گی۔ بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہے تو کیا خلیفہ اول حرام مال سادات کو کھلاتے تھے۔ اور کیا سادات کرام کو یہ معلوم نہ تھا کہ صدقہ حرام ہے تو کیا وہ حرام چیز کے واسطے دعویٰ کر سکتے تھے۔ بہرحال یہ حدیث لانورث موضوع اور بناوٹی معلوم ہوتی ہے جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کا دعویٰ برحق تھا خلیفہ اول سے اس میں بڑی لغزش و سہو واقع ہوگئی تھی۔

تکذیب نبوت اگر حدیث لانورث کو سچا مانا جائے اور میراث پیغمبری کو صدقہ ٹھانا جائے تو تکذیب نبوت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کلام حضرت ابو بکر سے لازم آتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے طور رسالت کو ادا نہیں کیا اور آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مخلوقات کیواسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اور خصوصاً اپنے خویش و اقارب عترت و اہل بیت کو بحکم وانذر عشیرتک الاقربین کو تو تمام احکام و فرمان بخوبی سنا دئے تھے۔

اگر حضور والا صلعم نے حدیث لانورث کو اپنی اہل بیت کو نہ سنایا اور میراث کا فیصلہ نہ فرما گئے اور قرآن شریف کے مخالف حکم دیگئے تو لازم آتا ہے کہ جناب صلعم نے تبلیغ رسالت میں معاذ اللہ قصور کیا۔ جس سے نبوت کا صفایا ہو جاتا ہے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر کا کلام ٹھیک نہیں اور یہ انکی خاص کمزوری تھی کہ قرآن شریف کے آیہ وافی ہدایہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ

الْاُنْثَیَیْنِ کے مقابلہ میں ایک مصنوعی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث پیش کی۔

(ب) دراسات اللبیب صـ۱۳۳ پر ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب فاطمہ علیہ السلام کو فدک واپس نہ کرنے میں خطاء کی۔

(ج) ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام کے باب چوتھا۔ صـ۵۴۱ نمبر ۴ مطبع کریمی لاہور بار سوم پر ہے حضرت ابوبکر صدیق مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے۔ اور بوجہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب اُن سے فدک کے معاملہ میں خطاء فی الاجتہاد واقع ہوگیا ہے۔ (کتاب اہل سنت ہے)

فصل ۴

دعویٰ بتول ہبۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ھبۂ فدک)

وثیقہ حضرت رسالت صلعم بسوئے فدک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرستاد و مصالحہ بردست امیر واقع شد و براں منہج کہ امیر قصد آں نہ کند و حوائط خواص از آں رسول اللہ باشد پس جبرائیل فرود آمد و گفت کہ حق تعالیٰ مے فرمائید کہ حق خویشاں بدہ۔ رسول اللہ صلعم فرمود کہ خویشان من کیستند وحق ایشاں چیست جبرائیل گفت علیا جناب فاطمہ علیہا السلام ہست حوائط فدک را بدو دہ۔ وآنچہ از آں خدا و رسول است در فدک ہم بدو دہ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فاطمہ۴ را بخواند و برائے او حجتی نوشت و آں وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ صلعم پیش ابوبکر آورد و گفت ایں کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسن۴ و حسین۴ نوشتہ۔ انتہی (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم۔ جلد ثانی صـ۲۲۱ صـ۳۱۱۔ روضۃ الصفاء جلد دوم صـ۱۳۵ تاریخ حبیب السیر جلد اول۔ جزو سیوم صـ۹۵ سطر ۱۷ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء اسلامیہ کالج پشاور لائبریری۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ۱۳۶ تاریخ الاسلام جلد دوم صـ۱۲۵ مطبوعہ مقبول پریس ۔۔۔ اقصی۔ ملل ونحل۔

(ب) شان نزول وآت ذی القربی حقہ :- جناب سید الساجدین سیدنا و امامنا امام زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شامی مرد سے پوچھا تھا کیا تو نے قرآن شریف پڑھا ہے بولا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے سورہ بنی اسرائیل میں وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ نہیں پڑھا اس نے عرض کی یقینی آپ ہی وہ قرابت ہیں۔ فرمایا ہاں۔ (دیکھو تفسیر ثعلبی۔ تفسیر حسینی۔ ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۵۱ کذا فی معالم)

(ج) بزاز۔ ابویعلی۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ جب یہ آئیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلعم جناب علیا فاطمہ علیہا السلام کو بلایا اور فدک عطا فرمایا۔ اور یہ روایت ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی ہے۔ (دیکھو در منثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۶ وسیوطی سکت علیہ اور علامہ سیوطی نے اسپر سکوت اختیار کیا)

(د) بروائیت ابی سعید الخذری بزاز نے روائیت کیا (دیکھو ترجمان القرآن صفحہ ۸۵)

(ہ) کنز العمال۔ ثعلبی۔ واقدی۔ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ۔ جمع الجوامع۔ شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۳۵ نہایتہ العقول للفخر رازی۔ لباب النقول فی اسباب النزول جلد ۲ صفحہ ۱۹ مطبوعہ مصر میں وسکت علیہ سیوطی ہبہ فدک کا حال مذکور ہے۔

(و) فخر الدین رازی کی تفسیر جلد ۵ صفحہ ۵۸۶ پر ہے۔ الاول انہ خطاب للرسول صلعم فامرہ اللہ ان یوتی اقاربہ الحقوق النبی وجبت لھم فی الفی والغنیمۃ و اوجب علیہ اخراج حق المساکین وابناء السبیل ایضاً من ھذا لمثالین۔ (زیادہ دیکھو فلک النجاۃ مصنفہ مولانا مولوی وحکیم امیر الدین صاحب قبلہ)

دعویٰ ہبہ فدک کا تحریری جناب سیدہ معصومہ مطہرہ صلوات اللہ علیہا نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انشام جسپر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام جناب حسنین الشریفین اور جناب ام ایمن کی گواہی بھی پیش کیا مگر حضرت ابوبکر نے کہا کہ گواہی کا نصاب پورا نہیں اس لئے مقدمہ و دعویٰ ہبہ فدک خارج کیا گیا۔ شرح مواقف صفحہ ۷۳۵ سقیفہ ابوبکر جوہری۔ ملل ونحل شہرستانی۔ کتاب الموافقہ ابن السمان۔ معجم البلدان یاقوت حموی تفسیر کبیر وریاض النضرہ۔ کتاب الاکتفار۔ فصل الخطاب۔ صواعق محرقہ وغیرہ۔ ہر ایک کتاب کی عبارت ہبہ فدک میں دیکھنا چاہو تو دیکھو کتاب لاجواب۔ تشئید المطاعن جلد اول صفحہ ۴۲۹

جسکا جواب علمائے اہل سنت سے قیامت تک نہ بن سکیگا۔ اور یہ کتاب اسپر حجت اللہ البالغہ ہوگی۔ اور یہ تحفہ اثناء عشریہ کے باب مطاعن کا جواب باصواب ہے۔)

اہل تشیع کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابوبکر نے ناواقفیت شرعیت محمدیہ کے باعث اس دعویٰ کو رد کیا حالانکہ نصاب الشہادۃ پوری تھی۔ اور جنتی سردار معصوم ومقدس مالکان تطہیر شاہد تھے۔ کیونکہ شہادت واحد ساتھ قسم کے جائز ہے۔ کنز العمال میں ہے۔ کہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادت الواحد والیمین۔ جناب سیدنا امام جعفر صادق علیہ السّلام بن محمد باقر علیہ السلام اپنے باپ سے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تک سنداً بیان کرتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول خدا وابوبکر وعمر وعثمان ایک شہادت اور یمین پر فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ (دیکھو کنز العمال)

(ب) ان النبی صلعم قضی بشہادۃ شاھد والیمین صاحب الحق وروی عنہ ان النبیؐ وابا بکر وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین۔ (کتاب تلویح شرح توضیح) ترجمہ:۔ نبی مکرم صلعم صرف ایک شہادت اور صاحب حق کی قسم پر حکم جاری کر دیتے تھے اور حضرات ابوبکر وعمر وعثمان کا بھی معمول تھا۔ (آنحضرت صلعم نے فرمایا یا تو دو گواہ لائیں تو اس سے قسم لے بخاری ۵ احمدی لاہور)

(ج) حدثنا ابو نعیم حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکۃ قال کتب ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضی بالیمین علی المدعی علیہ ترجمہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن عباس نے مجھ کو لکھا کہ آنحضرت صلعم نے مدعی علیہ کو قسم دلانیکا حکم دیا تھا۔ (ف) شیخ مدینہ۔ مدنی شافعی اور احمد اور اہل حدیث سب اس کے قائل ہیں۔ کہ اگر مدعی پاس ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لیکر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کر دیں گے مدعی کی قسم دوسرے گواہ کی قائم مقام ہو جائے گی اور یہ امر صحیح حدیث سے ثابت ہے جسکو امام مسلم نے بھی ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلعم نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ فرمایا اور اصحاب سنن نے اسکو ابوہریرۃ اور جابر سے نکالا۔ ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے (دیکھو متن اور حاشیہ صحیح بخاری کتاب الشہادۃ۔ باب الیمین سیپارہ دسواں ص۲ سطر ۶ مطبع احمدی لاہور)

(د) نہ اشٹام نہ گواہ قرضہ ہوا ادا } حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے تو میں اتنا اتنا تجھے دوں گا جب بعد وفات رسول اللہ صلعم کے بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر نے منادی کرادی کہ اگر کسی کا کچھ قرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آتا ہو یا آپ نے اس سے وعدہ کیا ہو تو لیجائے میں بھی حاضر ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ وعدہ حضرت ابوبکر صدیق سے عرض کیا آپ نے فرمایا لیلو میں نے کچھ روپیہ اٹھایا اور گنا تو پانسو تھا پھر حضرت ابوبکر صدیق نے مجھے ایک ہزار اور دیدیا تاریخ الخلفاء صہ ۴۱ (ف) حضرات مومنین و باتمکین و موالیان آل طہ یسین علیہم السلام نظر انصاف سے دیکھیں کہ ایک صحابی کے زبانی فرمان پر حضرت ابوبکر نے ڈیڑھ ہزار روپیہ دیدیا حالانکہ انسے نہ تحریری اشٹام مانگا نہ گواہ طلب کیا مگر جناب سیدہ معصومہؑ بنت رسول مقبول صلعم کا دعویٰ "ڈسمس" خارج کردیا۔ باوجودیکہ انکے پاس اشٹام مہر نبوت اور گواہان صادق موجود تھے یہاں حضرت ابوبکر کی محبت و مودہ اہلبیت رسالت صلعم کا بخوبی پتہ لگ جاتا ہے سنی مولوی صاحبان غور فرماویں ۔ ۱۲ اگر آپ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجم زمیندار پریس لاہور صہ ۴۱ کے حوالہ و سند کو غیر معتبر سمجھیں تو آپ اپنی کتاب صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصہ عمان والبحرین ستر ہواں پارہ صہ ۹۱ مطبع احمدی لاہور کو دیکھکر انصاف حضرت ابوبکر کو ملاحظہ فرماویں غور سے سنئے۔

حدیث بخاری } حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا سفین سمع ابن المنکدر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لو قد جاء مال البحرین لقد اعطیتک ھکذا و ھکذا ثلثا فلم یقدم مال البحرین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قدم علی ابی بکر امر منادیاً فنادی من کان لہ عند النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دین او عدۃ فلیاتنی ۔ قال جابر فجئت ابابکر فاخبرتہ ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال لو جاء مال البحرین اعطیتک ھکذا و ھکذا ثلثا قال فاعطانی (رواہ البخاری ۱۲) ترجمہ :- حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا جب بحرین سے محصول کا روپیہ آئیگا تو میں

تجھکو اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا۔ پھر آنحضرت صلعم کی وفات اس روپیہ کے آنے سے پہلے ہی ہو گئی۔ ابو بکر صدیق کے پاس یہ روپیہ آیا۔ انہوں نے منادی کرائی۔ دیکھو آنحضرت صلعم پر کسی کا کچھ قرض آتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو وہ میرے پاس آئے (اور اپنا حق لیلے) جابر کہتے ہیں کہ میں (یہ منادی سنکر) حضرت ابو بکر کے پاس گیا اُن سے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا اگر بحرین کا روپیہ آئیگا تو میں تجھکو اتنا اتنا تین لپ بھر کر دونگا۔ پھر حضرت ابو بکر نے مجھکو اتنا روپیہ دیا۔

(ب) وعن عمرو عن محمد بن علی علیہ السلام سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول حبنہ فقال لی ابو بکر عُدّھا فعددتھا فوجدتھا خمسمائۃ فقال خذ مثلھا مرتین (رواہ البخاری) کتاب المغازی باب قصہ عمان والبحرین۔ پارہ سترھواں صفحہ ۹۲ سطر ۹ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:۔ اور اسی سند سے عمرو بن دینار سے مروی ہے۔ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں ابو بکر صدیق پاس گیا انہوں نے ایک لپ بھر کر روپیہ دئے اور کہا انکو گن میں نے گنا تو وہ پانسو روپیہ تھے انہوں نے کہا پانسو پانسو اور لیلے (یہ ہزار ہو گئے) اور دیکھو دوسری حدیث بخاری کتاب الشہادات صفحہ ۱/۸ مطبع احمدی لاہور)

حضرت عمر کا باغ { علامہ ابن ابی الحدید تاریخ طبری سے ناقل ہیں۔ عمرؓ کان لہ نخل بالحجاز غلتہ کل سنتہ اربعون الفاً یخرجہا فی النوائب والحقوق ویبعث فیھا الی بنی عدی بن کعب الی فقرائھم و ارامل‌ھم و یتامٰھم۔ روی ذلک ابن جریر فی التاریخ صفحہ ۸۶ جلد ۲) حضرت عمر کا ایک باغ تھا ملک حجاز میں جسکی آمدنی چالیس ہزار سالانہ تھی۔ جسکو وہ اپنی ضرورتوں میں خرچ کرتے اور اپنے خاندان بنی عدی کے فقرا و مساکین و یتیموں کو دیا کرتے تھے۔

(ب) عمر بن شبہ نے کتاب المدینہ میں بہ سند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمر کے غلام تھے کہتے تھے کہ حضرت عمر پر قرضہ کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ اُنکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا۔ (فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۳ الفاروق شبلی نعمانی مطبوعہ افضل المطابع دہلی صفحہ ۱۴۴/۲۴ سطر ۱۲)

غلام کو جاگیر دیگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سندر غلام سے فرمایا کہ میں تیرے واسطے ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں کہ تیرے ساتھ نیکی کرے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو سندر حضرت عمر کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو میرے حق میں ملحوظ رکھئے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو۔ تو میں تمہارا وظیفہ مقرر کردوں۔ ورنہ تم جس مقام کو پسند کرو وہاں تمہارے واسطے نامہ لکھدوں پس سندر نے مصر کو اختیار کیا۔ اور حضرت عمر نے عمرو بن عاص کو جو حاکم مصر تھے سندر کے حق میں رسول اللہ صلعم کی وصیت کے نگاہ رکھنے کیلئے لکھا اور جب سندر عمرو بن العاص کے پاس آئے تو انہوں نے انکو ایک زمین کشادہ اور ایک مکان جاگیر میں دیا۔ اور جبتک سندر زندہ رہے اسی زمین سے جو پیدا ہوتا تھا۔ وہ کھاتے تھے اور اس مکان میں رہتے تھے۔ اور جب انہوں نے وفات پائی تو وہ بیت المال میں داخل ہوگیا (مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ صفحہ ۹۲۸ مطبع نولکشور)

نوٹ حضرات ناظرین انصاف فرماویں کہ خاندان نبوت واہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ سلوک کہ انکی وراثت چھین لی گئی بیعت کے واسطے مجبور کیے گئے مکان تک کو آگ لگائی گئی مگر ایک ادنیٰ غلام کی یہ عزت کہ اسکو تاحیات جاگیر عطا ہوئی (صابر عفی عنہ)

حضرت زبیر کی زمین بی بی اسماء بنت حضرت ابو بکر سے روایت ہے زبیر بن العوام نے مجھ سے نکاح کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور انکے پاس کچھ مال نہ تھا نہ کوئی غلام نہ اور کچھ صرف ایک گھوڑا تھا میں ہی انکے گھوڑے کو چراتی اور سارا کام گھوڑے کا اور سائیسی بھی کرتی اور گٹھلیاں بھی کوٹتی انکے اونٹ کیلئے اور اسکو چراتی بھی اور پانی بھی پلاتی اور ڈول بھی سی دیتی اور آٹا بھی گوندھتی لیکن روٹی میں اچھی طرح نہ پکا سکتی تھی۔ تو ہمسایہ کی انصاری عورتیں میری روٹیاں پکا دیتیں اور وہ بڑی محبت کی عورتیں تھیں بی بی اسماء نے کہا میں زبیر کی اس زمین سے جو رسول اللہ نے انکو مقطعہ کے طور دی تھی۔ اپنے سر پر گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ اور وہ مقطعہ جاگیر میرے سے دو میل تھا۔ (دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۲۲۳۷ تا صفحہ ۲۲۳۸)

نوٹ: حضرت زبیر کی یہ گذران وجائداد تھی مگر بعدہٗ کروڑپتی بن گئے۔

داماد کو جاگیر بخش دی:۔ حضرت ابو بکر نے اپنے بڑے داماد زبیر کو جاگیر بخش دی عن

عروہ قال دخلت علی معاویۃ فقال لی ما فعل المسلول قلت ھو عندی قال انا واللہ خططتہ بیدی اقطع ابو بکر الزبیر فقال اکتبہا فجاء عمر فاخذ ابو بکر الکتاب فادخلہ فی ثنی الفراش فدخل عمر فقال کانکم علی حاجۃ فقال ابو بکر نعم فخرج فاخرج ابو بکر الکتاب فاتممت ۔ (دیکھو کنز العمال مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۸۹ و ازالۃ الخفا مقصد دوم) یعنی عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو پوچھا مسلول (نام زمین) کیا ہوئی میں نے کہا وہ میرے پاس ہے۔ معاویہ نے کہا قسم خدا کی میں نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ حضرت ابو بکر نے زبیر کو دینا چاہا۔ تو ہم سے کہا لکھدو۔ اتنے میں حضرت عمر آگئے تو حضرت ابو بکر نے اس کاغذ کو لیکر فرش کے نیچے تہ میں رکھ دیا حضرت عمر نے جوان دونوں کو دیکھا تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کچھ تخلیہ کی باتیں ہیں حضرت ابو بکر نے کہا ہاں ۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو اس کاغذ کو نکالا اور ہم نے اسکو تمام کیا۔ (ف) دیکھئے یہ ہے جناب ابو بکر کی رعائت کہ اپنے داماد کے لئے تو اس طرح لکھا کہ حضرت عمر کو آتے دیکھ کر کاغذ کو چھپا دیا۔ مگر افسوس جو کاغذ جناب بتول دختر رسول مقبول صلعم کے لئے لکھا وہ حضرت عمر کو دکھا کر کچہری عوام میں چاک کرا ڈالا۔

بی بی عائشہ کی جائیداد

کتاب بخاری۔ ترجمہ مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الھبہ۔ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ صفحہ ۴۲ ۔ سطر اخیر۔ پارہ دسواں۔ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری میں ہے۔ وقالت اسماء للقاسم بن محمد وابن ابی عتیق ورثت عن اختی عائشۃ بالغابۃ وقد عطانی بہ معاویۃ مائۃ الف فھو لکما۔ ترجمہ اور اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ صدیقہ کے ترکہ میں سے غابہ میں کچھ جائیداد ہاتھ آئی مجھے معاویہ اسکے بدل ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے ۔ میں نے نہیں بیچی یہ جائیداد تم دونو لے لو (ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب) (ف ۱) غابہ ایک موضع کا نام ہے مدینہ کے متصل وہاں حضرت عائشہ کا کچھ حصہ تھا۔ زمین میں (حاشیہ ایضاً بخاری) ف ۲ فرمائے جناب سُنی صاحبان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کوئی ترکہ ۔ درہم و دینار بقول آپ کے نہ چھوڑا اور جو چھوڑا وہ صدقہ ہوا ۔ اور جناب بی بی عائشہ کو صرف نان و نفقہ ملتا تھا تو یہ ایک لاکھ کی زمین کہاں سے حاصل ہوئی اور کونسی شرعی دلیل سے آپکے قبضہ میں تھی اور کس شرعی دلیل سے جناب بی بی عائشہ کو دس ہزار درہم کا عطیہ ملتا تھا کیا لانورث والی حدیث جناب بی بی صاحبہ پر طاری نہ تھی صابر

حضرت ابو بکر کے داماد کی جائیداد کی عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ کا ترکہ بعد ادائے قرضہ تقسیم کیا۔ زبیر کی چار بی بیاں تھیں باوجودیکہ تیسرا حصہ وصیت کا نکالا گیا جب بھی ہر بی بی کو بارہ بارہ لاکھ ہاتھ آئے اور کل جائداد زبیر کی پانچ کروڑ دولاکھ کی ہوئی۔ (صحیح بخاری ترجمہ مولوی وحید الزمان۔ پارہ بارہواں ص۸۱ کتاب الجہاد والسیر باب برکت الغازی فی مالہ حیًا ومیتًا مع النبی صلعم) (ف) اس قدر جائداد حضرت ابو بکر کے داماد حضرت زبیر کو کیسے حاصل ہوئی۔ (صابر)

انصار کو جائیداد معاف کی حضرت انس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاری لوگوں کو بلایا کہ انکو بحرین میں معاش کی سندیں لکھدیں۔ انہوں نے کہا قسم خدا کی ہم تو اسوقت تک معاشین نہیں لیتے کہ جبتک آپ ہمارے بھائی قریش والوں کو بھی ویسے ہی معاشیں لکھدیں آپ نے فرمایا جبتک اللہ کو منظور ہے یہ معاش انکو یعنی قریش والوں کو بھی ملتی رہیگی لیکن انصار یہی اصرار کرتے رہے کہ قریش والونکو بھی سندیں لکھ دیجئے تب آپ نے فرمایا تم میرے بعد یہ دیکھو گے دوسرے لوگ تم پر مقدم کئے جاتے ہیں تو تم آخرت میں مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر پارہ بارہواں ص۹۹)

نوٹ:۔ آجتک نسلاً بعد نسلاً انصار مدینہ کو جائداد معافی میں ہے اور ہر ایک بادشاہ انسے نیک سلوک کرتا چلا آیا ہے۔ کبھی کوئی جائداد ضبط نہ ہوئی مگر افسوس بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیپاس باغ فدک بھی نہ رہنے دیا اور سند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواہ نہ کی گئی۔ (صابر)

جائیداد رسول مقبول صلعم کی (۱) حضرت عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے ادھوں آدھ (نصف) پیداوار پر بٹائی کر لی جو پیدا ہو اناج یا میوہ آپ اس میں سے اپنی بی بیوں کو سال میں سو وسق دیا کرتے اسی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الوکالتہ نواں پارہ ص۳۲ باب المزارعہ۔

(۲) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الھبہ۔ دسواں پارہ ص۵۲ فصل المنیحہ پر حضرت انس بن مالک نے کہا جب مہاجر لوگ مکہ سے مدینہ میں آئے انکے ہاتھ میں کچھ نہ تھا محتاج تھے۔

اور انصار پاس زمین اور جائداد تھی تو انصار نے مہاجرین کو اپنی آمدنی میں شریک کرلیا۔ یعنی باغوں کا میوہ انکو دیں گے۔ اور محنت کا کام کاج خود کرلیں گے۔ انپر کوئی بوجھ نہ ڈالینگے اور انس کی ماں ام سلیم نے جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ کھجور کے درخت دیئے تھے۔ آپ نے وہ درخت اپنی دائی ام ایمن کو دیدیئے جو اسامہ بن زید کی والدہ تھیں ابن شہاب نے کہا مجھکو انس بن مالک نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خیبر والوں کے قتل سے فارغ ہوئے اور مدینہ کیطرف لوٹے تو مہاجرین نے انصار کو دی ہوئی جائیدادیں واپس کردیں کیونکہ خیبر میں مہاجرین کو بہت جائداد مل گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ام سلیم کو ان کے درخت واپس کردیئے اور ام ایمن کو آپ نے انکے معاوضے میں اپنے باغ سے کچھ درخت دیئے اپنی خاص جائیدادیں سے (بخاری پ ۱۰ صفحہ ۵۱)

نوٹ فرمائے حضرات یہ جائیداد رسول مقبول صلعم کہاں گئی اور جب باغ فدک جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا سے چھینا گیا تو بی بی ام ایمن سے یہ باغ خیبر عطیہ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ واپس لیا گیا۔ اور صدقہ قرار دیا گیا۔

(۳) حضرت عمر نے کہا بنی نضیر کے مال باغات وغیرہ ان مالوں میں سے تھے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو بن لڑے دلادیئے۔ مسلمانوں نے انکے حاصل کرنیکو گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو ایسے مال بموجب حکم شرع خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ مسلمانوں کا انمیں حصہ نہ تھا آپ اسمیں سے اپنی بی بیون کا سالانہ خرچ کرتے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر پارہ گیارہواں صفحہ ۴۸ باب المجن)

نوٹ فرمائیے جناب اجبکہ جائداد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ تو وہ مسلمانوں میں کیوں تقسیم کی گئی اور حقیقی وارث کیوں محروم ہوئے۔ اور کس شرعی دلیل سے جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا خاص جائداد پدری سے محروم ہوئیں۔

جائیداد امہات المومنین ۴ حضرت عمر نے اپنی خلافت میں یہودیوں کو نکال کر خیبر کی زمین تقسیم کردی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں سے کہا پانی اور زمین لو یا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ملا کرتا تھا وہ لو۔ کسی نے زمین لینا پسند کیا۔ کسی نے کہا ہمکو وسق دیا کرو۔ حضرت عائشہ نے زمین لی تھی (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الوکالتہ۔ پارہ نواں صفحہ ۳۳ باب المزارعہ بالشطر ونحوہ)

(ب) حضرت عمر ابن الخطاب نے اپنے زمانہ خلافت میں ہر ایک کا وظیفہ مقرر کیا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں کے واسطے دو دو ہزار درہم مقرر کئے۔ اور بی بی عائشہ کیواسطے بارہ ہزار درہم مقرر ہوئے اور کہا کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی چاہتی بی بی تھیں۔ ملاحظہ کیجئے روضۃ الاحباب جلد اول ص ۴۷۲ سطر ۱۴: طبع انوار محمدی)

نوٹ فرمائیے حضرات کس شرعی دلیل سے یہ جائداد رسول مقبول صلعم اور وظیفے امہات المومنین کے واسطے مقرر ہوئے جبکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ صدقہ تھا تو انکو کیوں دیا گیا اور جناب صدیقہ معصومہ بتول بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثت پدری سے کس دلیل سے محروم ہوئیں اور یہ بھی فرمائیے کہ خلافت کیطرف سے جناب سیدہ معصومہ کو کیا وظیفہ ملتا رہا حق تو یہ ہے خواہ آپ ہمارے ساتھ متفق ہوں یا نہ ہوں اہلبیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت نبی مکرم صلعم قسم قسم کے ظلم وستم ہوئے انسے باغ فدک غصب کیا گیا خلافت سے محروم ہوئے مکانات کو آگ لگانے کی دھمکی دی گئی انکی عزت و احترام میں بہت کچھ کمی کی گئی ان کو عام مسلمین میں شامل کیا گیا۔ انکو کسی خلافت میں بھی کوئی عہدہ نہ ملا۔ بلکہ وہ نظر بند رہے۔ اور باغی خیال کئے گئے۔ یہ تمام واقعات اصحاب ثلاثہ کے زمانہ خلافت میں واقع ہوئے پھر ہم ان حضرات ثلاثہ کو خلفائے رسول مقبول صلعم کس دلیل و حجت سے مان لیں۔ فافهم وتدبر۔

حجت بتول ع کتاب مستطاب ثمرۃ النبوۃ مولفہ جناب آغا سید نیاز حسین صاحب عابدی بی۔ اے ساکن موضع بھیر اسادات فتح پور ہسوہ کے ص ۱۶۶ سے ایک دلچسپ صداقت آمیز مکالمہ نقل کیا جاتا ہے جس سے مقدمہ فدک پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور جناب ابو بکر خلیفہ اول کو حجت اللہ البالغہ سے بخوبی ساکت کیا گیا ہے۔

جب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مجلس عام میں بیعت ابو بکر سے انکار کر دیا تو دربار برخاست ہونیکے بعد حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ جبتک جناب علیؑ بیعت نہ کریں گے آپکی خلافت اندیشناک حالت میں رہیگی آپ اوس روز انکے دعوے اور دلائل کو سن چکے ہیں اور وہ ایسے قوی اور محکم ہیں کہ انکا جواب مجلس بھر میں کوئی نہ دے سکا اور آج بھی جو حجتیں حضرت سلمان علیہ السلام نے پیش کیں انکا بھی جواب بجز اسکے کچھ کہتے نہ بنا کہ امت نے اجماع کر کے ابو بکر کو خلیفہ کر لیا ہے۔ اور پھر اوس اجماع پر

بھی جو اعتراض انہوں نے وارد کئے انکا رد کسی سے نہو سکا اگر یہی حالت رہی تو لوگوں کے دل ادھر مائل ہو جائیں گے اور آپکو حکومت سے دست بردار ہونا پڑے گا اب اس کا موقعہ نہیں ہے کہ حجتوں اور بحثوں سے کام لیا جائے۔

حضرت ابوبکر:- تم ہی بتلاؤ کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے جس سے جناب علیؑ کی قوت جاتی رہے اور وہ مجبور ہو جائیں۔

حضرت عمر:- میرے نزدیک تو سر دست یہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت علیہ السلام سے موضع فدک لے لیا جائے۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ عام مسلمانوں کا حق ہے اور جناب فاطمہ علیہ السلام اس پر تصرف کرنیکی مجاز نہیں ہیں۔

حضرت ابوبکر:- پیغمبر خدا صلعم نے فدک انکو عطا کیا ہے اب اس کا ان سے جھگڑا کرنا صریحًا زیادتی ہوگی اور لوگ بھی اسکو روا نہ رکھیں گے۔

حضرت عمر:- ایسے خیالات آئین ملک داری کے خلاف ہیں فدک پر قبضہ کر لینے میں کئی فائدے متصور ہیں ۔ اول تو یہ کہ اسکی آمدنی کثیر ہے اور اسکے ذریعہ اہل بیت کو اپنے بذل و سخا سے لوگوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ کر لینے کا جو موقع حاصل ہے وہ ان سے جاتا رہیگا اور خود جب محتاج ہونگے تو مضطر ہو کر خواہ مخواہ ہماری اطاعت پر راضی ہو جائیں گے۔

(۲) یہ کہ جب ہم عام مسلمانوں کا حق فدک میں بتلا کر اون کے فائدے کے لئے اسکا لینا ظاہر کریں گے تو وہ لوگ ہمکو اپنا خیر خواہ سمجھکر ہمارے ہوا خواہ ہو جائیں گے۔

(۳) یہ کہ فدک کے معاملہ سے خلافت کا دعویٰ نیچے پڑ جائے گا علاوہ فدک کے خمس بھی اہلبیت کے لئے موجب طمانیت ہے۔ اور اس سے بھی اونکو تقویت پہنچتی ہے اسلئے اسکو بھی ضبط کر لینا مناسب ہے جب اس سے بھی محروم کردئے جائیں گے تو نان شبینہ تک کو محتاج ہو کر بجز ہماری اطاعت کے ان سے کچھ بن نہ پڑے گا۔

حضرت ابوبکر:- نے اپنے وزیر باتدبیر حضرت عمر کی پالیسی کو پسند فرمایا اور ضبطی فدک و خمس کا حکم دیدیا حکومت کی طرف سے ایک عامل مقرر کر کے اسکو حکم دیا گیا کہ فدک پر جا کر خلافت کیطرف سے قبضہ کر لے اور جناب فاطمہ بنت رسول مقبول صلعم کے عامل کو نکالدے۔ عامل مذکور نے حسب فرمان فدک پر

قبضہ کر لیا جناب سیدۂ معصومہ صلوات اللہ علیہا کے عامل نے آکر کیفیت عرض کی آپ نے حضرت امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ آیا میں اپنے حق کا مطالبہ کروں یا صبر وسکوت اختیار کروں۔ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر کرنا بہت خوب ہے اور انجام کار یہی ہونا ہے لیکن اتمام حجت کے لئے اپنے حق کا اظہار کر دینا بھی ضرور ہے۔ پس جناب صدیقہ طاہرہ لخت جگر مصطفےٰ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا نے سر سے پاؤں تک چادر اوڑھی اور باوجودیکہ مزاج علیل تھا چند عورتوں کے حلقہ میں مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئیں جہاں حضرت ابو بکر معہ اصحاب تشریف رکھتے تھے۔ دیکھنے والوں کو آپکی رفتار اور سکینہ و وقار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود سید نا محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیین وسید المرسلینؐ تشریف لا رہے ہیں۔ جس وقت جناب صدیقہؑ مسجد میں داخل ہوئیں تو بعض نرم دل مسلمان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ بہ نظر عبرت یاد کر کے رونے لگے آپ نے انکو گریاں دیکھکر سکوت فرمایا۔ عورتوں نے اصحاب کے سامنے ایک سفید پردہ کھینچا اور جناب معصومہؑ پس پردہ تشریف فرما ہوئیں۔ جب وہ لوگ خاموش ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر کیطرف متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی جسکا ماحصل بطور مکالمہ ذیل نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت صدیقہؑ: اے ابو بکرؓ خدا و رسول کا حکم سب پر واجب التعمیل ہے تم اس سے مستثنیٰ نہیں ہو۔ میں جو کہہ رہی ہوں اسے گوش ہوش سے سنو اور خدا کے غضب سے ڈرو اور کسی کے حق میں دست درازی نہ کرو فدک میرے والد یا جد جناب رسول خدا صلعم نے بحکم خدا تعالیٰ مجھے عطا کیا اور دستاویز اپنی مہر سے مزین کر کے میرے حوالہ کی اور فدک میرے قبضہ دیدیا۔ (دستاویز یا وثیقہ یا تمسک حضرت ابو بکر کے سامنے رکھکر دیکھو یہ وہی دستاویز ہے) پس فدک پر جو تم نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے اُسے چھوڑ دو۔

حضرت ابو بکر: نے وہ دستاویز دیکھکر حضرت عمر کو دی انہوں نے کہا یہ فاطمہؑ کا محض دعوے ہے اسکے ثبوت میں اُن سے گواہ طلب کیجئے۔

حضرت ابو بکر (جناب سیدہؑ سے) آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کیجئے۔

جناب صدیقہؑ: میرا قبضہ خود میری ملکیت کی دلیل ہے آپ کس شرع کے رو سے مجھ پر بار ثبوت عائد کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ:۔ ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اگر آپکو فدک کا دعویٰ ہے تو گواہ پیش کیجئے۔

جناب صدیقہؑ:۔ نے رفع حجت کی نظر سے ام ایمن اور صاحبان آیہ تطہیر حضرات علی المرتضیٰ وامام حسن المجتبیٰ وامام حسین شہید کربلا علیہم السلام کو شہادت میں پیش کیا۔

بی بی ام ایمن گواہ:۔ نے گواہی دینے سے پہلے کہا کہ اے ابو بکر تم کو میں خدا کی قسم دیتی ہوں سچ کہنا کہ آیا تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ ام ایمن امرء من اھل الجنۃ یعنی ام ایمن زنان اہل جنت میں سے ہے حضرت ابو بکر نے کہا کہ البتہ میں نے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے۔ اس کے بعد ام ایمن نے کہا فاشھد ان اللہ عزوجل اوحی رسول اللہ وات ذالقربی حقہ فجعل فدک لھا لفاطمۃ بامر اللہ۔ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ پر وحی نازل فرمائی کہ ذی القربیٰ کو اسکا حق دیدو پس آنحضرت نے جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو فدک قوت بسری کیلئے دیدیا۔

جناب امیر المومنینؑ اور حسنین الشریفین نے بھی یہی گواہی دی (جس کی تائید علماء اہل سنت بخوبی کرتے ہیں م)

حضرت عمرؓ (ابو بکر لاجواب ومتردد ہو کر) ام ایمن زن عجمیہ ہے اسکی شہادت قابل قبول نہیں ہے حضرت علیؑ وہ تو آپ ہی ایسی کہیں گے اور حسنین الشریفین کم سن ہیں۔ انکی بات قابل لحاظ نہیں۔

جناب صدیقہؑ:۔ اے ابو بکر یہ کیا کلام وعقیدہ ہے ہم اہل بیت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہمکو بے اعتبار اور جھوٹا سمجھنے سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے کیا قرآن شریف تم اتنی جلد بھول گئے اللہ جل شانہ تو ہماری شان میں آیہ مبارک تطہیر (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا) نازل فرما کر ہماری طہارت وعصمت کی خبر دے اور ہمکو ہر قسم کی نجاست اور برائی سے پاک وپاکیزہ اور معصیت سے مبرا ومعصوم قرار دے اور تم ہمکو جھوٹا اور بے اعتبار سمجھو پرایا مال ناحق لینے اور اسکے حصول کے لئے جھوٹی شہادت دینے یا دلانے سے بدتر بھی کوئی رجس ہو سکتا ہے جس سے خداوند کریم نے ہمکو طاہر کر دیا ہے علاوہ ان کے اگر ان گواہوں کی گواہی کافی اور جائز نہ ہوتی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی گواہی پر کیوں اکتفا فرماتے کیا تم جناب رسول اللہ سے بھی زیادہ عالم اور قاضی ہو خیر اگر تم اس طرح بد میرے دعویٰ کو

قبول نہیں کرتے۔ تو مجھکو میرے پدر بزرگوار رسول مختار صلعم کا ورثہ پہنچتا ہے اور اسطورسے بھی میں فدک کی مستحق ہوں کیوں کہ فدک خاص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملک ہے اور میں حضور سرور عالم کی بیٹی اور انکی چیز کی مالکہ اور وارثہ دار ہوں۔

حضرت ابو بکر:- اس طرح پر بھی آپکا دعوے درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبروں کا ترکہ میراث نہیں ہوتا بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔

جناب صدیقہ ع:- یہ قول تمہارا قرآن کے بالکل خلاف ہے خدا کا یہ حکم ہر خاص و عام بندے کیلئے بلا استثنا ہے کہ دختر کے حصہ کا دگنا پسر کا حصہ ترکہ میں ہوتا ہے جو چیز خدا نے اپنے ہر بندے کے لئے حلال فرمائی ہے اسکو تم اے ابو بکر آل نبی صلعم کیلئے حرام قرار دیتے ہو تمہارے مرنے کے بعد تمہارا ترکہ کون لیگا؟

حضرت ابو بکر:- میری اہل و اولاد۔

علیا جناب صدیقہ ع:- سبحان اللہ تمہاری اولاد تو وارث ہو اور ترکہ پائے اور پیغمبر خدا صلعم کی اولاد اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہے کیا یہ قرآن میں ہے۔

حضرت ابو بکر:- میں نے خود جناب رسول خدا صلعم کی زبانی سنا ہے کہ انبیاء خود کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی انبیاء کا وارث ہوتا ہے انکا متروکہ مسلمانوں کا مال ہوجاتا ہے۔

علیا جناب صدیقہ ع:- تم غلط کہتے ہو ہرگز جناب رسالت مآب صلعم کی یہ حدیث نہیں ہے کیونکہ یہ صریحاً حکم خدا کے خلاف ہے خود قرآن مجید میں پیغمبروں کی ورثہ اور ترکہ لینے کا ذکر موجود ہے۔ جناب رسول خدا صلعم قرآن کے خلاف کیونکر کچھ حکم فرما سکتے تھے۔ چنانچہ قرآن میں حکم ہے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ حضرت داود کا وارث حضرت سلیمان ہوا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے خدا سے دعا کی تھی کہ بارالہا مجھے فرزند عطا کر کہ وہ میری اور آل یعقوب کی میراث لے۔ اے ابو بکر کیا یہ حضرات پیغمبر نہ تھے۔

حضرت ابو بکر:- جس میراث کا آپ نے ذکر فرمایا اس سے میراث نبوت مراد ہے۔

علیا جناب صدیقہ ع:- یہ قول بھی تمہارا صریحاً باطل ہے اگر نبوت میراث ہوتی اور ترکہ میں تقسیم ہوا کرتی تو انبیاء علیہم السلام کی تمام اولاد نبی ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ جب حضرت

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی ذریت و اولاد کے لئے خدا سے امامت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا کہ یہ منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبوت میراث میں نہیں دیجاتی اور نہ میراث سے نبوۃ مراد ہے۔ علاوہ اسکے یہ تو سمجھو کہ اگر پیغمبروں کی میراث جائز نہ ہوتی تو ضرور تھا کہ جناب رسول اللہ صلعم ہمکو یہ حکم بتا جاتے کہ میرے بعد میرا ترکہ نہ لینا کیونکہ ہم آنحضرت صلعم کے وارث ہیں اور اس حکم تعلق خاص طور پر ہم ہی سے ہو سکتا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو حکم جس سے متعلق ہو اسکو باوجود بالکل سہل و ممکن ہونیکے نہ بتلائیں اور غیروں کو خفیہ طور سے بتلا جائیں جنکو اس سے کوئی تعلق بھی نہ ہو تمہارے اس بیان سے تو لازم آتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احکام کی تبلیغ مناسب طور پر نہیں فرمائی جو قطعاً ناممکن ہے۔ اے ابوبکر حضرت ضمنی مرتبت جانتے تھے کہ انکے بعد لوگ جھوٹی حدیثیں اپنے مطلب کے موافق بنا بنا کر پیش کریں گے اسی لئے حضور فرما گئے ہیں کہ اگر قرآن کے خلاف کوئی شخص حدیث میری طرف منسوب کرے تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث میری نہیں ہے۔ پس ابوبکر جو حدیث تم نے بیان کی ہے وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے اسلئے وہ حضرت رسالت پناہ کی حدیث نہیں۔

حضرت ابوبکر: خدا اور رسول نے بجز صدق و راستی کے کچھ نہیں کیا ہے اور آپ اے دختر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو فرماتے ہیں سچ اور بجا فرماتے ہیں آپ معدن حکمت و موطن ہدایت و مصدر رحمت اور رکن دین و عین حجت ہیں آپکو سچا مانتا ہوں آپ شائد خیال کرتے ہونگے کہ فدک میں نے اپنی ذات خاص کیلئے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ تجہیز لشکر و آلات حرب کیلئے میں نے فدک لیا ہے تاکہ مسلمان کفار و فجار سے جہاد کریں اور اسکی آمدنی اونکے کام آئے اور اس ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہو اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان اس امر میں مجھ سے متفق ہیں کیونکہ اس سے اسلام کی تقویت اور مسلمانوں کا فائدہ ہے اور جس چیز سے عام مسلمانوں کا فائدہ متعلق ہو وہ میں آپکو کیونکر واپس دے سکتا ہوں۔ میرا ذاتی مال موجود ہے اس میں سے آپ جو چاہیں لے سکتے ہیں۔

جناب علیا صدیقہ: ۔ نہایت آزردہ و غضبناک ہو کر۔ اے ابوبکر خدا و رسول صلعم نے جو چیز مجکو دی تھی اسکو تم نے بجبر و ظلم ہم سے لے لیا اور خدا اور رسول کی مخالفت و نافرمانی کی اس چند روزہ دنیا کے فریب میں تم آگئے اور دین کو پس پشت ڈالدیا ہے اے ابوبکر اس روز سے ڈرو جس روز میں خدا کے حضور میں تم سے خصومت اور تمہارے ظلم کی فریاد کرونگی۔

حضرت عمر:- (بہ آواز بلند) اے فاطمہ صلوات اللہ علیہا آپ چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کا حق لیلیں ہم سے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو محروم کر کے فدک آپ کو دیدیں۔

جناب علیا صدیقہ ع:- (نہایت غضبناک ہو کر) استغفر اللہ میں کسی کا حق لینا نہیں چاہتی بلکہ میں اپنے ہی حق کو چاہتی ہوں۔ اے عمر تجھ سے یہ باتیں عجیب نہیں ہیں تیرے کردار کی خبر ہمکو بابا رسول اللہ صلعم دے گئے ہیں لیکن اے پسر خطاب چند روزہ زندگی پر اتنا غرہ نہ ہو کل قیامت کے دن حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ اور آج کا دن اس روز تجھے بہت یاد آئے گا۔ پس جناب علیا صدیقہ بتول بنت رسول صلعم اپنی حجت قائم کر کے غضبناک ہو کر محروم واپس لوٹیں۔ اور مرتے دم تک انسے نہ بولیں۔ علاوہ بخاری اور مسلم کے امام احمد حنبل اپنی مسند میں لکھتے ہیں۔ فغضبت فاطمة علیہا السلام فھجرت ابوبکر فلم تزل مھاجرته حتی توفیت قال وعاشت بعد وفاة رسول الله صلی الله علیه وسلم ستة اشھر۔ یعنی حضرت ابوبکر سے جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا غصہ ہو گئیں اور مرتے دم تک نہ بولیں اور بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف چھ ماہ تک زندہ رہیں (دیکھو مسند امام احمد حنبل مصری جلد اول ص۶ حدیث آخیر۔

جز ابن و دختر و داماد و مـ[illegible]ند
میراث بہ بیگانہ نہ دید ہیچ مسلمان

فصل ۵

اولیات حضرت ابوبکر

خلافت میں شک:- حضرت ابوبکر باوجود خلیفۂ رسول کہلانے کے شک میں رہے کہ خلافت کس کا حق ہے اور میراث بھتیجی اور پھوپھی سے ناواقف تھے۔ اور کلالہ کے معنے نہ جانتے تھے۔ تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ مصر ص۵۲ پر ہے۔ جب حضرت ابوبکر اپنی مرض الموت میں مبتلا ہوے تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک طولانی تقریر کے بعد کہا اے بھائی میں دنیا کا غم کوئی نہیں رکھتا البتہ تین امر ہیں جن کو

اگر میں نہ کئے ہوتا تو بہتر ہوتا اور تین امور ہیں کہ اگر میں انکو کرلیتا تو خوب تھا اور تین امور ہیں کہ اگر میں آنحضرت صلعم سے دریافت کرلیا ہوتا تو بہتر تھا اور وہ امور جنکی ترک کی تمنا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) انی لو اکشف بیت فاطمۃ عن شیء وان کانو قد غلقوہ علی الحرب۔

ترجمہ :- میں جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے دروازہ کو نہ کھلوائے ہوتا اگرچہ لوگ اسکو جنگ ہی کی غرض سے کیوں نہ بند کئے ہوتے۔ (حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو حکم دیا تھا کہ مسلح ہو کر خانہ رسولؐ پر حملہ کر کے اسکو جلا دو۔ کما مر)

(۲) فجارۃ سلمی کو جلائے نہ ہوتا بلکہ محض قتل ہی کئے ہوتا یا بالکل چھوڑ دئے ہوتا۔

(۳) سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا بار نہ اٹھاتا بلکہ عمر یا ابوعبیدہ کو اس پھندہ میں پھنسا دیتا کہ انکا کوئی خلیفہ ہوتا اور میں اسکی وزارت کرتا۔

(ب) اور وہ امور جن کے متعلق تمنا ہے کہ کئے ہوتا۔

(۱) یہ کہ جب اشعث بن قیس مقید ہو کر میرے پاس لایا گیا تھا تو اس کو قتل کر دیتا کیونکہ اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ شرارت کے کام میں مدد کرتا ہے۔

(۲) یہ کہ جب میں نے خالد بن ولید کو اہل ردہ پر حملہ کرنیکے لئے روانہ کیا تھا تو کاش میں ذی القصہ میں اقامت کئے ہوتا تاکہ اگر مسلمان فتحیاب ہوتے تو خیر ورنہ میں ان سے ملجاتا یا ان کو مدد پہونچاتا۔

(۳) یہ کہ جب میں نے خالد بن ولید کو شام روانہ کیا تھا تو عمر بن الخطاب کو عراق روانہ کرتا۔

(ج) دریافت طلب امور یہ ہیں۔

(۱) یہ کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کرلیا ہوتا خلافت کس کا حق ہے تاکہ پھر کسی کو تنازعہ کا موقعہ نہ ملتا۔

(۲) یہ کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کئے ہوتا آیا انصار کا بھی خلافت میں کوئی حق ہے۔

(۳) آنحضرت صلعم سے دریافت کرلئے ہوتا کہ بھتیجی اور پھوپھی کا میراث میں کیا حصہ ہوتا ہے کہ اب تک مجھے اسکے متعلق شک ہے انتہی کلامہ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ثانی صـ۱۷۱ سطر ۱۱)

(۲) بیعت خم غدیر کو توڑ کر اجماعی خلافت کی بنیاد ڈالی یہ سب سے اول مرید ہیں کہ اپنے پیر و مرشد کے کفن و دفن میں شامل نہ ہوئے۔

(۳) حضرت مالک بن نویرہ صحابی کو زکوٰۃ نہ دینے کے بہانے سے قتل کرایا اور خالد بن ولید نے زوجہ حضرت مالک سے شب قتل میں بلا عدت زنا کیا اور حضرت ابوبکر نے چشم پوشی کی (تاریخ اسلام)

(۴) حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ اگر بیعت نہ کریں تو انکا گھر جلا دو (ابو الفدا)

(۵) حضرت ابوبکر نے اپنی صاحبزادی کا وظیفہ بیت المال سے دس ہزار درہم مقرر کیا (صواعق محرقہ باب اول فصل پنجم۔ روضۃ الاحباب جلد اول ص۲۱۰) ۔ مگر جناب بتولؑ کا باغ فدک چھین لیا۔

(۶) حضرت ابوبکر نے فجاۃ سلمی کو آگ میں ڈالکر جلا دیا اور وہ مرتے دم تک کلمہ شہادت پڑھتا رہا۔ (ابن خلدون۔ ابن اثیر۔ تاریخ اسلام جلد دوم باب دوم ص۳۳ وفٹ نوٹ۔

(۷) حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت میں سادات پر خمس بند کر دیا جو انکو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمانہ نبوت میں ملتا رہا (ابو داؤد مترجم ص۷۵۳ بخاری پ۱۶ ص۱۶ کتاب المغازی)

(۸) کان ابوبکر سباباً او نسابا (تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی عربی ص۴۲ مطبوعہ سرکاری)

ترجمہ: حضرت ابوبکر سب سے زیادہ گالیاں دینے والے تھے۔ یا نسب نامہ جاننے والے تھے۔

(۹) عروہ سفیر مشرکین مکہ معظمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اگر قریش غالب ہوئے تو میں تو قسم خدا کی تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں یہ پنج میل لوگ یہی کریں گے تمکو چھوڑ کر چل دیں گے یہ سنکر حضرت ابوبکر کو غصہ آیا۔ انہوں نے کہا ابے جالات ... (بظر اجاٹ کیا ہم حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

(ف) لات مشرکوں کا بت تھا حضرت ابوبکر نے فرمایا اپنے معبود کی شرمگاہ چوس کہیں یہ خیال کبھی نہ کر یو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیں گے حالانکہ لات ..... تھا ٹنا عورت کا ہوتا ہے حضرت ابوبکر کی مراد یہ تھی اپنی ماں کا ٹنا چوس تا رہ مگر غصہ سے اسکی ماں کے بدل سکے معبود کا نام لیا او زیادہ اسکی حقارت ہو (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری باب الشروط مع الناس گیارہواں پارہ ص۵ معہ حاشیہ مطبع احمدی لاہور)

(۱۰) **اونٹ کا سودا** } وقت ہجرت حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنکو میں نے پہلے ہی سے سفر کیلئے تیار رکھا ہے۔ ایک آپ لے لیجئے آپ نے فرمایا میں نے قیمت سے لی (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا اشتری

متاع الآخرہ۔ پارہ آٹھواں صہ ۱۶ مطبع احمدی لاہور)

(ب) حضرت ابوبکر نے کہا تو آپ ان دونوں اونٹنیوں میں سے کوئی اونٹنی لے لیجئے آپ نے فرمایا اچھا مگر میں قیمت سے لونگا (فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بالثمن) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ کتاب المناقب پندرھواں پارہ صہ ۶۲ مطبع احمدی لاہور)

(ج) کہتے ہیں یہ اونٹنی قصوا تھی یا جدعا اسکی قیمت آٹھ سو درم تھی (ایضاً حاشیہ)

(د) شیخ عبدالحق صاحب دہلوی سُنّی مدارج النبوۃ جلد دوم صہ ۸۱ مطبع نولکشور پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار سو درہم بروایتے آٹھ سو درہم کو خریدے تھے۔ اور چار ماہ تک گھاس دانہ کھلایا تھا اور موٹا کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کئے کہ قبول فرماویں۔ لیکن آنحضرت صلعم نے قیمت کی شرط پر ایک اونٹ خرید کر لیا اور نو سو درہم ادا کئے اور نہ چاہا کہ راہ خدا میں کسی کی مدد و استعانت ہو۔ (جذب القلوب شیخ عبدالحق دہلوی صہ ۶ مطبع نولکشور۔ روضۃ الصفا جلد دوم صہ سیرۃ النبی جلد اول صہ ۱۹۸)

(۱۱) **خدمتِ اسلامی** } جنگ بدر میں حضرت ابوبکر نے کوئی کار نمایاں نہ کئے۔ جنگ احد۔ جنگ حنین۔ جنگ خیبر۔ جنگ ذات السلاسل سے بھاگ نکلے۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ کو نہ نکلے اور جنگ خندق میں رسول اکرم صلعم کی عدول حکمی کی (شوخلاصہ تاریخ فتح دل)

(۱۲) **سُورہ برات واپس** } ابوہریرہ نے کہا حضرت ابوبکر نے اس حج میں دسویں تاریخ ذی الحج کی اور منادی کرنیوالوں کے ساتھ مجھکو بھی بھیجا یہ منادی کرنے کو کہ اس سال کے بعد پھر کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے حمید بن عبدالرحمن نے کہا حضرت ابوبکر کو روانہ کرنیکے بعد ان کے پیچھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ سورہ برات کافروں کو سنا دیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت علیؑ نے بھی ہمارے ساتھ دسویں ذالحجہ کو منا میں برات کی منادی کی اور یہ کہا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر پارہ انیسواں صہ ۳ مطبع احمدی لاہور)

(ب) مسند احمد حنبل۔ جامع ترمذی۔ مشکوۃ باب مناقب علیؑ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صہ ۴۵

اور مدارج النبوۃ فارسی مطبوعہ نولکشور ص ۲۸۵ کہ حضرت ابوبکر راستہ سے واپس کئے گئے اور جب جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ سورہ براۃ کے سنانے کیواسطے میں خود جاؤں یا اپنے اہل سے بھیجوں۔

(۱۳) جنازہ رسول صلعم سے محرومی

حضرت ابوبکر نے بی بی عائشہ سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا۔ میں نے (بی بی عائشہ) نے کہا تین کپڑوں میں کفن دیا۔ دھوئے کپڑوں میں نہ انمیں قمیص تھا اور نہ عمامہ۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ آنحضرت کی وفات کس دن ہوئی تھی میں نے کہا پیر کے دن انہوں نے کہا آج کونسا دن ہے میں نے کہا پیر کا دن انہوں نے کہا مجھے بھی امید ہے کہ اب سے لیکر رات تک کسی وقت میں گذر جاؤں ملاحظہ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت الاثنین ص ۲۵ مطبع احمدی لاہور حضرت ابوبکر بقول اہل سنت خلیفہ اول نائب وگدی نشین رسول مقبول صلعم تھے لیکن انکو جناب رسول اکرم صلعم کی وفات اور کفن کی بھی خبر نہ تھی۔ خبر کیسے ہوتی آپ تو خلافت کیواسطے خلافت کمیٹی میں گئے ہوئے تھے۔ پھر آپکی کرامت ظاہر نہ ہوئی بجائے پیر کے منگل کو جاکر فوت ہوئے۔ حاشیہ بخاری ایضاً

(۱۴) خلیفہ یا خالفہ۔ انکار خلافت

جاء اعرابی فقال انت خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لا قال فما انت قال انا الخالفتہ بعدہٗ (دیکھو مجمع البحار امام گجراتی سنی جلد اول ص ۳۷ مطبع نولکشور نہایہ ابن اثیر جذری مطبوعہ مصر ص ۳۵) ترجمہ:۔ ایک اعرابی حضرت ابوبکر کی خدمت میں آیا اور عرض کی کیا آپ رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہیں فرمایا نہیں۔ اعرابی نے کہا پھر آپ کون ہیں فرمایا میں خالفہ ہوں۔

(ب) اوپر کی دونوں کتابوں میں سُنی علماء خالفہ کے معنے لکھتے ہیں۔ فاما الخالفتہ فھو الذی من لا صنار عندہ و لا خیر فیہ ترجمہ:۔ خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو بے نیازی حاصل نہ ہو اور اسمیں خیر و برکت نہ ہو۔

پس جب حضرت ابوبکر اپنی خلافت سے خود انکار کرتے ہیں تو ہم انکو کیسے خلیفہ مان لیں۔

(۱۵) باغ فدک سے انکار

حضرت ابوبکر نے میراث رسول و ہبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ فدک کو جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کو نہ دیا بخاری

(۱۶) لشکر اُسامہ سے انکار حضرات اصحاب ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ وغیرہم کو سوائے حضرت علیؑ و حضرت عباسؓ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید کے لشکر کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت ڈالی لعن اللہ من تخلف جیش اُسامہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جس نے اسامہ کے لشکر کے ہمراہ جانے سے انکار کیا۔ (افکار الابکار ملل ونحل شہرستانی ص۵ ج۱۔ کنز العمال کتاب غزوات تہذیب التہذیب ذہبی۔ مدارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب شرح مواقف۔ رسالہ عقائد ملا یعقوب لاہوری وغیرہ) حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص۶۱۔ سیرۃ المحمدیہ ص۳۹۸ عربی۔ قسطلانی جلد ۲ ص۱۰۲۔

(۱۷) شرک خفی تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص۲۲۹ بحوالہ کتاب فلک النجاۃ فی الامامت والصلوۃ میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشرک اخفی فیکم من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من دعا مع اللہ الھاً اخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل رواہ الحافظ ابو یعلی واحمد والبغوی تفسیر در منثور سیوطی جلد ۴ ص۵۴۔ کنز العمال جلد دوم ص۹۷/۹۸۔ حیوۃ الحیوان جلد ۲ ص۳۲۰

(ب) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول ص۱۹۹ عن معقل بن یسار قال انطلقت مع ابی بکر الصدیق الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا ابابکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الھاً اخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی من دبیب النمل الا ادلک علی شیٔ اذا قلتہ ذھب عنک قلیلہ وکثیرہ قال قل اللھم انی اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم انتھی بلفظہ۔ ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی رفتار سے بھی باریک چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا شرک تو یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا کوئی معبود بنایا جائے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا شرک تمہارے اندر چیونٹی کی رفتار سے باریک چلتا ہے

(ب) ازالۃ الخفا مقصد اول ص۱۹۹ پر ہے کہ حضرت معقل بن یسار نے کہا میں ابوبکر کے ہمراہ جناب رسول اکرم صلعم کی خدمت میں گیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر شرک تمہارے درمیان چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ باریک چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا شرک وہ نہیں کہ جس نے سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود

بتایا جناب رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم جسکے پنجہ قدرت میں میری جان ہے۔ شرک چیونٹی کی بھی چال سے باریک چلتا ہے کیا میں تمکو ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ جب تم اسکو پڑھو تو شرک تھوڑا ہو یا زیادہ تجھ سے دور ہو جائے۔ فرمایا کہہ۔ اللھم انی اعوذبك ان اشرك بك وانا اعلم الاخرۃ۔

(ج) دوسری حدیث ازالۃ الخفا رص ۱۹۹ پر یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ ثقلتك امك۔ تیری ماں تجھ پر روئے یہ کلمہ بد دعائیہ ہے۔

شہادت ایمان کتاب کشف المغطاعن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور ص ۳۰۱ پر ہے۔ ابوالنضر سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکا میں گواہ ہوں حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم انکے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ولا ادری ما تحدثون بعدی مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کروگے۔ تو رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے انتہی بلفظہ (کتاب المغازی واقدی غزوہ احد ص ۱۰۳)

علم ابوبکر قبیصہ بن ذویب سے روائیت ہے کہ میت کی نانی ابوبکر پاس میراث مانگنے کو آئی ابوبکر نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ نہیں ہے نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات میں کوئی حدیث سنی ہے جا تو میں لوگوں سے اسکو پوچھکر دریافت کروں گا۔ ابوبکر نے لوگوں سے پوچھا مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے ابوبکر نے کہا اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہے جو اس معاملہ کو جانتا ہو تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے اور جیسا مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ ویسا ہی بیان کیا ابوبکر نے چھٹا حصہ اسکو دلایا۔ پھر حضرت عمر کے وقت میں دادی میراث مانگنے کو آئی حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مذکور نہیں ہے۔ اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تو بھی لے اگر نانی بھی ہو تو تم دونوں سدس کو بانٹ لو اور جو تم دونو میں سے اکیلی ہو یعنی صرف نانی ہو یا صرف دادی وہی چھٹا حصہ لیلوے۔

(کشف المغطاعن کتاب الموطا۔ میراث الجدہ ص ۵۰۶۔ مطبع صدیقی لاہور۔ ازالۃ الخفا جلد دوم ص ۳۱ الحجۃ البالغہ ص ۱۳۶ صواعق محرقہ ص ۲۱ فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوۃ)

(ب) اتقان جلد اول صلاا - ابو عبید نے فضائل میں ابراہیم تیمی سے روایت کی ہے ابو بکر سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وفاکہتہ واباکی معانے پوچھے گئے۔ تو اس نے کہا کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے۔ اور کونسی زمین مجھکو اٹھائے میں اللہ کی کتاب میں کچھ کہوں جو نہیں جانتا ہوں۔ اور یہی عمر ابن الخطاب سے یہی معاملہ ہوا ہے۔

باب دوم

خلافت حضرت عمر ابن الخطاب اجماعی خلیفہ دوم

حضرت عمر کس طرح خلیفہ ہوئے

حضرت ابو بکر نے اپنی مرض الموت میں حضرت عمر کو وصیت کر کے خلیفہ مقرر کیا اور حضرت عثمان سے انکی تقرری کا پروانہ لکھایا۔ ایک اصحاب نے سوال کیا کہ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ عمر جیسے سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ کئے جاتے ہیں حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ الحمد وسلہ مجھے ڈراہی دیا لیکن اگر مجھ سے سوال ہوا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے مسلمانوں پر انمیں سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی رفیدا برپریس لاہور ص۴۲ سطر ۲۰) الفاروق شبلی نعمانی ص۴۹ حصہ اول ازالتہ الخفا مقصد اول ص۱۳۱ صواعق محرقہ جاری ۱۲

(۲) تاریخ کامل اور طبری میں ہے کہ جب یہ عہد لکھا جا چکا تو حضرت ابو بکر نے حکم دیا کہ اسے پڑھ کر لوگوں کو سناؤ پس لوگونکو جمع کیا اور حضرت ابو بکر نے اپنے غلام شدید کے ہاتھ وہ عہد بھیجا اور حضرت عمر اسکے ساتھ تھے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے لوگوں سے کہتے تھے کہ چپ رہو اور سنو خلیفہ رسولؐ نے کیا فرمایا ہے اور اس حکم کی تعلیم کرو۔ اور ابن قتیبہ نے کتاب الامامت ص۳۳ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر یہ خلافت نامہ لیکر چلے تو رستہ میں کسی نے پوچھا اسمیں کیا ہے تو حضرت عمر نے جواب دیا کہ ہمکو نہیں معلوم لیکن جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکے سب سے زیادہ مطیع ہم ہیں اس سائل نے کہا کہ اگر تم نہیں جانتے تو ہم جانتے ہیں پار سال تم نے انکو خلیفہ بنایا تھا اور اس سال انہوں نے تمکو خلیفہ بنایا۔ پھر ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ جب اہل شام کو مرض ابو بکر کا

حال معلوم ہوا اور پھر کچھ عرصہ تک خبر نہ ہوئی تو کہنے لگیں خوب ہے کہ خلیفہ رسول صلعم نے انتقال کیا ہو اور انکی جگہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے ہوں اگر ایسا ہی تو نہ وہ ہمارے خلیفہ ہیں نہ ہم انکو خلیفہ جانتے ہیں بلکہ ہم خلع کرتے ہیں۔

طبری میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے پاخانہ سے سر نکال کر لوگوں سے کہا جس حال میں کہ بی بی اسماء بنت عمیس انکو پکڑے ہوئی تھیں کہ آیا تم اسپر راضی ہو جاؤ گے جسے میں تم پر خلیفہ بنا دوں کیونکہ قسم بخدا میں نے سوچنے میں کسر نہیں رکھی ہے اور کسی قرابتدار کو خلیفہ نہیں کیا ہے بہ تحقیق میں نے عمر کو خلیفہ بنایا ہے پس اسکی سننا اور اسکا حکم ماننا لوگوں نے کہا ہمیں بسر و چشم منظور ہے (دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم مقبول پریس دہلی ص ۵۴/۵۵ فٹ نوٹ) تاریخ طبری جلد ۴ ص ۵۱ کتاب الامامۃ و السیاسۃ ابن قتیبہ ص ۳۳۔۴۴

(۳) عن ابی خالد عن قیس قال رایت عمر و بیدہ عسیب نخل وھو یجلس الناس ویقول اسمعوا القول خلیفۃ رسول اللہ فجاء مولی لابی بکر یقال لہ شدید بصحیفۃ فقراھا علی الناس فقال یقول ابوبکر اسمعوا واطیعوا لمن فی ھذہ الصحیفۃ فواللہ ما الوکم قال قیس فرایت بعد ذلک علی المنبر (مسند امام احمد حنبل جلد اول مطبوعہ مصر ص ۵۹ و تاریخ اسلام جلد دوم ص ۵۵) ترجمہ قیس کہتا ہے کہ میں نے حضرت عمر کو کھجور کا ایک ڈنڈا لئے دیکھا کہ لوگوں کو بٹھلا رہے ہیں اور کہتے ہیں خلیفہ رسول اللہ جو کہتے ہیں اسے کان لگا کر سنو۔ اتنے میں شدید ابوبکر کا غلام ان کا فرمان لیکر پہنچا اور لوگوں کو سامنے پڑھکر کہا ابوبکر کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جس شخص کا نام لکھا ہے اس کی بات سنو اور اطاعت کرو واللہ میں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ قیس نے کہا اسکے بعد فوراً میں نے حضرت عمر کو منبر پر پایا۔

(۴) عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر ابابکر الوفاۃ استخلف عمر فدخل علیؑ وطلحۃ فقالا من استخلفت قال عمر قالا فماذا انت قائل لربک الخ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جسوقت حضرت ابوبکر کی وفات نزدیک ہوئی حضرت عمر کو ولیعہد و جانشین کیا پس حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت طلحہ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ نے کسکو خلیفہ بنایا ہے حضرت ابوبکر نے جواب دیا عمر کو۔ جناب امیر علیہ السلام اور حضرت طلحہ نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کو کیا جواب دینگے کہ ایسے سخت تند خو کو خلیفہ بنایا ہے الخ (دیکھو منتخب کنز العمال جلد دوم ص ۱۶۱ بروایت ابن سعد ص ۱۴۲

جلد چہارم بروائیت ابن سعد و بیہقی)۔

(۵) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی مقصد اول ص ۳۱۴-۵۸ مطبوعہ دہلی میں ہے ان ابابکر حین حضرۃ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ فما تقول لربک اذ لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر

(۶) فقال علیؓ بالغیا ممن فیہا وان کان عمر (شرح العقائد نسفی محشی مطبوعہ یوسفی لکھنو ص ۱۰۹ سطر اول تقطیع کلاں) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے وصیت نامہ حضرت ابوبکر کو دیکھکر فرمایا ہم نے جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکی بیعت کی اگرچہ عمر ہی خلیفہ کیوں نہ ہوں جناب وصیت ما آپ کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ خلافت تو حضرت عمر کو مل چکی ہے اب اختلاف و جھگڑا سے کیا فائدہ اسلئے یہ مجبوری و کراہتًا فرمایا چنانچہ شرح میں ملا عصام فرماتے ہیں۔ و وجہ قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالغیا لمن فیہا وان کان عمر انہ ارادوان کان البعیتہ اصعبتہ لکمال صلابتہ فی الدین وعدم مسامحتہ فی امر (حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۰۹ مطبع یوسفی لکھنو (کذا لبعینہ فی تاریخ الخمیس جلد دوم ص ۱۴۱ مطبوعہ مصر) ترجمہ:۔ اور قول جناب علی المرتضیٰؑ کی کیا وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو کچھ اس وصیت میں ہے ہم نے اسکی بیعت کی اور اگرچہ عمر کا نام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کا ارادہ تھا اور اگرچہ انکے واسطے سخت تھی دین میں سخت ہونے اور حکم میں نرمی نہ برتنے سے۔ یعنی حضرت عمر کی سختی اور تندخومی کو جان کر بھی مجبورًا فرمایا اور اپنی حق تلفیوں پر صبر کیا کیونکہ حضور رسولامرتضیٰ علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ حضرت عمر کو خلافت ملتی ہے تو اب انکار و تکرار سے کیا فائدہ مگر ناپسند اور نامنظور تا ہونا خلافت عمر کا اس سے ظاہر ہے۔

(۷) فسمع بعض اصحاب النبی صلعم بدخول عبدالرحمن وعثمان علی ابوبکر دخلوھما بہ۔ فدخلوا علی ابوبکر فقال لہ قائل منھم ما انت قائل لربک اذ اسالک عن استخلافک عمر علینا وقد تری غلظتہ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ثانی ص ۱۸۰ سطر ۲ مطبوعہ مصر) بعض اصحاب النبی صلعم نے حضرت عبدالرحمن و حضرت عثمان و حضرت ابوبکر کی خلوت کو سنا اور حضرت ابوبکر کے پاس آئے انمیں سے ایک نے کہا آپ اپنے ربکو کیا جواب دیں گے جب وہ حضرت عمر کی ولیعہدی کی بابت پوچھیگا جسکو ہم پر خلیفہ بنا چلے

حالانکہ اسکی تند خوی و درشتی کو جانتے ہو۔

(۸) کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ پر ہے عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ جب ابو بکر کی موت قریب ہوئی تو انہوں نے حضرت عثمان بن عفان کو بلایا اور اپنا عہد لکھنا شروع کیا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر پر غشی طاری ہو گئی کہ کسی کا نام نہ لکھوا سکے حضرت عثمان نے حضرت عمر ابن الخطاب کا نام لکھ دیا جب حضرت ابو بکر کو ہوش آیا تو عثمان کو کہا کہ کس کا نام لکھا ہے تو عثمان نے کہا کہ میں نے تمہاری حالت دیکھکر اور تفرقہ سے ڈر کر عمر ابن خطاب کا نام لکھ دیا ہے حضرت ابو بکر نے کہا کہ اللہ تجھپر رحمت کرے اگر تو اپنا نام خلافت کیواسطے لکھ دیتا تو بھی تو اسکے لائق تھا۔

(۹) دیکھو روضتہ الاحباب جلد دوم صفحہ ۴۳ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ خلافت منصوص من اللہ نہیں بلکہ ایک خفیہ سازش اور ایک دوسرے کیساتھ احسان کا نتیجہ ہے اور اہل بیت رسالت صلعم سے صاف بغاوت ہے۔ حضرت ابو بکر کو حضرت عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ بنایا تھا مرتے وقت وصایاے نبوی کو چھوڑ کر بیعت خم غدیر کو توڑ کر حضرت ابو بکر اپنے بعد حضرت عمر کو خلیفہ بنا گئے اسوقت نہ حسبنا کتاب اللہ کہا گیا نہ ہذیان ویہجو اس کے کلمات جاری ہوئے اور نہ ہی غشی وبیہوشی کو دیکھا گیا حضرت عمر خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو خاندان نبوت سے دوسری دفعہ بھی نکال ڈالا اہل سنت کے عقل پر حیرانی ہے کہ ایسی خفیہ سازش پارٹی فیلنگ سراسر بغاوت سراسر انحراف فرمان نبوت کا نام خلافت راشدہ رکھا ہے۔

(۱۰) حضرت ابو بکر نے بطور وصیت نامہ حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اسلئے وہ خلیفہ رسول مقبول ہرگز نہیں بلکہ نائب ابو بکر ہیں۔

(الف) دیکھو شرح العقائد صفحہ ۱۰۸ / ۹۴ عربی۔ تاریخ خمیس صفحہ ۲۴۱۔

(ب) الامامتہ والسیاستہ جلد اول صفحہ ۲۰۔ صفحہ ۱۱ صفحہ ۱۹ و شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۰۔

(ج) ازالتہ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول صفحہ ۳۱۴ و غزالی جلد ۴ صفحہ ۹۸۔

(د) کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ وملل ونحل شہرستانی صفحہ ۷ جلد اول۔

(ہ) منہاج السنتہ جلد اول صفحہ ۱۴۲۔

(و) شرح مواقف صفحہ ۷۴۰۔

میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد اول ص۲۳ پر ہے۔ عن سلیمان بن ابی العوجاء قال قال عمر ابن الخطاب واللہ ما ادری الخلیفۃ انا ام ملک قال قائل یا امیر المومنین ان بینہما فرقاً قال ما ھو قال الخلیفۃ لا یاخذ الا حق و لا یضعہ الا فی حق و انت بحمد اللہ کذالک و الملک لعیف الناس فیاخذ من ھذا و یعطی ھذا فسکت عمر انتھی

ترجمہ:۔ سلیمان بن ابی العوجاء سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ (ایک خوشامدی شخص) نے کہا اے امیر المومنین ان دونوں میں فرق ہے حضرت عمر نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا کہ خلیفہ وہ ہے جو لوگوں سے مال سوائے حق نہیں لیتا اور نہ ہی اسکو سوائے حق کے خرچ کرتا ہے اور تو شکر خدا ایسا ہی ہے مگر بادشاہ لوگوں سے ظلم سے مال لیتا ہے اس سے خود بھی لیتا ہے اور لوگوں کو بھی دیتا ہے۔ اسپر حضرت عمر خاموش ہوگئے۔

(نوٹ) حضرت عمر کو اپنی پوزیشن معلوم نہ تھی کہ وہ کیا ہے۔

خطاب امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب نے پروانۂ خلافت حضرت ابوبکر سے حاصل کر کے پہلا کلام منبر نبوی صلعم پر یہ کیا۔ اللھم انی شدید فلینی و انی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی۔ بارخدایا میں تندمزاج اور غلیظ ہوں مجھکو نرم کر میں کمزور ہوں مجھے قوی کر اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔ (براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۱۲۲ سطر ۸۔ اور منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ثانی ص۱۸۲ سطر ۲)

(ب) حضرت ابوبکر اپنے ناموں (خطوط) میں از خلیفہ رسول اللہ صلعم لکھا کرتے تھے آپ کے بعد حضرت عمر نے از خلیفۂ خلیفہ رسول اللہ صلعم لکھنا شروع کیا لیکن ایک مرتبہ آپ نے عامل عراق کو لکھا کہ دو لائق وہشیار آدمیونکو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم اُسے عراق کے کچھ حالات دریافت کریں۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں لبید بن ربیع اور عدی بن حاتم کو بھیجدیا جب وہ مسجد مدینہ میں آئے تو عمرو بن العاص وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ ہمکو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب کرا دیجئے عمرو ابن العاص نے کہا کہ واللہ تم نے انکا بہت ہی خوب لقب رکھا یہ کہکر حضرت عمر کے پاس لائے گئے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ لقب تمکو کیسے معلوم ہوا جس کی زبان سے سب سے

پہلے نکلا تھا اسکو میرے پاس لاؤ۔ الخ (تاریخ الخلفا علامہ سیوطی مترجم نرسنگھ پریس لاہور ص۱۲۳ سطر۱۰) صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۱۲۳ سطر اول روضۃ الاحباب جلد دوم ص۱۴۶ انوار محمدی پریس۔

(نوٹ) جس طرح خلافت حضرت عمر کو حضرت ابوبکر سے ملی اسیطرح انکو لقب امیر المومنین بھی عام مسلمانوں سے ملا اور جب حضرت عمر کی وفات ہوئی انکا لقب بھی انکے ساتھ دفن ہوا چونکہ جناب امیر المومنین امام المتقین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلافت من جانب اللہ و رسول عطا ہوئی تھی اسیطرح لقب بھی انکو من جانب اللہ و رسول عطا ہوا کہ قیامت تک جناب امیر علیہ السلام کا لقب آپکے ساتھ رہیگا۔ اور اس لقب سے جناب شیر خدا مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی ملقب ہوئے۔

اول حدیث خطاب امیر المومنینؑ } عن بریدۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی علیؑ بیا امیر المومنین (اخرجہ ابن مردویہ۔ بحوالہ ارجح المطالب ص۱۶ باب اول) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے ہمکو حکم دیا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا کریں۔

دوم } عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وادم بین الروح والجسد فقال اللہ تبارک و تعالیٰ انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیرکم (اخرجہ الدیلمی فردوس الاخبار۔ بحوالہ ارجح المطالب باب ص۱۶) حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے۔ کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علیؑ کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اسکے فضائل سے انکار نہ کرتے جناب علیؑ کا نام اسوقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدمؑ روح اور جسد کے درمیان تھے اسوقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمہارا اللہ ہوں اور محمد صلعم تمہارا نبیؐ اور علیؑ تمہارا امیر ہے (زیادہ دیکھو باب انوار امامت خلافت ائمہ اثنا عشر)

لقب فاروق و فاروق اعظم } یہ لقب بھی حضرت عمر کو اللہ اور اسکے رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ملا۔ بلکہ اہل کتاب یہود نے عطا کیا ہے جمہور اہل سنت نے اجماع کیا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب میں جناب شیخ جمال الدین محدث تحریر فرماتے ہیں محمد بن سعد کا تب

واقدی از زہری روائت کردہ کہ گفت بمارسیدہ کہ اہل کتاب اول ویرا فاروق خواندند سلمان متابعت ایشاں کردند واز پیغمبرؐ دریں باب چیزے نرسیدہ۔ (روضۃ الاحباب جلد دوم ص۴۷ سطر اخیر مطبع انوار محمدی

غصب فاروق اعظم اجماع امت نے خلافت کیطرح لقب فاروق اعظم جو جناب شیر خدا مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اللہ کے پیارے نبی مکرم سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا کیا تھا غصب کر لیا۔ سنو!

حدیث شریف عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری بحوالہ ارجح المطالب باب اول ص۲۴ طبع بار دوم) اخرجہ الدیلمی والطبرانی عن سلطان الفارسی ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ سے روائیت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ جناب میرؑ سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

علم و فقہ حضرت عمرؓ (الف) حضرت عابس بن ربیعہ سے روائیت ہے کہ حضرت عمر حجر اسود کے پاس آئے اسکو چوما پھر کہنے لگے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ کر سکتا ہے نہ فائدہ اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تجھ کو چومتے ہوئے تو میں کبھی تجھکو نہ چومتا۔ (صحیح بخاری مترجم کتاب المناسک۔ باب ماذکر فی الحجر الاسود۔ پارہ چھٹا ص۸۰ مطبع احمدی لاہور) حاکم کی روائت میں اتنا زیادہ ہے حضرت علیؑ نے کہا اے امیر المومنین یہ بگاڑ اور فائدہ کر سکتا ہے قیامت کے دن اسکی آنکھیں ہونگی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دیگا حضرت عمر نے یہ سنکر کہا جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھکو نہ رکھے (حاشیہ بخاری ایضاً روضۃ الاحباب جلد دوم ص۵۸ مطبع انوار محمدی لکھنو۔

(ب) بے ادبانہ و گستاخانہ گفتگو صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر نے رموز صلح سے ناواقف ہو کر یہ گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں یہ حال دیکھکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے کہا کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا بیشک میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کریگا میں نے کہا آپؐ فرماتے تھے کہ ہم کعبے پاس

تر پہنچینگے اور طواف کریں گے آپنے فرمایا بیشک مگر میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال یہ ہوگا میں نے کہا حقیقت میں آپنے یہ تو نہیں فرمایا تھا آپ نے فرمایا
تو تم کعبہ کے پاس ایکدن ضرور پہنچو گے اور اسکا طواف کرو گے حضرت عمر نے کہا پھر میں ابوبکر کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا یہ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں انہوں نے کہا بیشک
ہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں انہوں نے کہا کیوں نہیں الیٰ آخرہ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الشروط مع الناس ص۱۱۰ مطبع
احمدی اللہ ہو (ب) ایک رات حضرت عمر بطور کوتوال کے مدینہ منورہ میں پھر رہے تھے ناگاہ ایک مکان پر گذر ہوا تو
کچھ آواز سنی جس سے شک پیدا ہوا اور دیوار کود کر اندر پہنچے ایک مرد کو پایا جسکے پاس ایک عورت اور شراب کی
مشک تھی فرمانے لگے اے دشمن خدا کیا تو نے گمان کیا تھا کہ خدا تیری پردہ پوشی کریگا حالانکہ تو گناہ کر رہا
ہے اُس نے کہا کہ آپ جلدی نہ کریں اگر میں نے ایک خطا کی ہے تو آپ نے تین خطائیں کی ہیں خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی جستجو نہ کرو اور آپنے بے شبہ جستجو کی اور فرمایا وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا یعنی
گھروں میں انکے دروازوں کی راہ آؤ اور آپ دیوار پھاند کر آگئے اور فرمایا اِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى
اَهْلِهَا جب تم گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور آپ نے سلام نہ کیا یہ سنکر فرمانے لگے کہ اگر
میں تجھ سے درگذر کروں تو آیا تیرے پاس کچھ بھلائی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں پھر ایسا کام نہ کرونگا پھر
فرمایا جا تجھے میں نے معاف کیا (شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید۔ تاریخ اسلام جلد سوم باب ۳ ص۱۰۴)

(ج) ایکدن منبر پر حضرت عمر نے فرمایا کہ عورتوں کا حق مہر چالیس اوقیا سے زیادہ نہ ہو جو شخص اس سے
زیادہ حق مہر باندھیگا وہ بیت المال میں داخل کیا جائے گا ایک بڑھیا عورتوں کی صف سے اٹھ کھڑی ہوئی
اور عرض کیا اے امیر المومنین یہ آپ کے لائق نہ تھا کہ اپنے حکم سے یہ فتویٰ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا حضرت عمر ہوشیار ہوئے فوراً فرمایا کہ
عورت نے ٹھیک کہا اور مرد نے خطا کی ایک روائت میں ہے کہ ایک قریشیہ عورت آپکو استغاثہ عمر ابن خطاب
عرض کیا کہ آپکا منع کرنا مخالف نص قرآن شریف ہے آیت مذکور کو پڑھا حضرت عمر نے فرمایا کلکم ... عمر سے
کل انسان افقہ من عمر۔ خدایا بخش ہر ایک انسان عمر سے زیادہ فقیہ ہے (دیکھو اس کی علو وعلو ...
ص۵ مطبع انوار محمدی پریس لاہور۔

توریت کا ایک نسخہ

عن جابر ان عمر بن الخطاب ... وآلہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ ... هذہ نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقراء ...

ابوبکر ثکلتک الثواکل ماتری مابوجہ رسول اللہ صلعم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ
فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام
دینا و بہ محمدؐ نبیا فقال رسول اللہ والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم
موسیٰ قد اتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل (مشکوۃ شریف باب الاعتصام
بالکتاب) حضرت عمر ایک نسخہ توریت کا لیکر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم یہ توریت کا نسخہ ہے پس آپ خاموش
رہے اور حضرت عمر نے اسکو پڑھنا شروع کردیا اور چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر بولے کاش
تیری ماں تجھپر رونیکو بیٹھے حضرت عمر نے چہرہ رسول مقبول صلعم کیطرف دیکھکر کہا کہ میں اللہ اور اسکے رسولؐ
کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں خدا اور اسلام اور نبی محمد صلعم سے راضی ہوا جناب رسول خدا صلعم
نے فرمایا قسم بخدا اگر موسیٰؑ ہوتے تو تم اسکی اطاعت کرتے اور تم مجھے چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتے ولو کان
موسیٰ حیا و ادرک نبوتی لا تبعنی اور اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو
وہ میری تابعداری کرتے رواہ الدارمی (باب الاعتصام بالکتاب مشکوۃ مترجم جلد اول ۴۲ سطر ۹ مطبع
احمدی لاہور دیکھو۔)

معاویہ بن سفیان کا امیر شام ہونا و خفیہ عہدنامہ

حضرت ابوبکر کے بیعت لینے کے بعد ابوسفیان نے جناب امیر
المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اکسایا کہ بنی ہاشم کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر کی بیعت ہوگئی اگر چاہو تو
میں مدینہ منورہ کو گھوڑوں اور فوج پیادہ سے بھردوں اور آپ کی بیعت ہوجائے جناب امیر علیہ السلام نے
آنکھیں ہو گئیں اے ابوسفیان تو ہمیشہ ایام جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتا رہا اور اب بھی چاہتا ہے کہ فتنہ اسلام
(حاشیہ بخاری ایضاً) جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان ارادہ مخالفت رکھتا ہے تو انہوں نے
(ب) بے ادبانہ کر حکومت کا مژدہ سنایا اس پر ابوسفیان انکا تابعدار و طرفدار بن گیا۔ اردو ضمیمہ الاحیا ۶
گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں یہ حالی [illegible] ری۔ استیعاب۔ شرح نہج البلاغت۔ تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۴ سطر ۵) نہیں
اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں آپ نے شام کی حکومت معاویہ بن سفیان کے حوالہ کردی جو وہ مرتے دم تک امیر شام
نہیں ہیں آپ نے فرمایا بیشک میں [illegible] اذری کی تاریخ سے ایک خفیہ عہدنامہ لکھا ہے جو حضرت عمر اور معاویہ کے
کا رسولؐ ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا در عبداللہ بن عمر نے شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے بعد یزید

بن معاویہ ملعون کو لکھا تھا اور یزید پلید نے یہ خفیہ عہد نامہ اسکے ملاحظہ کیواسطے روانہ کیا تھا کہ سب کچھ
تمہارے والد حضرت عمر کی کارروائی ہے۔ سنو! فبعث الی عبد الله بن عمر ما کتبه ابوه الی
معوية هذا عهد من عمر ابن الخطاب الی معوية بن ابی سفيان اعلم ان محمد
قد جاء بالافك والسحر ومعنا من اللات والعزى وحول وجوهنا الى الكعبة
التی ابو هم ان قبلة الاسلامية فكان هذا من غايته غلوه ومهارته فی السحر
فهرانه على موسى وعيسى وكافة بنى اسرائيل ونحن على الدين كنا قبل ذلك وما
تركنا اللات والجبل ولما توفى محمد تواطينا مع اربعين من اهل نحلتنا وشهدنا
انه قال الائمة من قريش وعزلنا عليا من خلافة النبى خوضها اليه وجعلها مختص
ثم كفضنا واخرجنا به الى ابى بكر وامرنا الناس به بيعته وكنا نظاهر بسنته محمد
لئلا يجرب الناس عنا ولكنا فى باطن الامر على الدين كنا قبل ذلك ثم بعد ذلك
انتقمنا من اولاده وذريته على حسب طاقتنا وقدرتنا واما انت يا معاوية
فاوصيك ان لا تسخ فيها واقتل من اولاده واحفاده ما اتصل اليه يدك وقدرتك
ولم تقدر على استيصال خالفته خوفا من تنفر الناس وتباعدهم منك وخروجهم
عليك لكن فى باطن الامر على دفعهم وازالتهم عن مقامهم والحط طرائقهم
ولا تذهب محبة اللات والعزى عن قلبك فانها طريقنا وطريق اباءنا وانا
على اثارهم مقتدون (نور رتن - بادم اصلاح خادم ط ۸۲ و تنزیہ الانساب حصہ ثانیہ ص ۲۲)

ترجمہ یزید پلید نے عبد اللہ بن عمر کی طرف وہ خط روانہ کیا جو اسکے باپ نے معاویہ کی طرف روانہ کیا تھا یہ عمر بن خطاب
کا معاویہ کے ساتھ عہد نامہ ہے۔ جان تو لے معاویہ یقیناً حضرت محمد صلعم بہتان اور جادو لایا ہم کو لات و عزیٰ
بتوں سے منع کیا اور ہمارا منہ کعبہ کیطرف اس وہم سے پھیر کر یہ اسلام کا قبلہ ہے پس یہ نہایت اس کی غلو و علو تھی اور
اسکو جادو میں بہت مہارت تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ اور تمام بنی اسرائیل کو مات کرتی تھی اور ہم ویسے ہی
رہے جیسا کہ پہلے تھے اور ہم نے لات اور ہبل کو نہیں چھوڑا جب محمد (صلعم) نے وفات پائی تو ہم نے اپنی چالیس
پارٹی والوں سے اسکو روند ڈالا اور گواہی دی کہ امام قریش سے ہونگے اور ہم نے علی (علیہ السلام) کو خلافت سے
معزول کیا جو اسکو پیغمبر نے سونپ دی تھی اور اس کے لئے مخصوص کر دی تھی پھر ہم نے اس کی تسکین کس لیں اور

اسکو گھر سے نکال کر ابوبکر کیطرف لائے کہ بیعت کرو ظاہرا ہم سنت محمد صلعم کو پکڑے تھے تاکہ لوگ ہم سے بھاگ نہ جائیں مگر باطن میں ہمارا امر ویسا ہی تھا جس پر ہم پہلے تھے اسکے بعد ہم نے اسکی آل و اولاد سے بدلا لیا اپنی طاقت کے موافق خبردار ہو اے معاویہ میں وصیت کرتا ہوں تو اس کام میں سستی نہ کر اور اسکی اولاد کو قتل کر جو تیرے ہاتھ لگ جائیں اور تیری بیعت نہ کریں اور اگر تو طاقت نہ رکھے کہ انکو ملیا میٹ کر سکے اس خوف سے کہ لوگ تم سے متنفر ہو جائیں یا تجھپر خروج کریں تو اندرونی طور پر انکا دفعیہ کر اور انکی بیعزتی کر اور انکے مرتبہ میں کمی کر اور محبت لات و عزٰے بتوں کی دل سے مت نکال بیشک وہی ہمارے اور تمہارے آباو اجداد کے طریق کے لئے ہیں اور انکی نشانیوں کے پرستار و مقلد ہیں۔ انتہی۔

یادگار خلافت اولیات حضرت عمر

(۱) حضرت عمر نے مرض النبی صلعم میں اسلام میں پہلا اختلاف ڈالا اور فرمان نبوتؐ سے صحابہ کو حکم عدولی کرائی کہ وصیت رسول مقبول صلعم نہ لکھنے دی (بخاری حدیث قرطاس)

(۲) حضرت عمر نے دوسرا حکم رسول مقبول صلعم میں اختلاف ڈالا اور فرمان نبویؐ کی صریح مخالفت کی کہ لشکر اسامہ کے ساتھ جنگ کو نہ گئے (ملل و نحل شہرستانی و تاریخ اسلام)

(۳) حضرت عمر نے جنازہ و دفن کفن رسول مقبول صلعم کو چھوڑ دیا اور سقیفہ بنی ساعدہ خلافت کمیٹی میں جاکر اجماعی خلافت قائم کی اور حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا (بخاری پ ۱۴ صفحہ ۸۶)

(۴) حضرت عمر نے زمانہ نبوتؐ میں مقام خم غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو جو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا اور تمام مومنین و مومنات کا سردار اور مولا تسلیم کیا تھا اسکو بلد بھولکر خلافت کمیٹی میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔

(۵) جنگ بدر میں حضرت عمر نے کوئی بہادری نہ دکھائی نہ کسی پر تلوار اٹھائی (تاریخ اسلام جلد ۲)

(۶) جنگ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر حضرت عمر بھاگ گئے اور پہاڑ پر چڑھکر پہاڑی بکری کیطرح چھلانگیں مارتے جاتے تھے۔ ساد روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی و تفسیر نیشاپوری جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد اول صفحہ ۳۴۹ سطر ۱۳ نہایہ ابن اثیر جذری باب الواو مع القاف صفحہ ۳۴ سطر ۱۷، الجزو الرابع۔ لفظ وقل دیکھو۔

(۷) جنگ حنین و جنگ خیبر سے حضرت عمر بھاگ نکلے اور جنگ خندق میں عمر بن عبدود کے مقابلہ کو نہ آئے اور جنگ خندق میں فرمان رسول اللہ صلعم سے انکار کر دیا۔ (ثبوت خلافت حصہ اول)

(۸) صلح حدیبیہ میں نبوت و رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شک کیا اور حضور انور صلعم سے گستاخانہ کلام کی (تاریخ خمیس جلد دوم ص۱۹ زاد المعاد ابن قیم جلد اول ص۳۷۶ سطر اول صحیح مسلم مترجم کتاب الجہاد و السیر معالم التنزیل ص۸۷ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام حنبل جلد سوم ص۱۴۳۔ بخاری پ۱۱ ص۱۱۷ کتاب المغازی بخاری پ۱۱ ص۱۰ کتاب الشروط مع الناس۔

(۹) حضرت عمر نے بحکم حضرت ابوبکر مکان جنت نشان سیدہ معصومہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو آگ لگانیکی دھمکی دی اور سلح بدو عرب سے مکان کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ تم باہر نکلو اور ابوبکر کی بیعت کرو۔ (ابو الفدا طبری۔ کتاب الامامت و السیاست جلد اول ص۲

(۱۰) حضرت عمر نے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کو زیادہ کیا۔ (مترجم موطا امام مالک ص۴۷

(۱۱) حضرت عمر نے خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعۃ النساء کو بند کیا جو زمانہ نبوت وخلافت اول میں جاری رہا۔ منتخب کنز العمال جزو سادس مسند امام احمد حنبل ص۴۰۴ المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص۱۴۲۵ باب نکاح متعہ ابوداود مترجم ص۴۸۵ (تاریخ الخلفا سیوطی ص۷۳۔

(۱۲) حضرت عمر نے خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعۃ الحج کو اپنی رائے سے منسوخ کیا۔ بخاری مترجم پارہ چھٹا کتاب المناسک باب التمتع علی عہد النبی ص۴۷ مطبع احمدی جامع ترمذی مترجم نولکشور کتاب الحج جلد اول ص۲۵۷

(۱۳) حضرت عمر نے خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی اور جناب رسول اللہ صلعم نے صرف تین رات نماز پڑھی مگر خلافتمآب نے تیس روز تمام ماہ رمضان میں ڈنڈا ڈال دیا۔ اور خود ہی نعم البدعۃ فرمایا۔ مترجم بخاری کتاب الصوم۔ باب فضل من قام رمضان آٹھواں پارہ ص۱۹۶ اسطر ۱۵ خود تراویح نہ پڑھی۔

(۱۴) حضرت عمر نے طلاق ثلاثہ کا رواج خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ خلافت میں جاری کیا۔ حالانکہ زمانہ نبوت میں طلاق ثلاثہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی اور عورتوں کو ہر ایک طہر میں طلاق ملتی رہی اور یہی حال حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بھی رہا مگر خلافتمآب نے اپنی سیاست جمانیکے واسطے ایک وقتی طلاق ثلاثہ

کو جائز کیا اور یہ بدعت اسلام میں جاری ہو گئی اور مسلمان تباہ و خوار ہو گئے۔ (دیکھو حکم طلاق۔ باب الطلاق۔ صحیح مسلم مترجم مطبع صدیقی لاہور)

(۱۵) حضرت عمر نے وقت قتل شراب نبیذ پی لی۔ (بخاری مترجم کتاب المناقب پ۱۴ ص۹۶)

(۱۶) حضرت عمر نے وقت قتل بیصبری اور جزع و فزع کی (بخاری کتاب المناقب پ۱۴ ص۹۵)۔

(ب) جب بی بی حفصہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی تو حضرت عمر نے فریاد کی اور سر پر خاک ڈالی (معارج النبوۃ ص۸۶۔ روضۃ الاحباب جلد اول ص۴۱۲ مطبع انوار محمدی لکھنو۔

(۱۷) حضرت عمر غسل جنابت سے بالکل ناواقف تھے آپ کا فتویٰ تھا کہ جب پانی نہ ملے تو نماز مت پڑھو حضرت عمار بن یاسر نے آپکو تیمم کی حدیث یاد دلائی (المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص۵۲۰ باب التیمم بخاری کتاب التیمم پارہ دوسرا باب تیمم للوجہ تیفضل الباری ص۱۱۵

۱۸۔ وطی فی الدبر:۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم میں ہلاک ہو گیا ہوں آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے ہلاک کیا ہے حضرت عمر نے کہا حولت رحلی اللیلۃ آج رات میں نے اپنی سواری کو الٹا کیا یعنی دبر کی جانب سے اپنی عورت سے جماع کیا جناب رسول اللہ صلعم نے کچھ جواب دیا پھر یہ آیت اتری نساء کم حرث لکم جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا عورت کی دبر اور حیض سے بچو۔ (جامع ترمذی مترجم نولکشور جلد دوم کتاب التفسیر ص۳۳۲

(ب) جناب خلافتمآب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ وطی فی الدبر کے ہمیشہ قائل رہے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پ۱۸ ص۶۷ کتاب التفسیر سورہ البقر نسارکم حرث لکم)

۱۹۔ ڈھیلا سے استنجا بدعت عمر:۔ پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے البتہ حضرت عمر کا ایک اثر ہے۔ انہوں نے پیشاب کے بعد اپنے ذکر کو دیوار پر رگڑا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نکالا (حاشیہ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ اول ص۶۷ مطبع احمدی لاہور۔

۲۰۔ غسل جنابت سے ناواقفی:۔ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا تھا حضرت عمار بن یاسر علیہ السلام نے کہا تم کو اے امیر المومنین یاد نہیں کہ جب میں اور تم ایک لشکر کی ٹکڑی میں تھے پھر ہمکو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا تم نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا تجھ کو کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر انکو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوں پر حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر لے عمار حضرت عمر نے کہا اگر تم کہو تو میں یہ حدیث بیان بھی نہ کروں گا (فضل الباری ترجمہ بخاری پارہ دوسرا صفحہ ۱۱۵ کتاب التیمم - باب تیمم الوجہ -

(ب) المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور جلد اول باب التیمم صفحہ ۵۲

۲۱۔ طلب اذن سے ناواقفی عمرؓ:- عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ نے عمر فاروق سے اندر آنیکی اجازت مانگی، سو شاید ابو موسیٰ نے انکو مشغول پایا تو ابو موسیٰ پلٹے تو عمر فاروق نے کہا کہ کیا میں نے ابو موسیٰ کی آواز نہیں سُنی اسکو اجازت دو سو ابو موسیٰ انکیواسطے بلائے گئے سو عمر فاروق نے کہا کہ تجھکو اس فعل کے کرنے پر کیا چیز باعث ہوئی ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم اسکے ساتھ حکم کئے جاتے تھے عمر فاروق نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لا یا میں تجھکو تکلیف دونگا سو ابو موسیٰ انصاریوں کی ایک مجلس کیطرف چلے یعنی اُن سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ یہ گواہی تو ہم سب سے چھوٹا بھی دیگا ابو سعید خدری کھڑے ہوئے سو انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم اسکے ساتھ حکم کئے جاتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا۔ مجھ سے یہ حکم آنحضرت صلعم کا پوشیدہ رہا کیونکہ مجھکو بازار کی خرید و فروخت نے مشغول رکھا (کتاب بفیض الباری شرح بخاری پارہ تیسواں باب الحجۃ علی من قال ان احکام النبی کانت ظاہرۃ صفحہ ۲۷ محمدی پریس لاہور۔

۲۲۔ حیثیت حضرت عمرؓ:- ازالۃ الخفا از شاہ ولی اللہ فارسی مقصد دوم صفحہ ۱۸۳ سطر ۲ پر ہے کہ عمرو بن العاص صحابی اور وزیر اعظم معاویہ بن ابو سفیان بعدہ حاکم و والئے مصر نے کہا اللہ تعالیٰ اسدن پر لعنت کرے جبدن مجھے عمر ابن خطاب کا محکوم ہونا پڑے خدا کی قسم میں نے خود عمر اور اسکے باپ خطاب کو دیکھا ہے کہ ان دونوں باپ بیٹے کے اوپر ایک قطران (ٹاٹ) کی چادر ہوتی تھی جو ان دونوں کو صرف گھٹنوں تک ڈھانکتی تھی اور دونوں کے سر پر لکڑیاں کا گٹھا دھرا رہتا حالانکہ میرا باپ عاص بن وائل قیمتی لباس پہنا کرتا تھا الآخر

۲۳۔ توسل اہلبیت رسالت صلعم:- باوجودیکہ حضرت عمر خلیفہ دوم اجماعی تھے اور حضرات اہل سنت کے نزدیک بڑے جلیل القدر ملہم اور محدث تھے مگر آپ کی اجابت دعا کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی مشکل پڑتی تو اہل بیت رسالتمآب کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے۔ تاریخ دمشق میں ہے کہ ۱۸ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا لوگوں نے بارش کیواسطے دعا مانگی مگر بارش نہ ہوئی حضرت عمر نے کہا کل میں ایسے بزرگ کو دعا استسقاء کیواسطے لاؤں گا کہ جس کے توسل سے اللہ تعالیٰ باران رحمت برسائے گا جب صبح کا وقت ہوا

توحضرت عمر حضرت عباسؓ کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ ہمارے ساتھ چلکر آپ نماز استسقاء ادا کیجئے حضرت عباسؓ عم بزرگوار جناب سیدنا احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جایئے اور کسی شخص کو بنی ہاشم کے بلانیکے واسطے روانہ کیا اور فرمایا کہ غسل کر کے صاف وپاک کپڑے پہن کر آیئے اور خود معطر ہو کر باہر تشریف لا یے اس حال میں کہ جناب علی المرتضی علیہ السلام آگے تھے اور حسنینؑ الشریفین دائیں بائیں اور باقی بنی ہاشم پیچھا و حضرت عمر کو فرمایا کہ باقی لوگوں کو ہمارے ساتھ مخلوط نہ کرو آپ نماز کو کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالائے اور دعا مانگی بارش زور سے برسنے لگی (صواعق محرقہ فارسی ص ۲۹۶ صحیح بخاری مترجم پ)

۲۴۔ **باللہ یا حذیفہ انا من المنافقین** :۔ (میزان الاعتدال ذہبی جلد اول حرف الزا ص ۳۹۵) حضرت عمر جناب حذیفہ الیمانی کو کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں منافقوں میں سے ہوں (احیاء العلوم ص ۸۹)

۲۵۔ **اولیات عمر**۔ تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۱۳۶ و تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ۱۷۱ پر ہے۔ سب سے پہلے حضرت عمر ہی امیر المومنین سے ملقب ہوئے۔ قیام رمضان (نماز تراویح) شروع کی۔ شراب نوشی پر اسّی درے لگائے۔ متعہ کو حرام کیا۔ جنازہ کی نماز کیلئے لوگوں کو چار تکبیرات پر جمع کیا۔ (زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مقررہ تعداد نہ تھی۔ چار پانچ چھ وغیرہ تک تکبیرات پڑھی جاتی تھیں اہل بیت سالت پانچ پڑھتے تھے۔) گھوڑوں پر (خلاف سنت نبویؐ) زکاۃ لی۔ لا ابقانی اللہ بعدک یا ابا الحسن (؟) حضرت علی علیہ السلام کی نسبت فرمایا۔ آپ ہی نے مقام ابراہیمؑ اس جگہ قائم کیا جہاں آجکل ہے پہلے وہ کعبہ شریف سے بالکل ملا ہوا تھا زیادہ دیکھو حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص ۴۳۱۔

باب سوم

بیان شوریٰ خلافت حضرت عثمانؓ

حضرت عثمان بن عفان قریشی اموی

اسلام کے تیسرے خلیفہ ہیں جو نہ بذریعہ اجماع اور نہ ہی وصیت اور الیکشن و انتخاب سے خلافت النبوۃ کی گدی

بٹھائے گئے بلکہ آپ کے واسطے شوریٰ ہوا۔ بخاری میں ہے کہ جب ابو لولو فیروز پارسی غلام مغیرہ نے حضرت عمر کو دو دھاری زہر آلود خنجر سے قتل کیا۔ اور حکیم نے انکو نبیذ شراب پلائی تو وہ شراب پیٹ سے باہر نکل گئی پھر دودھ لائے وہ بھی زخم سے باہر نکل پڑا تب سب لوگوں نے جان لیا کہ اب وہ بچنے والے نہیں لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کسیکو خلیفہ بناجاؤ انہوں نے کہا خلافت کا حقدار ان چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں ہے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتے تک راضی رہے۔ انہوں نے حضرت علیؑ اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ ابن عمر شورے میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا مگر خلافت میں اسکا کوئی حق نہیں ہے یہ عبداللہ کو تسلی دینے کے لئے کہا تیسرے روز حضرت عمر کا انتقال ہوگیا جب انکے دفن سے فراغت ہوئی تو چھیوں آدمی جنکے حضرت عمر نے نام لئے تھے ایک جگہ اکٹھے ہوئے عبدالرحمن بن عوف نے کہا ایسا کرو تم چھیوں آدمی تین آدمیوں کو اپنے سے مختار کردو زبیر نے کہا میں نے تو حضرت علیؑ کو اختیار دیا طلحہ نے کہا میں نے عثمان کو اختیار دیا۔ سعد نے کہا میں نے عبدالرحمن کو اختیار دیا (خیر چھ کے تین رہ گئے) عبدالرحمن بن عوف نے کہا علیؑ اور عثمان تم دونوں میں کوئی خلافت کا طالب نہ ہو ہم اسکو خلیفہ بنائینگے اللہ اور اسلام گواہ ہے میں اسکو تجویز کردوں گا جو میرے نزدیک افضل ہے یہ سنتے ہی عثمان اور حضرت علیؑ خاموش ہوگئے عبدالرحمن نے کہا تم دونوں مجھکو مختار کرتے ہو قسم خدا کی میں اسکے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کرونگا جو افضل ہے دونوں نے کہا اچھا ہم نے تمکو مختار کیا پہلے انہوں نے حضرت علیؑ کا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے تم کو تو آنحضرت صلعم سے قرابت ہے اور تمہارا اسلام بھی پرانا ہے تم خود جانتے ہو اللہ تمہارا نگہبان ہے اگر میں تمکو خلیفہ بناؤں گا۔ تو تم عدل اور انصاف کروگے اور اگر میں عثمان کو خلیفہ بناؤں گا تو تم انکا حکم سنوگے انکی بات مانوں گے پھر حضرت عثمان سے تنہائی کی ان سے بھی یہی گفتگو کی جب دونوں سے اقرار لے چکے تو کہنے لگے عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ عبدالرحمن نے اُن سے بیعت کی حضرت علیؑ نے بھی ان سے بیعت کی اور سارے مدینہ والے گھس پڑے سب نے حضرت عثمان سے بیعت کرلی۔

(تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان پ۱۴ از ص۹۵ تا ۹۹ وشرح العقائد ص۱۰۳ تا ۱۰۸ شرح المواقف ص۷۴۰ تاریخ الخلفاء عربی ص۹۱ تا ۱۰۲ صواعق محرقہ ص۶۳ روضۃ الاحباب جلد ۲ ص۱۶۹ فتح الباری شرح بخاری جلد ۷ ص۶۲۱ شرح فقہ اکبر ص۸۰ فلک النجاۃ۔

(ب) ازالۃ الخفاء جلد اول ص۳۱۳ از حدیث ابی الطفیل قال لما احتضر عمر جعلہا

شوریٰ بین علی و عثمان و طلحة والزبیر و عبدالرحمن و سعد فقال لهم علی انشدکم الله هل فیکم احدٌ اخا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بینه وبینه اذا اخا بین المسلمین غیری قالوا اللهم لا اخرجه ابو عمر انتهی ۔ **ترجمہ** ابی الطفیل کی حدیث سے ہے اس نے کہا کہ جب حضرت عمر قریب المرگ ہوئے تو انہوں نے خلافت کو چھ اشخاص حضرت علیؑ و عثمان و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص کے شوریٰ میں ڈال دیا تب علی علیہ السلام نے انکو فرمایا میں تمکو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم لوگو نمیں ایسا کوئی شخص ہے کہ جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے میرے اپنا بھائی بنایا ہو جبکہ مسلمانوں میں بھائی چارہ باندھا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے ہرگز نہیں ۔

(۲) صدر اہل شوریٰ کی پولٹیکل چال :۔ حضرت عثمان کیطرف داری اور بنی امیہ کی عیاری

کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ انتیسواں ص ۱۴۸ مطبع محمدی لاہور ۔ باب بطانتہ الامام واہل مشورۃ البطانتہ الدحلار و باب کیف یبایع الامام مسور سے روائت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروق نے والی کیا یعنی معین کیا اور خلافت کو انکے درمیان شوریٰ ٹھیرایا یعنی جسکو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کرکے خلیفہ بنادیں اور وہ چھ آدمی تھے علیؑ عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن سو وہ جمع ہوئے ۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبدالرحمن نے ان سے کہا کہ میں نہیں ہوں کہ تم سے حکومت پر تنازع کروں یعنی اس کے سبب سے یعنی مجھکو مستقل خلیفہ ہونیکی کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسیکو اختیار کرتا ہوں تو پانچوں نے عبدالرحمن کیطرف قصد کیا ۔ یہانتک کہ میں نے کسیکو نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اسکے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمن کیطرف مشورہ کرتے تھے ۔ ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمن کیطرف مشورہ کرنیکو جھکے تھے نہ کسی اور کام کیواسطے یہانتک کہ جب وہ رات ہوئی جسکی صبح کو ہم نے عثمان سے بیعت کی ۔ مسور نے کہا کہ کچھ رات گئی عبدالرحمن میرے پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی ۔ یہانتک کہ میں جاگا تو عبدالرحمن نے کہا کہ میں تجھکو سوتا دیکھتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سو زبیر اور سعد کو بلا دے میں نے اسکو بلایا ۔ تو عبدالرحمن نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھکو بلایا ۔ سو کہا کہ میرے واسطے علیؑ کو بلا میں نے انکو بلایا

سو اس سے سرگوشی کی یہانتک کہ آدھی رات گذری پھر علیؑ انکے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار تھے کہ انکو خلیفہ بناویں اور البتہ عبدالرحمن علیؑ سے کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ میرے واسطے عثمان کو بُلا سو ان سے کان میں بات کی یہانتک کہ انکو صبح کی اذان دینے والے نے انکو جدا کیا یعنی صبح تک مشورہ کرتے رہے پھر جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمن نے حاضرین مہاجرین اور انصار سے اور لشکروں کے سرداروں یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ کو جو کوفہ کا امیر تھا اور ابوموسیٰ اشعری وغیرہ کو بلا بھیجا اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق کے ساتھ کیا تھا پھر مدینہ تک اسکی رفاقت کی سو جب سب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمن نے تشہد پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ کہا پھر حمد اور صلوٰۃ کے بعد کہا اے علیؑ میں نے لوگوں کے کام میں نظر کی یعنی ان سے مشورہ کیا اور انکی رائے لی سو میں انکو نہیں دیکھا کہ وہ عثمان کے برابر کسیکو کرتے ہوں یعنی عثمان کے برابر کسیکو ٹھیراتے بلکہ اسکو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھیرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جبکہ تو جماعت کے موافق نہیں

نوٹ:۔ اس شوریٰ میں بنی امیہ و اہل لشکر شام خصوصاً معاویہ بن ابوسفیان امیر شام و عمرو بن سعد امیر حمص و مغیرہ بن شعبہ امیر کوفہ و عمرو بن عاص امیر مصر طرفداران بنی امیہ و عثمان میں شامل تھے۔

پھر عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں خدا اور رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت کے بعد ہیں یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی سنت پر تو عثمان نے قبول کیا سو انسے عبدالرحمن نے بیعت [illegible] لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے بیعت کی انتھی۔ بلفظہ۔

(۳) تاریخ ابوالفداء جلد اول صفحہ ۱۷۵ و مجمع البحرین صفحہ ۲۷ پر ہے۔ عبدالرحمن نے لوگوں کو جمع کیا اور اپنے کو امیدواری خلافت سے علیحدہ کیا۔ پھر جناب علی السلام کو بلایا اور کہا کہ تم پر اللہ کا عہد ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول مقبول صلعم اور سیرت ہر دو خلیفوں پر عمل کریں گے جنابؑ نے فرمایا میں اپنے علم اور طاقت کے مطابق عمل کروں گا پھر حضرت عثمان کو بلا کر حضرت علیؑ کی طرح انکو بھی کہا پھر عبدالرحمن نے مسجد نبوی کی چھت کی طرف سر اونچا کر کے اور حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ تعالیٰ تو گواہ رہیو کہ میں نے حضرت عثمان کی بیعت کی۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ لیس ھذا اول یوم تظاھرتم علینا فیہ صبر جمیل واللہ المستعان

ما تصفون۔ تمہارے لوگوں کے ہم پر ظلم ظاہر ہونیکا یہ پہلا دن نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی صبر جمیل الخ عبد الرحمٰن نے کہا میں نے عثمان کو فتنہ فرو ہونیکے واسطے والی کیا ہر روز خدا ہی کی شان ہے اے علیؑ آپ اپنی جان پر کوئی حجت اور راستہ نہ نکالیں سا ایسا نہ ہو کہ مخالفت میں قتل ہو جائیں جیسا کہ عمر ابن الخطاب وصیت کر گیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کا وعدہ پہنچنے والا ہے حضرت مقداد نے فرمایا تم نے اسی شخص کو بیعت سے چھوڑ دیا جو راستے پر حکم دیتے ہیں عبد الرحمٰن نے کہا تم نے اپنا ایک اجتہاد نکالا ہے خدا سے ڈر و ہم کو خوف ہے کہ لوگ یہ بات سنکر تم پر فتنہ و فساد برپا کر دینگے انتہی بلفظہ

(ب) تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ صواعق محرقہ میں بحوالہ مسند امام احمد حنبل ابو وائل سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے عبد الرحمٰن سے پوچھا کہ تم نے کیونکر بیعت عثمان سے کی اور جناب علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا عبد الرحمٰن نے کہا کہ میری کچھ خطا نہیں ہے میں نے ابتدا حضرت علیؑ سے کی تھی اور ان سے کہا میں تم سے بیعت کرتا ہوں کتاب خدا اور سنت رسول اللہ پر اور سیرت شیخین پر۔ جناب علیؑ نے فرمایا کہ بقدر استطاعت۔ پھر یہی امر میں نے عثمان پر پیش کیا اس نے کہا اچھا (مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر صفحہ ۷۵ سطر ۱۱ جلد اول مسند عثمان) تاریخ کامل ابن اثیر جذری صفحہ ۳۴ جزو ثالث میں ہے حضرت عمر نے اپنی وفات کیوقت ارباب شوریٰ چھ آدمی مقرر کئے تھے حضرت عثمان ابن عفان عبد الرحمٰن بن عوف چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت عثمان سعد وقاص حضرت علیؑ مرتضےٰ۔ زبیر بن عوام طلحہ سہیل کو تاکید کی گئی تھی کہ ان لوگوں کے سر ہی پر کھڑے رہنا پس اگر پانچ شخص ایک طرف ہوں اور ایک شخص ایک طرف پس اس کا سر تلوار سے کاٹ ڈالنا یا مخالف رائے والوں کا سر کاٹنا اگر مساوی رائے ہوں تو عبد اللہ بن عمر کی رائے پر عمل کرنا یا خلیفہ وہ ہوگا جس کیٹی کیطرف عبد الرحمٰن [illegible] ک ہوں اور مخالف پارٹی والوں کو قتل کر دینا یہ حکم سنکر سب لوگ چلے گئے راستہ میں حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلعم سے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پھر ہم سے خلافت نکل گئی حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ تم نے کیسے جانا کہا کہ میرے ساتھ عثمان کو بھی شریک کیا ہے اور عبد الرحمٰن کی رائے پر سب کو ترجیح دی ہے عثمان اس کے سالے ہیں اور سعد عبد الرحمٰن کا چچا زاد بھائی ہے ممکن نہیں کہ یہ ایک دوسرے سے اختلاف کریں ان کا اتفاق عثمان پر ہوگا باقی لوگ اگر میری طرف ہوئے بھی تو مجھے خلافت نہیں مل سکتی یہ سنکر حضرت عباسؓ بھی رنجیدہ ہوئے اور فرمانے لگے یہ قوم تم سے کچھ کہے تم انکار کرنا مگر یہ کہ تم سے بیعت کریں اور یا علیؑ ان لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے یہ لوگ ہمیشہ ہم سے خلافت کو دفع کرتے رہے یہانتک کہ ہمارا غیر اسپر متصرف ہوا اور خدا کی قسم کوئی امر خلافت

کو ہم سے نہ لیگا مگر شر سے ایسا شر کہ جس کو کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی (زیادہ دیکھو ابو الفدا صفحہ ۱۷۴ کتاب امامت و سیاست)

حجت مرتضیٰؑ بر صدر اہل شوریٰ

(۱) ابو الفدا کے حوالہ سے مولف المرتضیٰ لکھتا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو علاوہ کتاب اللہ و سنت رسولؐ پر عمل کرنے کے دونوں خلیفوں کی خصلت پر چلنے کو کہا تھا۔ علی المرتضیٰ نے جواب دیا اپنے مبلغ علم اور طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ پھر عثمان ذی النورین کو بلایا اور جو کچھ کہ علیؑ مرتضیٰ سے کہا تھا وہی ان سے کہا اور سر مسجد کی چھت کیطرف اٹھا کر اور عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے خدا تو سن اور گواہ رہو کہ میں نے اپنی گردن کا بوجھ عثمان کی گردن پر رکھ دیا اور ان سے بیعت کر لی یہ واقعہ ماہ محرم ۲۴ھ کا ہے اسوقت علیؑ مرتضیٰ نے کہا یہہ پہلا دن تمہارے ظلم ظاہر ہونیکا نہیں ہے اور پھر یہ آیت پڑھی فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون (دیکھو المرتضیٰ)

(۲) روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جب عبد الرحمٰن نے عثمان سے بیعت کر لی تو اسوقت علیؑ مرتضیٰ نے حاضرین کو مخاطب کر کے یہ کہا۔

(الف) تم سب کو قسم دیتا ہوں سچ سچ کہنا کہ اصحاب رسول خدا کے درمیان کوئی ایسا شخص ہے کہ جب آپ نے عقد مواخات باندھا تو میرے سوا کسی سے یہہ کہا ہو انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ سب نے کہا کوئی نہیں

(ب) فرمایا میرے سوائے تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے حق میں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ سب نے کہا نہیں۔

(ج) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس کے حق میں رسولؐ خدا صلعم نے فرمایا ہو انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ سب نے کہا نہیں۔

(د) فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس کو سورہ برات کے لیجانے کا امین قرار دے کر یہ کلمات اس کے حق میں کہے ہوں۔ لا یودی عنی الا انا او رجل من عترتی۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(ہ) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول خدا صلعم نے جبکہ جنگوں میں بھیجا تھا تو کل مہاجرین و انصار پر امیر کیا ہو۔
اور انکو امیر لشکر کی اطاعت اور فرمان برداری کا حکم دیا ہو اور مجھ پر کسی کو امیر نہ کیا ہو سب نے

کہا کوئی نہیں ۔

(و) فرمایا میرے سوائے کوئی ایسا ہے جسکے حق میں رسولؐ خدا نے کہا ہو انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(ز) پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ جب اکثر لوگ رسولؐ خدا صلعم کو مقام خطرہ میں دشمنوں کے پاس چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گئے تو میں ثابت قدم رہا۔ سبنے کہا سچ ہے۔

(ح) پھر فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ہے جو دائرہ اسلام میں سب سے پہلے آیا ہو سبنے کہا نہیں

(ط) پھر فرمایا کوئی شخص رسولؐ کریم سے از روئے نسب کے میرے سوا قریب تر ہے سب نے کہا نہیں۔ یہ تقریر سنکر عبدالرحمٰن نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب سچ ہے مگر لوگوں نے عثمان کیطرف رغبت کر کے بیعت کر لی ہے امید ہے کہ آپ بھی لوگوں سے موافقت کریں گے۔ (جلد دوم روضۃ الاحباب ص ۱۴۹ مطبع انوار محمدی لکھنو۔

(۷) تقریر دلپذیر جناب مولا مشکل کشا بروز شوریٰ صدر الائمہ ابو المویّد الموفق بن احمد بن محمد المکی الخوارزمی مشہور بہ اخطب خوارزم اپنی کتاب مناقب میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں حضرت عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ میں بروز شوریٰ دروازہ سقیفہ بنی ساعدہ پر کھڑا تھا کہ آوازیں بلند ہوئیں اور میں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو سنا کہ وہ حضرت اسطرح فرما رہے ہیں۔ کہ ایھا الناس لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی حالانکہ قسم بخدا میں اس سے اولیٰ افضل اور سزاوار خلافت تھا اور یہ خاص میرا حق تھا۔ پس جبکہ میں نے سنا کہ ابوبکر خلیفہ بن بیٹھا تو مجبوراً میں نے سکوت کیا۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ پھر کافر ہو جائیں۔ اور آپس میں تلواروں سے لڑیں پھر ابوبکر نے اپنے بعد عمر کو خلیفہ بنایا حالانکہ قسم بخدا میں اس سے اولیٰ و افضل تھا اور وہ میرا ہی حق تھا مگر جب میں نے سنا کہ عمر خلیفہ ہوا تو اس مقام پر بھی میں نے سکوت کیا اور طاعت کی اس خیال سے کہ لوگ نو مسلم ہیں اور تازہ مسلمان ہیں ایسا نہ ہو کہ لڑائی و جھگڑا دیکھکر اسلام سے بدظن ہو کر مرتد ہو جائیں اور پھر کفر کیطرف رجوع کریں پھر اب تم چاہتے ہو کہ عثمان کی بیعت کرو اب بھی میں مجبوراً قبول کر لونگا اور اطاعت اس رائے کی اس لئے کروں گا تاکہ اسلام میں خلل واقع نہو اور عمر نے جو مجھ کو پانچ آدمیوں میں داخل کر کے چھٹا مقرر کیا ہے۔ تو نہ وہ میری فضیلت کو پہچانتا ہے اور نہ وہ لوگ میرے فضائل کا خیال کرتے ہیں بلکہ بلا پاس و لحاظ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکتے ہیں اور سبکو برابر سمجھتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم اگر میں چاہتا ہوں کہ تقریر کروں

توسیری تقریر کو کوئی عرب یا عجم یا معاید یا مشرک رد نہیں کر سکتا۔

(۱) فرمایا اے پانچوں ممبرو میں تمہیں خدا یاد دلا کر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں سے کون رسول اللہ صلعم کا بھائی ہے انہوں نے کہا نہیں۔

(۲) فرمایا تم میں سے کوئی ہے جسکا چچا میرے چچا حمزہ بن عبد المطلب کی مانند شیر خدا و شیر رسول اللہ ہو۔ سب نے کہا نہیں۔

(۳) فرمایا تم میں سے کوئی ہے جسکا چچازاد میرے چچازاد بھائی رسول اللہ کی مانند ہو سب نے کہا نہیں

(۴) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جسکا بھائی مثل میرے بھائی جعفر طیار کے ہو جس کو خدا نے دو پر عطا کئے ہیں کہ وہ جنت میں ہمراہ ملائکہ پرواز کرتے ہیں سب نے کہا نہیں۔

(۵) فرمایا تم میں سے کسی کی زوجہ مثل میری زوجہ کے ہے کہ وہ سیدہ فاطمۃ الزہرا دختر رسول خدا سردار ہیں تمام زنان امت کی۔ سب نے کہا نہیں۔

(۶) فرمایا کہ سوائے میرے تم میں سے بھی کسی کے فرزند مثل میرے فرزندان حسنؑ و حسینؑ کے ہیں کہ وہ دونوں سبط ہیں اس امت میں اور وہ دونوں رسول اللہ کے فرزند ہیں سب نے کہا نہیں۔

(۷) فرمایا کہ آیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے مشرکین قریش کو قتل کیا ہو سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۸) فرمایا کہ آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے پہلے خدا کو ایک جانا ہو اور وحدہ لاشریک مانا ہو سب نے کہا نہیں

(۹) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے سوائے میرے دونوں قبلوں کیطرف نماز پڑھی ہو۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۰) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کیلئے آفتاب بعد غروب ہو نیکے پھر نکلا ہو یہانتک کہ اسنے نماز عصر پڑھی ہو سوائے میرے۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۱) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جسکی محبت و ولائیت کیواسطے خدا نے لوگوں کو حکم فرمایا ہو۔ سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۱۲) فرمایا تم میں کوئی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا ہو۔ سوائے میرے سب نے کہا نہیں

(۱۳) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسولؐ خدا کیساتھ طائر شوی کا گوشت کھایا ہو جبکہ ایک طائر کا گوشت حضرت رسول صلعم کے سامنے حاضر کیا گیا اور آپکو وہ پسند آیا اور اچھا معلوم ہوا تو خدا سے

دعا مانگی کہ یارب اسوقت میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جسکو تو اپنی تمام خلقت میں سب سے زیادہ تر دوست رکھتا ہو تاکہ وہ اس پرند کا گوشت کھائے۔ بس اسوقت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حالانکہ مجھکو معلوم نہ تھا کہ حضرت صلعم نے یہ دعا کی ہے۔ پس جب میں حاضر ہوا تو جناب رسول اللہ صلعم بہت خوش ہوئے اور مکرر فرمایا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۴) فرمایا آیا تم میں کوئی ایسا ہے جو مشرکین کا بہت قتل کرنیوالا ہو اور رسول اللہ صلعم کا سختی و مصائب میں مدد کرنیوالا ہو مجھ سے زیادہ۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(۱۵) فرمایا آیا تم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ حامی و مددگار و جان نثار حضرت رسول خدا صلعم کا شب ہجرت میں آنحضرت صلعم کے بستر پر لیٹا ہوا اور اپنی جان کو آنحضرت پر نثار کیا ہوا اور انکی حفاظت کی ہو۔ سب نے کہا نہیں

(۱۶) فرمایا کہ آیا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو خمس لیتا ہو سب نے کہا نہیں۔

(۱۷) فرمایا آیا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جسکا حصہ خاص میں بھی تھا اور عام میں بھی تھا سب نے کہا نہیں۔

(۱۸) فرمایا کہ آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جسکی طہارت اور پاکیزگی کتاب اللہ سے ثابت ہو سوائے میرے یہاں تک کہ جناب رسول خدا صلعم نے تمام مہاجرین کے دروازے مسجد میں بند کردئے اور میرا دروازہ کھلا رکھا بلکہ آنحضرتؐ کے دونوں چچا حمزہؓ و عباسؓ نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ یارسول اللہ صلعم آپ نے ہمارے دروازے بند کئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا تو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے علیؑ کا دروازہ مسجد میں کھلا رکھا اور نہ میں نے تمہارے دروازے بند کئے بلکہ خدا نے تمہارے دروازے مسجد میں بند کئے علیؑ کا دروازہ مسجد میں کھلا رکھا۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(۱۹) فرمایا آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی بابت خدا نے فرمایا ہو و آت ذا القربی حقہ سوائے میرے۔ سب نے کہا نہیں۔

(۲۰) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلعم سے مشورہ کیا ہو۔ کہا نہیں

(۲۱) فرمایا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو رسول خدا صلعم کے انتقال کے وقت ان کی خدمت میں رہا ہو سب نے کہا نہیں۔

(۲۲) فرمایا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو آخر وقت میں رسولؐ اللہ کے سامنے حاضر

رہا ہو اور آنحضرت کو غسل و کفن کرکے دفن کیا ہو سب نے کہا نہیں۔ انتہی

امام ابورسے حجت العلم والدین   کہ بر حجتش خصم ملزم نشستہ

قتل عثمان

(۱) حضرت عثمان خلیفہ سوم نے باوجود موجود ہونے قرآن شریف کے جسکو حضرت ابوبکر نے حضرت زید بن ثابت صحابی قریشی سے جمع کرایا تھا اپنا نیا قرآن خلاف تنزیل الہی بے ترتیب جمع کرایا اور وجوہ قرائیت اور ترتیب سور تو نہیں تصرف کیا اور تمام اصلی قرآنی ورق۔ صحیفے۔ پارے وغیرہ جو جناب رسول عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ سے محفوظ چلے آتے تھے سب کو جلا دیا۔ (بخاری باب فضل القرآن۔ جمع القرآن فی ۳۰)

(۲) حضرت عثمان نے بی بی عائشہ کے سالانہ وظیفے کو بند کر دیا جس سے بی بی صاحبہ ناراض ہو کر حضرت عثمان کو سب و شتم کرتی تھیں۔ اور آپ کو یہودی بڈھا ساحر کہتی تھیں۔ اور لعنت ڈالتی تھیں۔ اور آپ پر قتل کا حکم لگاتی تھیں۔ (تاریخ اعثم کوفی۔ نہایہ ابن اثیر جزری و روضۃ الاحباب جلد دوم)

(۳) حضرت عثمان نے بارہ سال خلافت کی ان میں سے پہلے چھ سال تو نہایت اطمینان سے گذر گئے اور کوئی خدشہ پیش نہیں آیا مگر پچھلے چھ سالوں میں طرح طرح کے اختلافات اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے اکثر لوگونکو حضرت عثمان کی شکایت کا موقع ملا۔ عام وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ حضرت عثمان نے بڑے عہدے اپنے رشتے داروںمیں تقسیم کر رکھے تھے۔ مروان کو افریقہ کا خمس لکھدیا اور اپنے خاندان کے لوگونکو بے کسی استحقاق کے بے انتہا دولت بخش دی۔ لوگوں نے جب اسکی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں خدا کے فرمانے کے مطابق صلۂ رحمی کرتا ہوں۔ اس پر اعتراض کیا گیا کہ پھر ابوبکر و عمر نے ایسا کیوں نہیں کیا عثمان نے جواب دیا کہ انہوں نے اپنا وہ حق چھوڑ دیا جو انکے لئے مقرر تھا۔ اور میں نے اپنے حق کو اپنے رشتے داروںمیں تقسیم کر دیا۔ حضرت عثمان کی اس تاویل کو اسوقت کے اکثر لوگوں نے ناپسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا اور یہیں سے طرح طرح کی بدگمانیاں اور فسادات پیدا ہونے شروع ہوئے۔

اس عام شورش کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے اپنے خاندان بنو اُمیّہ میں سے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں حکومتیں رکھی تھیں جنکو پیغمبر صاحب کی صحبت میسر نہیں ہوئی تھی اور اکثر مواقع پر ان سے وہ باتیں ظہور میں آئی تھیں جنکو اصحاب رسول اللہ ناپسند رکھتے تھے۔ جب جب حضرت عثمان سے ان کی شکایت کیجاتی تو وہ انکو معزول تو نہ کرتے ہاں اپنی طرف سے معذرت کرکے شکایت کرنیوالوں کے آنسو پونچھ دیتے۔ در اصل یہ ساری خرابیاں مروان کی ذات سے پیدا ہوئیں کہ وہ شروع سے مفسد اور فتنہ انگیز تھا اُس نے عثمان کو

اپنے قبضے میں یہانتک کر لیا تھا کہ جو یہ کہتا وہ کرتے اور اسی کی وجہ سے مدینے کے قبیلوں میں عام بغاوت و شورش پیدا ہو گئی۔ عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کر کے انکی جگہ عبداللہ بن ابی سرح کو عامل مصر قرار دینا ہی اہل مصر کی بڑی کا باعث تھا مگر جب عبداللہ نے رعایا کیساتھ ظالمانہ برتاؤ برتے اور اہل مصر کی شکایتوں پر بھی حضرت عثمان نے عبداللہ کو مصر سے علیحدہ نہیں کیا تو اس سے لوگوں میں ایک ایسا زہریلا جوش پیدا ہوا کہ ہزار روکے نہ رکا۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مصر کا ایک شخص حضرت عثمان کے پاس آیا اور عبداللہ ابن ابی سرح کے بے انتہا مظالم بیان کئے۔ حضرت عثمان نے عبداللہ کو ایک بڑا تہدید آمیز فرمان لکھا اور رعایا کیساتھ انصاف کرنیکی تاکید کی مگر عبداللہ نے انکے فرمان کی تعمیل نہیں کی اور جس نے شکایت کی تھی اسے قتل کر ڈالا اس پر سات سو آدمی مصر سے نکل کر مدینے آئے اور مسجد نبوی میں اترے۔ تمام اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے ہر نماز کے موقع پر عبداللہ بن ابی سرح کے مظالم سنانے لگے۔ طلحہ بن عبیداللہ مع چند دیگر صحابیوں کے حضرت عثمان کے پاس گئے اور نہایت سختی اور تیزی کیساتھ اسبارے میں اُن سے باتیں کیں۔ ادھر ام المومنین حضرت عائشہ نے حضرت عثمان کو یہ پیام دیا کہ پہلے بھی تمہارے پاس جناب پیغمبر صاحب کے صحابی اس غرض سے آئے تھے کہ تم عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر دو مگر تم نے اسکی طرف کچھ توجہ نہیں کی اب عبداللہ نے ناحق ایک شخص کو مار ڈالا ہے اُسکا قصاص لینے کو پیغمبر صاحب کے اصحاب پھر تمہارے پاس آتے ہیں تو تم اپنے عامل کے بارے میں انصاف سے کام لو اسکے ساتھ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے پاس گئے اور کہا امیر المومنین! اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ آپ عبداللہ کو معزول کر دیجئے اور اُس نے جو ایک شخص کو قتل کر ڈالا ہے اگر اُسکا ثبوت ہو جائے تو اس سے قصاص لے لیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ ایک ایسے شخص کو منتخب کر دو جو عبداللہ کی جگہ مقرر کیا جائے مصریوں نے کہا ابوبکر صدیق کے فرزند محمد کو مصر کا عامل بنا دیجئے حضرت عثمان نے فوراً اُنکے نام حکومت کا فرمان لکھا اور وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ یہ لوگ مصر کیطرف روانہ ہو گئے اور مدینے کے چند انصار و مہاجرین بھی محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر کیجانب چل نکلے۔ مدینے سے تین دن کی مسافت پر انکو ایک حبشی غلام ملا جو اونٹ کو مار مار کر بے تحاشا بھگائے لئے چلا جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش میں جاتا ہے یا کوئی اسکی تلاش میں آتا ہے۔ محمد بن ابی بکر کے ہمراہی صحابیوں نے غلام سے کہا کہ اس پریشانی اور بے چینی کیساتھ کہاں جاتا ہے کیا کسی کو تلاش کرنے آیا ہے یا کسی سے بھاگ کر جاتا ہے۔ غلام نے کہا میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور انکے ارشاد کے مطابق عامل مصر کے پاس جاتا ہوں کسی نے کہا کہ مصر کے حاکم تو محمد بن ابی بکر صدیق ہیں اور وہ یہیں موجود ہیں۔ کہا میں انکے پاس

نہیں بھیجا گیا۔ یہ کہکر آگے چلا محمد بن ابی بکر کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ایک شخص کو اسکے تعاقب میں بھیجا اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ غلام کو پکڑ لایا۔ محمد بن ابی الجبر نے پوچھا تو کون ہے۔ غلام نے کہا میں امیرالمومنین کا غلام ہوں محمد نے کہا کہہ تو کس کے پاس بھیجا گیا ہے غلام نے کہا عامل مصر کے پاس کوئی زبانی پیام دینا ہے یا خط لئے جاتا ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ زبانی پیام دینا ہے مگر جب اسکے اسباب کی تلاشی لی گئی تو ایک چھوٹے سے خشک مشکیزے میں خط نکلا خط کے لفافے پر یہ الفاظ درج تھے۔ مِنْ عُثْمَانَ اِلٰی ابْنِ اَبِیْ سَرْح لفافہ پڑھکر محمد ابن ابی بکر نے اپنے ہمراہی مہاجرین و انصار اور مصر کے لوگوں کو جمع کرکے سب کے سامنے خط کی مہر توڑی اور لفافے میں سے خط نکال کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ "جب محمد اور فلان فلان آدمی تیرے پاس پہنچیں تو کسی حیلے سے انہیں قتل کر ڈال اور محمد سے میرا فرمان لیکر پھاڑ دے جبتک میرا دوسرا حکم نہ پہونچے تو اپنے عہدے پر برقرار رہ جو لوگ تیری شکایت لیکر میرے پاس آتے ہیں انہیں قید کر دے اور کسی سے کسی بات کا خوف نہ کر" لوگوں نے یہ خط سنا تو نہائت ناگواری سے مدینہ کیطرف لوٹے مدینے آئے تو طلحہ اور زبیر اور حضرت علیؓ اور جتنے اصحاب مدینے میں موجود تھے سبکو جمع کیا اور غلام حبشی کا قصہ اور خط کا واقعہ بیان کرکے خط سب کے سامنے ڈالدیا طلحہ اور زبیر اور حضرت علیؓ کو خط کا مضمون پڑھکر سخت طیش آیا اور مدینے میں کوئی صحابی ایسا نہ تھا جسکو حضرت عثمان کیطرف سے رنج نہ تھا عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور ابوذر کی حضرت عثمان سے پہلے ہی کشیدگی تھی اور انکی ناراضگی کیوجہ سے بنو ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو غفار اور بنو مخزوم وغیرہ بہت سے قبائل بگڑے بیٹھے تھے۔ اس واقعہ کو سنکر تمام قبائل مدینہ میں عام شورش پیدا ہو گئی اور محمد بن ابی بکر کی حمایت میں قبیلہ تیم وغیرہ کے لوگ حضرت عثمان کے مکان پر چڑھ آئے اور مکان کا محاصرہ کر لیا حضرت علیؓ نے درحقیقت اس نہایت نازک اور خطرناک موقع پر بڑا کام کیا کہ طلحہ اور زبیر اور سعد اور عمار اور اور اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور تمام بلوائیوں کو منتشر کر دیا۔ بلوائیوں کی شورش میں کمی ہوئی تو حضرت علیؓ نے غلام حبشی اور اونٹ اور خط تینوں کو حضرت عثمان کے سامنے پیش کرکے کہا امیرالمومنین! کیا یہ حبشی غلام آپکا غلام ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا ہاں۔ علیؓ نے کہا اور یہ اونٹ فرمایا اونٹ بھی میرا ہے۔ فرمایا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے۔ حضرت عثمان نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ یہ میرا خط نہیں ہے نہ میں نے یہ خط لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ مجھے اسکا علم نہ میں نے اس غلام کو مصر بھیجا۔ حضرت علیؓ نے کہا اچھا یہ مہر کس کی ہے۔ فرمایا میری ہے کہا تو بھلا اسکا یقین کسطرح ہو کہ آپ کو اس کا علم نہیں غلام آپکا اونٹ آپکا خط پر مہر آپکی۔ حضرت عثمان کی اس تقریر سے لوگوں کو

کچھ تسلی ہوئی اور انہوں نے خط پہچان کر صاف کہدیا کہ بیشک حضرت عثمان کا اسمیں کچھ قصور نہیں یہ خط مروان کا
ہے اور اسی نے یہ مفسدہ اٹھایا ہے۔ حضرت علیؑ اور انکے ہمراہیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ مروان حضرت عثمان کے
زنانخانے میں مخفی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ مروان کو ہمارے حوالے کر دیجئے پھر آپ سے
ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ لیکن حضرت عثمان نے مروان کو انکے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا اور یہ لوگ رنجیدہ خاطر
حضرت عثمان کے گھر سے نکل آئے۔ بلوائیوں نے یہ سنکر کہ یہ ساری کاروائی مروان کی ہے اور مروان حضرت
عثمان کے گھر میں مخفی ہے پھر شورش پیدا کر دی اور حضرت عثمان کا مکان آگھیرا اور پیام دیا کہ مروان کو
ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے انکو بھی یہی جواب دیا کہ میں مروان کو اپنے جیتے جی تو تمہارے
حوالے نہیں کروں گا۔ بلوائیوں نے بڑی سختی کیساتھ مکان کا محاصرہ کیا اور پانی کا ایک قطرہ تک اندر نہ جانے
دیا۔ حضرت عثمان جب پیاس سے بہت تنگ ہوئے تو آپ نے مکان کے ایک روشن دان سے سر باہر نکالا
اور بلوائیوں کیطرف روئے سخن کر کے فرمایا کیا تم میں علیؑ موجود ہیں جواب ملا نہیں فرمایا اچھا سعد ہیں جواب
میں کہا گیا نہیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ کیا کوئی شخص علیؑ کو میرا یہ
پیام پہنچا سکتا ہے۔ کہ میں سخت پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھے بھیج دو حضرت علیؑ کو یہ پیام پہنچا تو انہوں نے
پانی کی بھری ہوئی تین مشکیں حضرت عثمان کے پاس بھیجیں۔ پانی حضرت عثمان تک پہنچا تو سہی مگر بڑی مشکل سے
کئی غلام بنی ہاشم کے اور کئی غلام بنی امیہ کے مجروح ہوئے اور دو تین غلاموں کو بلوائیوں نے قتل کر دیا حضرت
علیؑ کو جب معلوم ہوا کہ بلوائی حضرت عثمان کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے نہایت افسوس و حسرت کے لہجے
میں فرمایا کہ ہم تو عثمان سے مروان کو مانگتے تھے نہ کہ خود عثمان کا قتل چاہتے تھے۔ یہ کہکر آپ نے اپنے دونوں
فرزندوں حسنؓ و حسینؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں تلواریں لیکر حضرت عثمان کے دروازے پر جا کھڑے ہو اور
جو شخص انکے پاس بری نیت سے جانا چاہے فوراً قتل کر دو۔ علی ہذا القیاس طلحہ نے اپنے بیٹے کو اور زبیر نے اپنے
فرزند کو اور انکے علاوہ اور بہت سے صحابیوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو حضرت عثمان کی مدد کے لئے بھیجا
اور تاکید کر دی کہ کسی کو انکے مکان میں جانے نہ دیں۔ بلوائیوں نے جب یہ دیکھا تو حضرت عثمان پر تیر پھینکنے
شروع کر دیئے۔ کئی تیر حضرت حسنؓ اور محمد بن طلحہ اور قنبر کے بھی لگے یہ تینوں صاحب اگرچہ لہو میں سر سے
پاؤں تک بھیگ گئے تھے۔ مگر دروازے کی چوکھٹ سے ایک انچ بھر بھی نہیں سرکے۔ بلوائیوں نے حضرت
حسنؓ اور محمد بن طلحہ کو خون آلود دیکھا تو انکو سخت اندیشہ ہوا کہ اگر بنو ہاشم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے تو ابھی سب

بجز بیٹھتے ہیں۔ اور مجمع بیٹھیں گے تو اُن کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ غفلت اور بے خبری میں عثمان کو قتل کر دیا جائے چنانچہ محمد بن ابی بکر دو شخصوں کو ساتھ لیکر مکان کی ایک دیوار پر چڑھ گئے اور نہایت آہستگی سے اتر کر اندر پہنچے دیکھا تو حضرت عثمان تنہا بیٹھے ہیں اور انکی بی بی انکے قریب بیٹھی رو رہی ہے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان کی ڈاڑھی پکڑی مگر پھر حضرت عثمان کے اس کہنے سے کہ تیرا باپ اگر یہ موقع دیکھتا تو اسے تیری یہ حرکت انتہا سے زیادہ بُری معلوم ہوتی "فوراً چھوڑ دی۔ اور انکے دونوں ہمراہیوں نے حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا حضرت علیؓ اور طلحہ اور زبیر اور سعد بلکہ جسقدر صحابی مدینے میں موجود تھے اس خبر سے سب کے ہوش و حواس جاتے رہے اور کسی کی عقل بجا نہ رہی۔ علیؓ اور طلحہ وغیرہ بڑی مشکل سے اُفتاں و خیزاں حضرت عثمان کے مکان میں آئے دیکھا تو انہیں مقتول پایا حضرت علیؓ نے حسنؓ و حسینؓ سے بڑی سختی اور غصے کے لہجے میں فرمایا کہ جب تم دروازے پر تھے تو عثمان کسطرح مقتول ہو گئے۔ بلکہ حسن کے چہرہ پر زور سے ایک طمانچہ اور حسینؓ کے سینے پر گھونسا مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بُرا بھلا کہتے ہوئے غصے میں کپکپاتے گھر تشریف لے گئے۔ (منقول از کتاب اجتہاد۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ذکر خلافت حضرت عثمان تاریخ خمیس۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ اسلام دہلوی و دیگر تواریخ اسلام)

مدفن حضرت عثمانؓ

(۱) حضرت عثمان کی لاش تین دن تک کھلی پڑی رہی اور بغیر غسل اور بغیر کفن اور بغیر جنازہ کے دفن کیگئی۔ (تاریخ واشنگٹن ارونگ حصہ دوم حالات حضرت عثمان صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ لنڈن)

(۲) حضرت عثمان جنت البقیع سے باہر حش کوکب میں دفن ہوئے۔ حش کوکب پاخانہ پھرنے کی جگہ تھی جس کے قریب یہودیوں کا قبرستان تھا۔ روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۶۵ مجمع البحار گجراتی

(۳) جذب القلوب شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ نولکشور پر ہے حش کوکب موضعے بود خارج بقیعہ کہ مردم از دفن موتی در وے کراہیت داشتند۔ ترجمہ:۔ حش کوکب ایک جگہ جنت البقیع سے باہر تھی کہ لوگ اسمیں اپنے مردوں کو دفن کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

یادگار عثمان۔ واقعات و اولیات

(۱) حضرت عثمان جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور جنگ احد سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (بخاری پارہ سولہواں صہ ۵۷)

(۲) حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے چھٹے سال کے بعد اپنے عزیز و اقربا کو عامل بنانا شروع کیا اور مروان ملعون کو ملک افریقہ کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بہت سا مال دے ڈالا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی زمیندار پریس لاہور صہ ۹۴ سطر ۱۴)

(۳) سب سے پہلے حضرت عثمان نے لوگوں کو جاگیریں مقرر کیں۔ تکبیر میں آواز دھیمی کی جمعہ میں اذان اول کا حکم دیا آپ نے سب سے پہلے نماز عید سے پہلے (خلاف سنت رسول اللہ صلعم) خطبہ پڑھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی صہ ۹۹)

(۴) حضرت عثمان پہلے روز ممبر نبوی صلعم پر دہشت و ہول کی وجہ سے خطبہ نہ پڑھ سکے (تاریخ اسلام جلد سوم صہ ۱۲۴ باب چہارم سطر اول)

(۵) ۲۵ھ ہجری میں حضرت عثمان نے سعد بن ابی وقاص صحابی کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو جو آپ کی والدہ کی طرف سے رشتہ میں آپ کے بھائی ہوتے تھے وہاں کا حاکم کر کے بھیجا اسی بنا پر سب سے پہلے الزام حضرت عثمان پر قائم کیا گیا کہ آپ اپنے عزیزوں کی پرورش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ولید نے نشہ میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر اور مقتدیوں کو کہا اگر کہو تو اور بڑھا دوں (تاریخ الخلفاء سیوطی صہ ۸۳ سطر ۱۹ زمیندار پریس لاہور حاشیہ صحیح بخاری پارہ ۱۴ صہ ۹۲ ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب۔

نوٹ:۔ اس ولید بن عقبہ صحابی شرابی کو حضرت علی علیہ السلام نے چالیس کوڑے حد شراب میں لگائے۔ (بخاری پارہ پندرہواں صہ ۴۳ مطبع احمدی لاہور)

(۶) حضرت عثمان نے عمرو عاص عامل مصر کو بیت المال کی مختاری اور افواج کی سپہ سالاری سے معزول کر کے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حکومت دیدی۔ عمرو عاص نے حضرت عثمان کی بہن کو جو اسکے نکاح میں تھی طلاق دیدی (تاریخ اسلام جلد سوم صہ ۱۲۶ سطر ۲۴ دہلوی۔

(۷) افریقہ کے ۲۵ لاکھ دینار کا خمس اور مال غنیمت کا خمس حضرت عثمان نے ۵ لاکھ دینار پر مروان ملعون کو دیدیا (تاریخ اسلام جلد سوم صہ ۱۲۸ مطبوعہ دہلی۔ تاریخ اسلام علامہ عباسی صہ ۲۶۴

(۸) حضرت عمار بن یاسر صحابی کو حضرت عثمان نے اپنے غلاموں سے اتنا پٹوایا کہ آپ بیہوش ہو گئے اور فتق کا مرض ہو گیا (تاریخ اعثم کوفی و تاریخ اسلام جلد سوم صہ ۱۳۱

(۹) حضرت ابوذر غفاری صدیق ع صحابی رسول مقبول زاہد و عابد زمانہ کو حضرت عثمان نے شام سے ایک ننگی پیٹھ شتر پر اونٹ پر بٹھا کر مدینہ میں بلوایا۔ راستہ میں انکے رانوں کے گوشت و پوست چھل چھل کر جدا ہو گئے اور سخت تکلیف اٹھائی آخر مدینہ منورہ سے تین منزل پر ربذہ جنگل کیطرف جلاوطن کر دیا۔ تاریخ اسلام جلد سوم صـ۱۳۱ تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ عربی مصری صـ۱۵۶ صحیح بخاری پارہ چھٹا صـ۱۲ مطبوعہ احمدی پریس لاہور میں گول مول ذکر ہے۔

(۱۰) حضرت عثمان اپنی خلافت میں حج تمتع و قران سے منع کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھکر یوں احرام باندھا لبیک بحجۃ و عمرہ اور کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث کو کسیکے قول سے نہیں چھوڑ سکتا۔ (بخاری پارہ صـ۶۹ کتاب المناسک۔ مطبع احمدی لاہور)

(۱۱) جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کا حکم حضرت عثمان نے دیا۔ (بخاری پارہ چوتھا صـ۳۱ کتاب الجمعہ باب الاذان یوم الجمعہ مطبع احمدی لاہور)

(۱۲) حضرت عثمان نے ایام حج میں منا میں چار رکعتیں نماز پڑھائیں قصر نہ کیا سنت رسول اللہ صلعم کی مخالفت کی (بخاری پارہ چوتھا صـ۹۸ باب الصلوۃ المنیٰ ترجمہ مطبع احمدی لاہور)

(۱۳) حضرت عثمان نے منیٰ کو ایام حج میں خیمہ گاہ بنایا حسب دستور ایام جاہلیت تزک و احتشام سے دعوتیں و ضیافتیں کیں لوگوں کی پیٹھ پر کوڑے مارے (تاریخ اسلام جلد سوم باب چہارم صـ۱۴۳ سطر ۲۲ مطبع دہلی۔)

(۱۴) مروان ملعون راندہ درگاہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ میں واپس بلا کر وزیر اعظم بنایا اور فدک کی جاگیر بخشدی (تاریخ اسلام صـ۱۴۳ جلد سوم۔

(۱۵) حضرت عثمان نے منع کر دیا کہ سمندر میں انکی تجارتی جہازوں کے سوا اور کوئی جہاز نہ چلے تاریخ اسلام جلد سوم صـ۱۴۵)

(۱۶) بارش کا پانی جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے سب بندگان خدا کیواسطے کار آمد ہے اپنے عزیزوں کے واسطے جاری کر دیا اور لوگونکو محروم کر دیا۔ (تاریخ اسلام جلد سوم صـ۱۴۵

(۱۷) قرآن شریف کو حضرت عثمان نے خلاف تنزیل جمع کیا دیگر مصحف و ورق سب جلا دئے اور سات قرائت کو مٹا کر ایک قرائت مقرر کی۔ (بخاری پ ۲۰ فضائل جمع قرآن)

فصل ۶

خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ اجماعی ہی نصی ہرگز نہیں؟

خلافت اجماعی ہے:۔ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت اجماعی ہے ہرگز نصی نہیں اور نہ ہی قرآن شریف کی کسی آیت اور نہ ہی کسی حدیث سے خلافت نصی کا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حین حیات زمانہ نبوت میں حضرات ابوبکر و عمر و عثمان کو کسی موقعہ پر کسی مجمع خاص و عام میں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اور نہ ہی انکی خلافت کیواسطے کوئی فرمان جاری کیا اور نہ ہی کبھی اپنے زمانہ میں انکو کسی لشکر یا جماعت کا امیر مقرر کیا اور نہ ہی اُنکیواسطے الفاظ خلیفہ و وصی - ولی المومنین امیر المومنین - اولوالامر وغیرہ فرمائے اگر یہ حضرات زمانہ نبوت میں بالترتیب خلیفے مقرر ہو جاتے تو یہ شیعہ اور سُنی کا جھگڑا نہ اٹھتا نہ خلافت کمیٹی سقیفہ میں بیٹھتی نہ جنازہ و کفن و دفن رسول مقبول صلعم چھوڑتے نہ خاندان رسالت پر طرح طرح کے مصائب آتے نہ باغ فدک چھین جاتا نہ خمس بند ہوتا نہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام دعویدار خلافت بنتے نہ ہی جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا حضرت ابوبکر سے ناراض ہوتیں اور نہ ہی حضرت عمر بحکم حضرت ابوبکر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری اکلوتی پیغمبر زادی سیدانی کا مکان جنت نشان جلانیکو دوڑ پڑتے نہ ہی جناب سیدہ معصومہ رات کو دفن ہوتیں اور حضرت ابوبکر و جناب بی بی عائشہ جنازہ بتول سے محروم نہ ہوتے نہ ہی حضرت ابوبکر جبری بیعت لیتے اور نہ ہی اپنی وفات کے بعد حضرت عمر کو وصیت کے طور خلیفہ بنا جاتے اور حضرت عمر بعد قتل اپنے کے خلافت چھ اشخاص برگزیدہ میں نہ چھوڑ جاتے اور حضرت عثمان پر شوریٰ نہ ہوتا اور نہ ہی حضرت عثمان کو مہاجرین و انصار صحابہ بیرحمی سے قتل کرتے پس ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی نہیں بلکہ خلافت کمیٹی وصیت اور شوریٰ کے ناقص اجماع اور آزادی رائے اور پولیٹیکل چال اور دنیاوی جاہ و جلال کا نتیجہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات میں سے کسیکو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر نہیں فرمایا کتب احادیث و تواریخ معتبرہ اہل سنت سے صاف ثابت ہے کہ خلافت اجماعی ہے سنتے جائیے۔

(۱) حدیث بخاری حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے لوگوں پر پیغمبر حکومت کیا کرتے جب ایک پیغمبر گذر جاتا دوسرا اسکے قائمقام ہوجاتا (آنحضرت صلعم نے فرمایا) میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہ ہوگا البتہ خلیفہ ہونگے۔ صحابہ نے پوچھا پھر ہمکو ایسے وقت میں کیا حکم دیتے ہیں تب آپنے فرمایا جو پہلے خلیفہ ہوجائے اس سے تمنے بیعت کرلی ہو تو اسکی بیعت پوری کرو۔ پھر اسکے بعد جو پہلے خلیفہ ہو اسی طرح کرتے رہو انکا حق ادا کرو انکی اطاعت کرتے رہو اللہ قیامت کے دن اُنسے پوچھیگا انہوں نے رعیت کا حق کیسے ادا کیا (صحیح بخاری مترجم کتاب بدء الخلق تیرھواں پارہ صفحہ ۱۱۴ باب ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث حدثنی محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ)

۲ مکالمہ حضرت عباسؓ و حضرت علی علیہما السلام

حضرت عبداللہ ابن عباس نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی موت کی بیماری میں حضرت علیؑ آپکے پاس سے باہر نکلے لوگوں نے اُن سے پوچھا ابوالحسنؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آج مزاج کیسا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کا شکر آج تو مزاج بحال ہے یہ سُن کر حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے خدا کی قسم تم تین دن کے بعد غلام ہو گے۔ (وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا تم تین دن کے بعد لاٹھی کے غلام بنو گے مطلب یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص حاکم ہوگا اور تمکو اسکی اطاعت کرنی ہوگی) اور میں تو قسم بخدا یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس بیماری میں عنقریب گذر جائینگے میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھکر پہچان لیتا ہوں جب وہ مرنیوالے ہوتے ہیں دیکھو بہتر یہ ہے ہم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس چلیں ابھی آپ زندہ ہیں آپ سے پوچھ لیں آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا اگر آپ ہم لوگوں کو یعنی بنی ہاشم کو خلافت دیں تب تو خیر ہمکو معلوم ہوجائے اگر آپ دوسرے کسی کو خلیفہ کریں تو اسکو فرماجائیں گے وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا ایسا نہ ہو ہم آپ سے پوچھیں اور آپ ہم لوگوں کو خلافت نہ دیں پھر تو لوگ قیامت تک آپکے بعد کبھی ہمکو خلیفہ نہیں بنائینگے اور میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خلافت کا سوال نہیں کرنیکا (صحیح بخاری مترجم کتاب المغازی باب مرض النبی صلعم و وفاتہ صفحہ ۳۲ حدثنی اسحق اخبرنا بشر بن شعیب بن ابی حمزہ مطبع احمدی لاہور (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری)

خلافت تیس سال ہوگی:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الخلافۃ من امتی ثلاثون

سنتہ ثم ملک بعد ذلک (جامع ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی الخلافتہ جلد دوم صہ ۱۱۴ نولکشور)
ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے۔

نوٹ: چونکہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام بعد وفات سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس سال تک حیات رہے اور حق کی چکی چلاتے رہے اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے تمام فیصلہ جات و قضایا کو توڑتے رہے اور انکو ہدایت فرماتے رہے وہ حقیقی خلیفہ رسول مقبول صلعم منہاج النبوۃ کے موافق تھے اسواسطے تیس سال خلافت راشدہ رہی اسکے بعد معاویہ نے بغاوت کی اور امیر بن بیٹھا اگر بقول اہلسنت یہ مان لیا جائے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت و حکومت اسمیں شامل ہے تو تمام بادشاہان بنی امیہ۔ بادشاہان بنو عباس اور بادشاہان سلطنت عثمانیہ تا موجودہ ترکی سلطان روم خلفاء اسلام ہرگز نہیں مانے جاتے پھر اہل سنت کا شور و شر فتنہ و فساد خلافت کمیٹی خلافت کانفرنس خلافت والنٹیر سب باطل ہیں۔

۴۔ بارہ خلیفے ہونگے حضرت جابر بن سمرۃ سے حضرت حصین روایت کرتا ہے کہ حضرت جابر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے تحقیق یہ امر خلافت چلا نہیں جائیگا یہانتک کہ اسمیں بارہ خلیفے گذریں۔ جابر کہتا ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے ایسی بات فرمائی کہ مجھپر پوشیدہ رہی جابر کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا حضرت جابر کے باپ نے کہا کہ آپ نے فرمایا وہ بارہ خلیفے قریش سے ہونگے (اور سید علی ہمدانی شافعی المذہب کی تحقیق کے موافق تمام بارہ خلیفے بنی ہاشم ہونگے) صحیح مسلم معہ شرح نووی جلد ثانی صہ ۱۱۹ کتاب الامارت نولکشور۔ جامع ترمذی جلد دوم ابواب الفتن صہ ۱۱۳۔

نوٹ:۔ یہ صحیح متفق علیہ حدیث اوپر کی حدیث تیس سالہ خلافت والی کو بالکل ملیا میٹ کردیتی ہے اور اسمیں تطبیق ناممکن نہیں ہوسکتی خلافت راشدہ تیس سال تک رہیگی اور بارہ خلیفے ہونگے یہ تعداد پوری کرنی چاہئیے

۵۔ مشکوۃ۔ باب جامع المناقب ربع ۴ صہ ۴۴۴/۴۴۵ مطبوعہ امرتسر اور تاریخ الخلفاء سیوطی صہ ۳ پر ہے۔ عن حذیفتہ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال ان استخلفت

وعلیکم فعصتموہ عذبتم ولکن ماحدثکم حذیفتہ فصدقوہ وما اقرأکم عبداللہ فاقرأوہ (رواہ الترمذی) ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا یارسول اللہ کاش آپ کسیکو خلیفہ کرتے فرمایا اگر میں کسیکو تم پر خلیفہ کردوں تم نافرمانی کرو اسکی تو تم عذاب کئے جاؤ گے لیکن جو کچھ تمکو حذیفہ خبر دے اسکو سچا جانو اور جو تمکو عبداللہ بن مسعودؓ پڑھاوے اسکو پڑھو

(۶) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں پیغمبر لوگوں کو حکومت چلاتے تھے یعنی مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طالوتؑ اگرچہ پیغمبر نہ تھا لیکن حضرت اشموئیلؑ کا مطیع تھا وہ پیغمبرؑ تھے جب ایک نبی گذر جاتا دوسرا نبی آتا اور میرے بعد تو تم میں کوئی نبی ہونیوالا نہیں (کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے) لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی دنیا کا کام کون چلاویگا آپ نے فرمایا خلیفہ ہونگے اور بہت ہونگے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیسے کریں آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کرلو۔ پھر جو اسکے بعد اول ہو اور تم جو حق تمہارے اوپر لے اطاعت کرنا ادا کرو اور قریب ہے اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیگا اس حق سے جو ان پر ہے (رقع الحاجۃ عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی صفحہ ۳۹۲)

۷۔ حدیث قرطاس

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ۔ قال عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط۔ قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین کتابہ (بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم پارہ اول صفحہ ۵۵ مترجمہ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بیمار ہوگئے تو آپ نے اسی بیماری کی سختی میں فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تمہارے لئے ایک کتاب لکھ دوں جسکے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیماری کی سختی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہم کو بس کرتی ہے لوگوں نے اختلاف شروع کیا اور غل مچ گیا آپ نے فرمایا چلو اٹھو میرے پاس لڑنے جھگڑنے کا

کیا کام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں کہتے ہوئے نکلے ہائے مصیبت وائے مصیبت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔ فقط۔

دوم حدیث قرطاس عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ہجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ بثلث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزہم ونسیت الثالثۃ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب جوائز الوفد پارہ بارہواں صـ۴۲ مترجمہ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعرات کا دن ہائے جمعرات کا دن پھر رونے لگے اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں رنگ گئیں اسکے بعد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری جمعرات کے دن سخت ہوگئی آپ نے (جو صحابہ حجرہ شریف میں حاضر تھے ان سے فرمایا) لکھنے کا سامان لاؤ میں تمکو ایک کتاب لکھوادوں تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے یہ سنکر صحابہ نے جھگڑا شروع کردیا۔ آپ نے فرمایا پیغمبرؐ کے سامنے جھگڑا کرنا زیبا نہیں۔ صحابہ کیا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری کی شدت سے بڑ بڑا رہے ہیں سرسامی ہذیان میں ہیں بیماری میں بیہودہ کلام نکال رہے ہیں) آپنے فرمایا چلو مجھکو چھوڑو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرانا چاہتے ہو۔ آخر آپؐ نے مرتے وقت تین باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ مشرکوں کو سارے عرب کے جزیرہ سے نکالدینا دوسرے جو جماعتیں پیغام لیکر آئیں ان سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا۔ راوی کہتا ہے تیسری بات میں بھول گیا۔ فقط۔

سوم حدیث قرطاس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جمعرات کا دن ہائے جمعرات کا دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی آپنے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تمکو ایک کتاب وصیت نامہ لکھوا جاؤں تم اسپر چلو تو کبھی

خراب نہ ہو گے یہ سُنکر صحابہ نے جھگڑا شروع کیا۔ حالانکہ پیغمبرؐ کے سامنے جھگڑا کرنا درست نہیں کوئی کہنے لگا۔ فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ الآخرہ کیا آپ بیماری کی شدت سے بڑبڑا رہے ہیں پھر تو پوچھو اور لگے آپ سے پوچھنے آپ نے فرمایا جاؤ بھی جس کام میں مشغول ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کیلئے تم کہہ رہے ہو اور آپ نے زبانی تین باتوں کی وصیت کی فرمایا مشرکوں کو عرب کے جزیرے سے باہر کر دینا اور ایلچی لوگوں کی اسیطرح خاطر کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری بات بیان نہ کی راوی بھول گیا۔ (بخاری پارہ اٹھارواں ص۲۶ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

چہارم حدیث قرطاس

حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہونے لگی اسوقت گھر میں کئی صحابہ بیٹھے تھے آپ نے فرمایا ادھر آؤ میں تمکو ایک کتاب (وصیت نامہ لکھوائے دیتا ہوں تم اس پر چلتے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ سنکر حضرت عمر کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بیماری کی سختی ہو رہی ہے وعندنا کتاب القرآن حسبنا کتاب اللہ اور تم لوگوں کے پاس قرآن اللہ کی کتاب ہے ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اب گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا کوئی کہتا تھا لکھنے کا سامان لاؤ اور کتاب لکھوا لو اچھا ہے تم اس پر چلو تو گمراہ نہ ہو گے کوئی اور کچھ کہتا تھا کہ کتاب لکھوانے کی ضرورت نہیں جب جھگڑا بہت ہو گیا بکواس ہونے لگی تو آپؐ نے فرمایا۔ چلو اٹھو۔ عبیداللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے ہائے مصیبت وائے مصیبت آنحضرت صلعم کو بک بک اور اختلاف کر کے یہ کتاب نہ لکھوانے دی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلعم و وفاتہ پارہ اٹھارواں ص۲۷ مترجمہ احمدی پریس لاہور تیسیر الباری)

(ب) مشکوۃ۔ جلد اخیر۔ باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص۲۴۵ امرتسری۔

(ج) صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوم ص۴۳ سطر ۴ و ۵ پر ہے۔ ان رسول اللہ یھجر وحضرت عمر کا کلمہ ہذیان بحق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا اور اسکا ثبوت دیکھو نہایہ ابن اثیر جزری نسیم ریاض خفاجی۔ شرح قاضی عیاض۔ منہاج السنۃ ابن تیمیہ شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی۔ مکتوبات شیخ احمد فاروقی جلد ثانی مکتوب ۳۶ مترجم مدارج النبوۃ جلد دوم۔ ص۷۸۱ سر العالمین غزالی بمبئی ص۹ تاریخ حبیب السیر جلد اول ص۷۹

(د) بعضوں نے کہا یہ کلام حضرت عمر نے کہا تھا۔ اور قرینہ بھی یہی ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہو وہ کہتا

لکھے جانیکے مخالف تھے (حاشیہ بخاری مترجم پارہ بارہواں ص۴۲ کتاب الجہاد والسیر مطبع احمدی لاہور) اور ص۱۰۲ کتاب الجہاد والسیر تیسیر الباری)۔ بحذف بر معنی لوط۔ ہجر

(ی) ہجر کے معنے یہی ہیں کہ بیماری میں بیہودہ کلام نکال رہے ہیں۔ مگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان کے لائق نہیں آپ بیماری غیر بیماری ہر حال میں جینے تک ہذیان اور بیہودہ گوئی سے محفوظ تھے (حاشیہ بخاری ایضاً)

(ز) دیکھو تاریخ خمیس مصنفہ علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر ص۱۸۲ جلد دوم معارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور ص۳۳ رکن ۴ روضۃ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر لکھنو ص۵۵ الفاروق شبلی نعمانی مطبوعہ افضل المطابع دہلی حصہ اول ص۱/۴۲ سر العالمین امام غزالی مطبوعہ بمبئی ص۹ کتاب الشفاء قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی ص۳۰۶ شرح نہج البلاغتہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی مطبوعہ ایران ص۱۳۳ جلد اول میں حدیث قرطاس کا مفصل بیان دیکھو۔

(ح) روایت میں ہجر کا لفظ ہے جسکے معنے ہذیان کے ہیں (الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول ص۴۱ افضل المطابع دہلی)

(ط) وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (پ۱۹ ع ۱)
اور اسوقت پیغمبر صلعم عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری امت نے اس قرآن کو بکواس سمجھا (مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی) اس حدیث قرطاس سے مفصلہ ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں اور اسلام وایمان اطاعت حضرت عمر پر روشنی پڑتی ہے۔

(اوّل) مذہب اسلام وشریعت سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے اول اختلاف حضرت عمر نے ڈالا۔

(دوم) سب سے اول حضرت عمر نے آخری وقت مرض موت میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور انکے احکام وفرمان نبوتؐ سے قطعی انکار کر دیا اور قرآن شریف کو مانکر صاحب قرآن سے منہ موڑ دیا اور آئندہ حسبنا کتاب اللہ کے پابند نہ رہے

(سوم) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سخت شور وغل مچا کر حضور انور کو تکلیف پہنچائی

(چہارم) لفظ ہجر کلمہ ہذیان کہکر حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت گستاخی

کی اور ایسی بے ادبی کی گویا ایک منٹ کیواسطے بھی آپ خلافتمآب حضور انورؐ کے مرید نہ تھے ۔

(پنجم) حسبنا کتاب اللہ کہنے والے ہمیشہ زمانہ خلافت میں لولا علی لھلك عمر ۔ اگر جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے فرماتے رہے وما ابقانی اللہ بعدك یا ابوالحسنؑ زبان پر لاتے رہے ۔

(ششم) حسبنا کتاب اللہ کے کہنے والے اپنے زمانہ خلافت میں مخالف کتاب اللہ رہے متعۃ النساء متعۃ الحج اور طلاق قرآنی ماہواری کو مٹادیا اور طلاق ثلاثہ کا رواج کرادیا اور شریعت و مذہب اسلام میں کئے احداث و اولیات جاری کردئے ۔

(ہفتم) اسمیں بھی شک نہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس تحریر کے لکھنے میں ضرور کوئی مصلحت تھی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا اسکی وجہ سے تم گمراہ نہ ہوگے مگر حضرت عمر ابن الخطاب مانع وصیت ہوئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گمراہی میں رہی یہ امت محمدیہ پر جناب خلافتمآب حضرت عمر ابن الخطاب کا احسان ہے ۔

(ہشتم) ہجر بمعنی ہذیان ہیں اور کلمہ ہجر کہنے والا شان نبوتؐ سے ناواقف تھا نبی کی شان میں ایسا کلمہ کہنا سزاوار نہیں نبیؐ و رسول ہر حال میں معصوم ہوتا ہے خواہ صحیح ہو یا مریض اگر قلم دوات کاغذ کا فقرہ ہذیان تھا تو قوموا عنی کا فقرہ کیوں ہذیان نہ سمجھا گیا ۔

(نہم) جو شخص تا قرب زمانہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شان نبوتؐ سے ناواقف ہو اسکو کیا کہنا چاہئے ۔

(دہم) بعض علماء اہلسنت کہتے ہیں کہ وصیت نامہ کی تحریر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے نام کی تصریح کا ارادہ فرمایا تھا اس کتابت سے تقرر خلیفہ مقصود تھا ۔ کرمانی شرح بخاری فتح الباری شرح بخاری غرض حدیث قرطاس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور اہل سنت کے نزدیک خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی ہرگز نہیں بلکہ پنچائتی اور اجماعی ہے ۔

(یازدہم) وصیت نامہ کی نسبت حضرت عمر کا قول و فرمان ہے کہ اس محبت کیوجہ سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام کیساتھ تھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں کچھ لکھیں اور حق سے طرف باطل

کے انکے باب میں میل کر جائیں اور مرض الموت میں چاہا کہ انکے نام کی تصریح کریں مگر میں نے روکا دیکھو مسند احمد ابی طاہر۔ تاریخ بغداد شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی جزو دوازدہم ص ۵۱-۶۲

(دوازدہم) یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا گستاخی اور سرکشی ہوگی۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم بستر مرگ پر ہیں اور امت کے درد اور غم خواری کے لحاظ سے فرماتے ہیں کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھدوں جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کیواسطے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اس لئے اس میں سہو و خطا کا احتمال نہیں ہوسکتا باوجود اسکے حضرت عمر بے پرواہی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ ضرورت نہیں ہمکو قرآن کافی ہے طرہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) (دیکھو الفاروق حصہ اول علامہ شبلی نعمانی ص ۴۱ مطبوعہ افضل المطابع دہلی)

(سیزدہم) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی حضرت عمر کے قول حسبنا کتاب اللہ پر پابند نہ رہ سکے نہ انکے نزدیک قرآن شریف قابل سند و حجت رہا علماء اہل سنت نے کتب تفاسیر و احادیث و فقہ تدوین کیں اور مخالفت قرآن شریف میں سینکڑوں حدیث اور فقہ کے مسائل گھڑ لئے گئے۔ آج چکڑالوی اہل قرآن حسبنا کتاب اللہ کہکر تمام احادیث فقہ تفاسیر و تواریخ سے منکر ہے تو اسکو کافر بنایا جاتا ہے غور کرو کتنا فرق ہے

(چہاردہم) حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت عمر ابن الخطاب نے جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور انکی پرواہ نہ کی تو بھلا وہ اہل بیت رسالت صلعم کو کب مان سکتے تھے اور انکی کب اطاعت کر سکتے تھے اس خودسری و سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضرت عمر نے مکان اہلبیت رسالت صلعم پر لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر دیا اور اسمیں آگ لگانیکی دھمکی دی اور مسلح عرب بدوؤں سے مکان جنت نشان کو گھیر لیا (دیکھو لائف آف محمد ص مصنفہ واشنگٹن ارونگ حصہ دوم ص ۴۲) اور ابو الفدا جلد اول۔

(پانزدہم) حضرت عمر نے کلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رد کر دیا۔ اور کلام رسول وحی ہے۔ بقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور وحی خداتعالیٰ کو رد کرنا کفر ہے

(ہفتدہم) یہ امر مسلم و ثابت ہے کہ حضرت عمر نے کلمہ ہذیان سخت گستاخانہ و بے ادبانہ جناب رسول اکرم صلعم کے شان میں نکالا اور اپنے ایمان و اسلام کا اظہار کیا۔ انبیا علیہم السلام بالیقین ہذیان و خطا سے معصوم ہوتے ہیں ورنہ انکے قول و فعل پر ہرگز اعتماد و اعتبار نہیں ہوسکتا۔

(ہژدہم) جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بلند آواز کرنا قطعاً حرام ہے بقولہ تعالیٰ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ رکوع ۱۳) (ترجمہ) مسلمانو اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ انکے ساتھ بہت زور سے بات کرو۔ جیسے تم ایک سے ایک آپس میں زور سے بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت ہو جائے اور تمکو خبر بھی نہ ہو (نذیر احمد)

(نوزدہم) حضرت عمر کا یہ کہنا کہ وصیت پیغمبر صلعم کی ضرورت نہیں حسبنا کتاب اللہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اگر قرآن شریف صرف ہدایت و شریعت کیواسطے کافی ہوتا اور احادیث وسنت رسول مقبول صلعم کی ضرورت وحاجت نہ ہوتی۔ تو پھر بہتر فرقہ اسلام کیوں گمراہ قرار دئے گئے وہ سب کے سب اپنے عقائد کا ماخذ قرآن ہی کو پیش کرتے ہیں۔ اور اہل قرآن فرقہ کو کیوں کافر کہا جاتا ہے اس فرقہ چکڑالوی کے پاس کیا ثبوت ہے کہ انکا ماخذ قرآن سے صحیح ہے اور باقی سب فرقوں کا غلط ہے تنہا قرآن کے ہوتے اس تفرقہ امت پڑجانے کیصورت میں حضرت عمر کا دعویٰ حسبنا کتاب اللہ صحیح نہیں۔

(بستم) حضرت عمر کی مخالفت وصیت اور کلمہ ہذیان سے جناب نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچی کہ آپ نے فرمایا قوموا عنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ ایذائے پیغمبر صلعم کفر ہے قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ ۱۰ ع ۱۴)

حضرت ابوبکر کی رائے حضرت ابوبکر نے خلافت کو اختیار کرکے منبر نبی پر کھڑے ہوکر فرمایا میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں فرمایا اگر کوئی دوسرا شخص کاروبار خلافت کو چاہے تو اسکو خلیفہ بنا دو مجھ سے یہ بار نہیں اٹھایا جاتا کیونکہ آخر میں معصوم نہیں ہوں اور شیطان مجھ پر بھی مسلط ہے امام حسن بصری کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر سے لوگ بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا میں نے خلافت کو قبول کیا ہے مگر میں اسکے ناقابل ہوں شیطان مجھ پر غالب ہے میں نے تمہارا امیر ہونا تسلیم کیا ہے حالانکہ میں تم سے اچھا نہیں ہوں (تاریخ الخلفا سیوطی ص ۳۵)

(ب) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ احمدی پریس لاہور کتاب المناقب پارہ چودھواں ص ۷۹ پر ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ خلافت کیٹی میں جاکر حضرت ابوبکر نے انصار سے مخاطب ہوکر فرمایا یہ نہیں ہو سکتا ہم امیر رہینگے تم وزیر ہو وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان اور انکا ملک یعنی مکہ عرب کے

(ج) میں ہے تو ایسا کرو تمکو اختیار ہے یا تو حضرت عمر سے بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح سے (بخاری)

(ج) حضرت ابو بکر خطبہ دیگر خواند مشتمل بر آنکہ آنچہ از من در اہتمام به بیعت مشاہدہ نمودید از حرص وشرہ بر ولایت و امارت نبود بلکہ از خوف فتنہ و فساد و اختلاف بود اکنوں بحمد اللہ آں خوف برطرف شد ہر کرا مے خواہید خلیفہ سازید کہ من نیز متابعت وے کنم (روضۃ الاحباب جلد دوم صـ۲۴۳ سطر ۵ مطبع انوار محمدی لکھنو۔)

(د) حضرت ابو بکر کو اگرچہ مدتوں کے تجربہ سے یقین ہو گیا تھا کہ خلافت کا بار گراں حضرت عمر کے سوائے اور کسی سے اٹھ نہیں سکتا تاہم وفات کے قریب انہوں نے عام رائے کے اندازہ کرنے کے لئے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا سب سے پہلے عبد الرحمٰن بن عوف کو بلا کر پوچھا انہوں نے کہا عمر کی قابلیت میں کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے حضرت ابو بکر نے فرمایا انکی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا جب کام انہی پر آپڑیگا تو وہ خود بخود نرم ہو جائیں گے پھر حضرت عثمان کو بلا کر پوچھا انہوں نے کہا میں اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ عمر کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں انکا جواب نہیں جب اسبات کے چرچے ہوئے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہیں تو بعضوں کو تردد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابو بکر سے جا کر کہا کہ آپکے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگوں سے کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ اب خدا کے ہاں جاتے ہیں سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دوگے حضرت ابو بکر نے کہا میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کیا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا اور یہ کہکر حضرت عثمان کو بلایا اور عہد نامہ خلافت لکھوانا شروع کیا ابتدائے الفاظ لکھوا چکے تھے کہ غش آگیا حضرت عثمان نے اپنی طرف سے الفاظ لکھ دئے کہ میں عمر کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں (الفاروق شبلی صـ ۴۹/۱۲)

حضرت عمر کی رائے

امام بخاری اور مسلم نے روائت کیا ہے کہ حضرت عمر نے بعد از واپسی حج خطبہ میں لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ فلاں شخص (حضرت عمار بن یاسرؓ) یہ کہتا ہے کہ جب عمر مر جائیگا تو میں فلاں شخص (حضرت علیؓ) سے بیعت کر لوں گا وہ شخص اسبات پر نہ بھولے ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ الا و انہا کانت کذالک الا ان اللہ وقی شرھا ولیس فیکم الیوم من تقطع الیہ الاعناق مثل ابی بکر وانہ کان من خیرنا حین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کہ حضرت ابو بکر کی بیعت لوگوں نے بے سوچے

سمجھے یکایک کرلی گو درحقیقت بات یہی ہے لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ خداتعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے بچالیا اور آج تم میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتا کہ جسکو لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کو بنالیا کیونکہ انسے کوئی بہتر دوسرا شخص نظر نہیں آتا یہ قصہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور انکے ساتھی جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے مکان میں بیٹھ رہے اور انصار ہم سے بالکل الگ ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ میں ٹھہر گئے۔ (بخاری مطبوعہ مصر جلد چہارم ص۱۱۲ کتاب الحدود باب رجم الحبلی پارہ ۲۸ فیض الباری ص۳۷۔

(ب) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی عربی مطبع سرکاری ۱۸۷۰ء ص۶۳ سطر ۵ فصل فی مبایعتہ۔

(ج) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۳۳ فصل بیعت حضرت ابوبکرؓ۔

(د) مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر حدیث السقیفہ ص۵۵۔

(ہ) ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد اول ص$\frac{61}{314}$ - ہوا یہ تھا کہ کسی نے منا میں عین موسم حج میں یہ کہا کہ اگر عمرؓ مر جائیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا اور ابوبکرؓ سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے وفعتہً بیعت کرلی تھی اتفاق سے وہ چل گئے۔ (حاشیہ صحیح بخاری مترجم تیسیر الباری پارہ پندرھواں ص۷۶ کتاب المناقب مطبع احمدی لاہور)

(ز) حضرت ابوبکرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کو مخاطب ہو کر کہا فبایعوا عمرا او ابا عبیدۃ فقال عُمَرُ بل نبایعك انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ وسلم فاخذ عمر بیدہ فبایعہ (صحیح بخاری کتاب المناقب چودھواں پارہ ص۷۹ باب فضل ابی بکرؓ) بیعت کرو عمرؓ کی یا ابوعبیدہ کی حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہا بلکہ ہم تمہاری بیعت کریں گے تم ہمارے سردار ہو اور ہم سب میں افضل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک ہم سب سے پیارے ہو۔ پس حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

نوٹ:۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خلافت صدیقی منصوص من اللہ نہ تھی ورنہ حضرت عمرؓ کوئی اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کرتے یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی حدیث یا جانشینی کا واقعہ ظاہر کرتے حضرت عمرؓ نے صرف حضرت ابوبکرؓ کے مناقب جو انکے اپنے خیالی تھے پیش کر کے بیعت کی نہ ہی حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسول اللہ صلعم کی کوئی نص پیش کی۔

(ح) کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری پ ۲۸ صت ۳۷ باب رجم الحبلی من الزنی اذا احصنت مطبع محمدی پر ہے۔ فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتابع ھو ولا الذی تابعہ تغرۃ ان یقتلا۔ ترجمہ: حضرت عمر نے فرمایا جو بدوں مشورے مسلمانوں کی کسی مرد پر بیعت کرے اسکی متابعت نہ کی جائے اور نہ اسکی جو اسکے تابع ہوا اس خوف کیواسطے کہ دونوں قتل کئے جائیں۔ (ف) خلافت اصحاب ثلاثہ اجماعی اور مشورہ مسلمین سے ہوئے جس اجماع اور مشورہ سے خاندان رسالت صلعم نکالے گئے۔

(و) جب حضرت عمر قتل ہوئے لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کسی کو خلیفہ بنا جاؤ انہوں نے کہا خلافت کے حقدار ان چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتے تک راضی رہے۔ انہوں نے حضرت علیؑ حضرت عثمان حضرت زبیر اور حضرت طلحہ حضرت سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ ابن عمر مشورے میں تمہارے ساتھ شریک ہیگا مگر خلافت میں اسکا کوئی حق نہیں یہ عبداللہ کو تسلی دینے کیلئے کہا پھر اگر خلافت سعد کو مل گئی تو بہتر ہے ورنہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ سعد سے مدد لیتا رہے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان وفیہ مقتل عمر بن الخطاب پارہ چودھواں صت ۹۸ مطبع احمدی لاہور)

(نوٹ) اگر عثمان کی خلافت پر نص ہوتی تو یہ شوریٰ کیوں ہوتا۔

استخلاف } عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میرے باپ (عمر ابن الخطاب) جب زخمی ہوئے تو میں انکے پاس موجود تھا۔ لوگوں نے انکی تعریف کی اور کہا خدا تعالیٰ تمکو نیک بدلہ دیوے انہوں نے کہا لوگ دو طرح کے ہیں بعضے تو امیدوار ہیں مجھ سے کچھ حاصل کرینگے اور بعضے ڈرتے ہیں مجھ سے یا میں امیدوار ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور ڈرتا ہوں اسکے عذاب سے لوگوں نے کہا آپ خلیفہ کر جائے کسیکو انہوں نے کہا میں تمہارا کام کروں زندگی میں بھی اور مرنیکے بعد بھی میں چاہتا ہوں کہ خلافت سے اتنا ہی مجھ کو ملے کہ نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو نہ مجھے کچھ ثواب ہو۔ فان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابی بکر فان اترککم فقد ترککم من ھو خیر منی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر میں خلیفہ کر جاؤں کسیکو تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ کر گئے مجھکو جو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکر اور اگر میں کسیکو خلیفہ نہ کر جاؤں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ

خلیفہ نہیں کر گئے کسیکو جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن عمر نے کہا جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہوا کہ وہ کسیکو خلیفہ نہ کریں گے۔ (ف) نووی نے کہا مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ خلیفہ جب مرنے لگے تو اسکو درست ہے کہ کسی اور کو خلیفہ کر جاوے اور یہ بھی درست ہے کہ کسی کو نہ کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ جائے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسیکو نہیں کیا تھا پھر اگر کسی کو خلیفہ کر جاوے تو حضرت ابو بکر کی پیروی کی اور جو نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور اجماع ہے کہ خلیفہ کر دینے سے خلافت صحیح ہو جاتی ہے اور اجماع ہے کہ خلافت کو ایک جماعت پر چھوڑنا درست ہے مسلمانوں کے مشورے پر رکھکر جیسے حضرت عمر نے کیا چھ آدمیوں کے لئے اور اجماع ہے کہ مسلمانوں پر ایک خلیفہ کا مقرر کرنا واجب ہے اسی لئے مقدم رکھا اسکو صحابہ کرام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز اور دفن پر اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتہً کسی کو خلیفہ نہیں کیا۔ اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔ (المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد خامس کتاب الجہاد والسیر باب الاستخلاف ص ۱۹۶۶ تا ص ۱۹۶۸ مع حاشیہ مطبع صدیقی لاہور۔)

نوٹ: ۔ حضرت ابو بکر نے خلاف سنت کام کیا کہ حضرت عمر کو خلیفہ کر گئے مومن کا بھی کام ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق رہے اور جب آپکا قول یا فعل بہ صحت پہنچ جاوے پھر اسکے خلاف میں دوسرے کسی اصحابی یا امام یا مجتہد یا پیر یا ولی یا بادشاہ یا حاکم کے قول اور فعل کی کچھ پرواہ نہ کرے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر چلے۔ پس حضرت ابو بکر کی وصیت بحق حضرت عمر اور حضرت عمر کا چھ برگزیدہ صحابہ کبار کے حق میں شوریٰ خلاف سنت رسول مقبول صلعم تھا اور انکی خلافت اجماعی باطل رہی۔

(۹) ترجمہ جامع ترمذی جلد دوم نولکشور ص ۱۱۴ ابواب الفتن باب ما جاء فی الخلافۃ)

(۱۰) سنن ابو داود مترجم ص ۴۳۸ مطبع صدیقی لاہور

(۱۱) شرح فقہ اکبر کانپوری ص ۷۴۔

(۱۲) تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۳ ۔

(۱۳) فیض الباری شرح بخاری پ ۲۹ ص ۱۵۷۔

(۱۴) مرہ بن شراحیل نے کہا کہ حضرت عمر نے کہا تین باتیں ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بیان فرما دیتے (تفصیل کے ساتھ) تو مجھے زیادہ پسند تھا ساری دنیا سے اور جو دنیا میں ہے اس سے ایک کلالہ۔ دوسرے ربا۔ تیسرے خلافت (رفع الحاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی صفحہ ۲۳۳ سطر ۶ مطبع صدیقی لاہور)

(۱۵) حضرت عمر ابن الخطاب جب زخمی ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو فرمایا۔ اِنّی لَا اعلم احدًا احق بھذا الامر من ھٰؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وھو عنھم راض فمن استخلفوا بعدی فھو الخلیفۃ فاسمعوا لہ واطیعوا فسمی عثمان وعلیًّا وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص (بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبیؐ پارہ چھٹا صفحہ ۶ تیسر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:۔ دیکھو خلافت کا حقدار میں ان چند لوگوں سے بڑھ کر کسیکو نہیں پاتا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات تک راضی رہے ہیں پھر یہ لوگ جسکو خلیفہ بنائیں میرے بعد وہی خلیفہ ہے اسکی بات سننا اور اسکا کہا ماننا حضرت عمر نے حضرت عثمان اور حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کا نام لیا۔

(۲) حضرت عثمان کی رائے

(۱) کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے اپنے بعد خلافت عبدالرحمٰن بن عوف کے لئے لکھکر اپنے منشی پاس وہ کاغذ رکھوایا تھا مگر عبدالرحمٰن انکی زندگی میں ۳۲ سنہ ھجری میں گذر گئے (حاشیہ بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ احمدی پریس لاہور)

(ب) مروان بن حکم صحیح بخاری کا ملعون راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمان کی ایک سال جب نکسیر پھوٹنے کی بیماری عام ہو گئی تھی نکسیر پھوٹی اور بہت سخت اتنی کہ وہ حج کو نہ جا سکے اور انہوں نے وصیت کی اسوقت قریش کا ایک شخص انکے پاس گیا کہنے لگا تم کسیکو خلیفہ کر جاؤ انہوں نے پوچھا کیا لوگ اسکا ذکر کرتے ہیں اُس نے کہا ہاں حضرت عثمان نے پوچھا کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں یہ سُن کر وہ چپ ہو رہا حضرت عثمان نے کہا شائد وہ زبیر بن عوام کا خلیفہ ہونا چاہتے ہیں تب اُس نے کہا ہاں (دوسرے شخص حارث کے کہنے پر) حضرت عثمان نے کہا سُن لو قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنے لوگوں کو میں جانتا ہوں زبیر ان سب میں بہتر ہیں اور سب سے زیادہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت رکھتے تھے ۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب الزبیر بن العوام پ۱۴ ص۱۰۶ مترجمہ مطبع احمدی لاہور) پھر یہ خلافت نصی کیسے ہوئی۔

(۱۷) **حضرت علیؑ کا فیصلہ وحجت کاملہ** جناب علی علیہ السلام خلافت حضرت ابو بکر کو منصوص من اللہ وحجت کاملہ نہیں جانتے تھے ۔ (روضۃ الاحباب جلد دوم ص۲۴ سطر ۱۲ مطبع انوار محمدی لکھنو) آپکی حجت اور فیصلہ اس طرح پر ہے ۔ جمعے از اہل تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابو بکر صدیق از وجوہ مہاجرین و اعیان انصار مجمعی ساختہ فرستاد و علی مرتضیٰ علیہ السلام را بآن مجلس طلبید وے لجابت فرمودہ دراں مجمع حاضر شد و در محلے لایق خود بنشست واز موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ مے خواہیم کہ چنانچہ سائر اصحاب با ابو بکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت نمی علی گفت من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ اید این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردانم راست بگوئید کہ آنحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرا قرب بود کیست ۔

عمر گفت ۔ ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علیؑ فرمود اول این سخن مرا جواب باصواب بگوئید بعد ازاں از من بیعت جوئید ۔

ابو عبیدہ گفت ۔ اے ابو الحسنؑ تو بواسطہ سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبہ باسید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سزاوار حکومت وخلافتے ولیکن چوں صحابہ بر ابو بکر اجماع واتفاق نمودہ اند مناسب نیست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری ۔

علیؑ گفت ۔ اے ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار صلعم و بمقتضی امانت وراستیت در گفتار و کردار موہبتے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بخاندان نبوتؐ کرامت فرمودہ در بند آں میباشید کہ بجائے دیگر نقل بکنید مہبط قرآن ووحی ومورد امر ونواہی ومنبع فضل وعلم ومعدن عقل وحلم مائیم و بواسطہ ایں امور خلافت را شائستہ وامارت را سزا ئیم الاخرہ (روضۃ الاحباب جلد ۲ ص $\frac{24}{25}$)۔

نتیجہ احادیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کبار کے کلمات وحجت مکالمہ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ سے صاف ثابت ہے کہ خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی ہرگز نہیں بلکہ ناقص اجماعی وبے اصولی ہے اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام اسکا اپنا حق خلافت سمجھتے تھے پس اہلسنت کا اجماع کہ منکر امامت ابو بکر کافر ہے بالکل لغو اور باطل اور بے دلیل وبے سند ہے ۔

فصل ۷

انکار جناب امیر المومنینؑ فاتح خیبر وحنین از سیرت الشیخین

(۱) ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں۔ فاخذ بید علیؑ وقال اولئك ان تحكم بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الشيخين فقال عليؑ احكم بكتاب الله وسنته رسوله واجتهد رائي ثم قال بعثمان مثل ذلك فاجابه وعرض عليهما ثلاث مرات وكان علي يجيب الجوابه الاول وعثمان يجيبه الى مايدعوه ثم بايع عثمان فبايعه الناس ورضوا بامامته انتهى (بیان امامتہ شوریٰ عثمان صفحہ ۸۴/۸۳ ومسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اول سند عثمان ص۷۵ سطر ۱۰ دیکھو) ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں آپ کو والئے اُمت اس شرط پر کرتا ہوں کہ اگر اللہ کی کتاب اور رسول خدا صلعم کی سنت اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر کی سیرت پر حکم کرو پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق تو حکم کرونگا مگر اور اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا پھر یہی الفاظ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کو کہے جنہوں نے قبول کر لئے اور یہی تین مرتبہ دونوں بزرگواروں کے پیش کئے گئے اور جناب علی علیہ السلام اپنے پہلے جواب کے موافق جواب دیتے رہے اور حضرت عثمان نے اپنا وہی جواب دیا پھر اس نے (عبدالرحمٰن) اور لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی اور اسکی امامت پر راضی ہوئے انتہی۔ اس سے چند فوائد عجیبہ حاصل ہوئے۔

(۱) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کتاب اللہ کے فرمان کے بموجب ارشاد فرمایا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول۔ وما اٰتیکم الرسول فخذوه۔ ان کنتم تحبون الله فاتبعونی اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب یتلی علیهم۔ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت فرض ہے اور اسمیں تمام امت محمدیہ اور حضرات شیخین کو بھی تابع قرآن وسنت کیا گیا ہے پس سیرت الشیخین واجب الاطاعت نہیں اور نہ وہ شریعت محمدیہ میں سند ہو سکتی ہے جب دین اسلام مکمل ہو چکا اور نبوت کا خاتمہ ہو گیا تو سیرت الشیخین

کی شمولیت کیسی کیا قرآن شریف و شریعت میں کوئی نقص رہ گیا تھا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کی گواہی موجود ہے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے دنیاوی سلطنت پر لات ماردی مگر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کو نہ چھوڑا اجماعی خلیفوں کی سیرت کو پسند نہ کیا اور نہ انکے مقلد بنے یہ حضور امیر علیہ السلام کی سچی قربانی ہے۔

(۲) سیرت الشیخین سے انکار نے صاف ثابت کردیا کہ مذہب اسلام میں انکی تقلید جائز نہیں جبکہ وہ مفضول تھے اور لولا علی لھلک عمر فرمایا کرتے ہمیشہ فتاویٰ جناب امیر علیہ السلام سے لیا کرتے ہر ایک مسائل میں جناب امیرؑ سے فتویٰ پوچھتے تو جناب امیر علیہ السلام جیسے مجتہد اعظم امام اعظم اور فاضل و عالم۔ بای کس طرح انکے مقلد بن سکتے تھے۔

(۳) اگر سیرت الشیخین مطابق قال اللہ و قال الرسولؐ ہوتے اور ان سے اولیات و احداث سرزد نہ ہوتے اور دین اسلام میں نئے مسائل پیدا نہ ہوتے تب شائد سیرت الشیخین کو مان جاتے چونکہ جناب امیرؑ علیہ السلام نے حضرات شیخین سے انکار کیا ہے اس لئے شیعان مرتضوی بھی ان سے منکر ہیں اور یہ سند قویؑ

(۴) نص جلی سے سیرت الرسول صلعم کی پیروی فرض ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ مگر سیرت الشیخین کیواسطے کوئی سند نہ تھی اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے انکار کردیا۔

(۵) انکار سیرت الشیخین سے معلوم ہوگیا کہ خلافت الشیخین جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک پسندیدہ نہ تھی اسلئے آپؑ نے ان سے بیعت نہ کی تھی اور عدم بیعت کا جھگڑا اس سے صاف طے ہوگیا کہ اگر جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے حضرات شیخین کی بخوشی وخورمی بیعت کی ہوتی تو اب سیرت الشیخین سے کیوں انکار فرماتے اور تمام صحابہ پوچھ سکتے تھے کہ ۱۳ سال تک تو جناب نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بیعت کر رکھی ہے تو ابکی وفات کے بعد سیرت سے کیوں انکار کرتے ہو سیرت الشیخین کا انکار گویا بذاتہ حضرات الشیخین کا انکار بدیہی ہے پس ان سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے برضا و رغبت حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو خلیفہ رسولؐ مقبول نہ مانا تھا۔

(۶) انکار سیرت الشیخین سے خلافت الشیخین باطل ہوگئی اور اجماعی بنیاد سب اکھڑ گئی۔

(۷) فداہ امی و ابی جناب امیر علیہ السلام نے عملی رنگت میں ثابت کردیا کہ اہل بیت رسالت صلعم سے اصحاب النبی صلعم ہرگز افضل نہیں اور نہ ہی انکی سیرت اہل بیت نبوت ؑ سے اعلیٰ ہے۔

(۸) قربان جائیں جناب امیر علیہ السلام نے سنیوں کی موضوعہ و من گھڑت احادیث کی بنیادوں میں بیخ نی پھیر دیا اور انکے حصن حصین پر گولہ باری کردی۔ علیکم بسنتی وسنت خلفاء الراشدین واقتدوا من الذین بعدی ابوبکر وعمر اور اصحابی کالنجوم تینوں احادیث غلط ہوگئیں اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں تو جناب امیر علیہ السلام ضرور سیرت الشیخین پر عمل فرماکر خلافت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے مگر یہاں تو قابی علیؑ ان یقلد هما کا فرمان موجود ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳)

(۹) جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کی سیرت پر کسطرح چل سکتے تھے جو آپ سے علم وفضل زہد تقویٰ شجاعت وسخاوت وعلم القرآن میں بہت ہی کم درجہ رکھتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کو باب مدینۃ العلم کا درجہ وسند نبوی صلعم عطا ہوئی تھی ملا علی قاری حنفی بھی قائل ہے۔ سنو! ثم علی ابن ابی طالبؑ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی القرشی الهاشمی وهو المرتضیٰ زوج فاطمۃ الزہرا وابن عم المصطفیٰ والعالم فی الدرجۃ العلیا والمعضلات التی سالہ کبار الصحابہ ورجعوہ الی فتواۃ فیسا ولہ فضائل کثیرۃ شہیرۃ تحق قولہ علیہ الصلوۃ والسلام انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام اقضاکم علی۔ (دیکھو فقہ شرح اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور ص۷۶ سطر اول)

(الف) جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہوچکے تھے اسلئے اصحاب شوریٰ یہ چاہتے تھے کہ جناب امیرؑ علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین کا اقرار کرلیں تاکہ جناب امیرؑ کی بیعت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بہ تقاضائی بشریت ان سے سرزد ہوجایا کرتی تھیں چنانچہ جنکی نسبت اکثر جناب عمر لولا علی لھلک عمر اور اعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیہا ابو الحسنؑ اور لا ابقانی اللہ بعد کؑ یا علیؑ فرمایا کرتے تھے اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے سیرت الشیخین کا اقرار نہ کیا اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان پر منتقل ہوگیا۔ (دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام باب چوتھا ص۵۴۴ سطر ۱۳ مطبع کریمی لاہور بار سوم)

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام کے انکار نے صاف ثابت کر دکھایا کہ حضرات شیخین اولی الامر منکم کے ماتحت نہ تھے اگر وہ منصوص من اللہ اولوالامر اور وارث نبوتؐ وخلافت ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام جو فنا فی اللہ وفنا فی الرسولؐ کا درجہ رکھتے تھے اور ناطق قرآن تھے ہرگز انکار نہ کرتے فتفکروا یا اولی الابصار۔

(۱۱) جب حضرت عمر ابن الخطاب نے جو سنیوں کے ناطق بالصواب ہیں اور جنکی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہوا حضرت ابو بکر کی سیرت سے کئی دفعہ انکار کر دیا اُنکے احکام کو رد کر دیا اور انکے فتاوی کو ناجائز سمجھا انکے مشورہ و اجماع صحابہ کی پرواہ نہیں کی تو جناب امیر علیہ السلام کو کیا حاجت تھی کہ انکی سیرت کی پیروی کرتے آپنے اپنے حقوق کو صرف اللہ اور رسول کیواسطے قربان کر دیئے اور عبدالرحمن بن عوف کی سیرت شیخین کی شرط کو نامنظور فرماکر خلافت کو الوداع کہدیا۔

(الف) ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے مقصد دوم ص ۱۹۵ سطر اول پر اجماع و سیرت الصدیق سے حضرت عمر کا انکار موجود ہے جسکو ہم یہاں ملاں صاحبان اور اُس کے معاونین محدثین کی خاطر نقل کرتے ہیں سنو جاء عتیبۃ بن حصین والاقرع بن حابس الی ابی بکر فقال یا خلیفۃ رسول اللہ ان عندنا ارض سبخۃ۔ لیس فیہا کلاء ولا منفعۃ ان رأیت ان تقطعنا بہا لعلنا نحرثہا و نزدعہا ولعل اللہ ان ینفع بہا بعد الیوم فقال ابو بکر لمن حولہ من الناس ما ترون قالوا لا باس فکتب لہما کتابا و اشہد فیہ شہودا و عمر ما کان حاضرا فانطلقا الیہ لیشہد فی الکتاب۔ فوجداہ قائما ھینا بعیرا (قطران می مالید)

فقالا ان خلیفۃ رسول اللہ کتب لنا ھذا الکتاب وجئناک لتشہد علی ما فیہ فتقرأ ام نقرأ علیک قال اعلی الحال التی تریان ان شئتما فاقرأہ وان شئتما فانتظرا حتی افرغ قالا بل نقرأ علیک فلما سمع ما فیہ اخذہ منہما ثم تفل فیہ فمحاہ فتذمرا لہ قالا لہ مقالۃ سیئۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتألفکما والاسلام یومئذ ذلیل وان اللہ تعالیٰ اعز الاسلام فاذھبا فاجھدا جہدکما لا ارعی اللہ علیکما ان ارعیتما فجاء الی ابی بکر وھما یتذمران فقالا لہ واللہ ما ندری انت امیر ام عمر فقال بل ھو لو کان شاء وجاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو مغضب حتی وقف علی ابی بکر فقال اخبرنی عن ھذہ الارض التی اقطعتہا ھذین اھی لک خاصۃ ام بین المسلمین عامۃ فقال فما حملک علی ان تخص بہا ھذین دون جماعۃ المسلمین قال استشرت الذین حولی فاشاروا بذلک فقال افکل المسلمین اوسعتہم مشورۃ و رضیً فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد کنت قلت لک انک اقوی علی ھذا الامر منی لکنک غلبتنی ترجمہ:۔ یعنی عتبہ بن

حصین اور اقرع بن حابس نے ایک زمین غیر آباد کی خواہش کی ابوبکرؓ نے موجودین صحابہ سے اجماع کرا کے اسکا پروانہ لکھ دیا گواہی شاہدی بھی ہوگئی عمر اس وقت موجود نہ تھے یہ دونوں وہاں گئے کہ انکی گواہی بھی ہو جائے دیکھا وہ اونٹ کے بدن پر قطران مل رہے ہیں ان دونوں نے کہا یہ خلیفہ کا پروانہ ہے چاہتے ہیں کہ تم بھی اس پر گواہی کر دو عمر نے کہا کیا اس حالت میں (بس یہیں سے غصہ بھڑکا) اگر چاہو تو پڑھ کر سناؤ یا اتنا انتظار کرو کہ ہم فارغ ہو جائیں اُن دونوں نے پڑھکر سنانا شروع کیا جب پڑھ چکے تو عمر نے وہ کاغذ لیا اور اس پر تھوک دیا اور مٹا دیا اس پر وہ دونوں بہت غصہ ہوئے اور بہت بُرا کلمہ بحق عمر کہا (یہ دونوں بھی صحابی عمر بھی صحابی ہیں اور گالی دیتے ہیں) اس پر عمر نے کہا آنحضرتؐ تمہاری تالیف قلب کرتے تھے جب اسلام ذلیل تھا اور اب خدا نے اسلام کو عزت دی اب تم جاؤ جو چاہو کرو اسیطرح بولتے ابوبکر کے پاس آئے اور کہا نہیں معلوم تم خلیفہ ہو یا عمر ابوبکر نے کہا اگر وہ چاہتے تو وہی خلیفہ ہوتے؟ عمر بھی غضبناک آئے اور ابوبکر کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہا بتاؤ کہ یہ زمین جو تم نے جاگیر میں ان دونوں کو دی ہے یہ تمہارا مال ہے یا عام مسلمین کا ہے ابوبکر نے کہا بلکہ حق جمیع مسلمین ہے عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عام مسلمین کو چھوڑ کر ان دونوں کو اس کے ساتھ مخصوص کیا؟ ابوبکر نے کہا کہ ہم نے تو ان لوگوں سے مشورہ کیا تھا سب نے اسکی رائے دی، عمر نے کہا کیا کل مسلمین سے مشورہ کیا تھا اور سب راضی ہوگئے ابوبکر نے کہا اسی وجہ سے تو ہم کہتے تھے تم ہم سے زیادہ قوی ہو مگر تم ہم پر غالب آگئے۔

اس روایت سے اجماع کی حقیقت اور اسکی حقیقت بخوبی ظاہر ہوگئی کیونکہ عمر صاحب نے جو ترکیب اجماع کی نکالی تھی اُس کے مطابق ابوبکر صاحب نے اجماع کرا کے یہ نوشتہ لکھا تھا مگر ایک تنہا رائے عمر صاحب کی ایسی غالب آئی کہ اُس نوشتہ کو تھوک کر مٹا دیا پھر بتائیے ہر اجماع کیونکر حق ہو سکتا ہے۔ اور خلیفہ رسولؐ کی یہی عزت ہوتی ہے۔ پھر حضرت عمر صاحب نے بتایا کہ اجماع کو ضرور ہے کہ کل مسلمین کے مشورہ سے ہوا۔ فکل المسلمین اوسعتہم مشورۃ و رضی مگر ہائے خلافت ابوبکر کے وقت نہ سوئچا گیا کہ یہاں کل مسلمین کے مشورہ کی ضرورت ہے یا نہیں کیونکہ وہ تو چند ایکڑ زمین تھی یہاں خلافت رسولؐ ہے اور تمامی ممالک اسلام کا قبضہ۔

نہیں نہیں حضرت عمر صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب پورے طور سے خلافت پر قبضہ کر کے

مرتے وقت اپنی قوم کو بتا گئے کہ تم جس راہ پر چلتے ہو اور جس خلافت کو حق سمجھتے ہو غلط ہے حضرت ابوبکر نہ منصوص من اللہ تھے اور نہ ہی اجماعی خلیفہ تھے۔

(۱۲) دراصل شوریٰ و عمل سیرت الشیخین کا صرف بہانہ تھا ورنہ حضرت عثمان کو تو حضرت عمر ابن الخطاب اپنی عین حیات میں اپنا خلیفہ و ولیعہد بنا گئے تھے سنو! عن حذیفۃ قال قیل العمر ابن الخطاب وھو بالمدینۃ یا امیر المؤمنین من الخلیفۃ بعدك قال عثمان ابن عفان (خثمیۃ الطرابلتی فی فضائل الصحابہ۔ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۱۸۸ سطر ۱۹) حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب سے پوچھا گیا جبکہ وہ مدینہ میں تھے کہ اے امیر المومنین آپ کے پیچھے کون خلیفہ ہوگا فرمایا حضرت عثمان ابن عفان (یہ چودھویں صدی کا انشا راز ہے۔) (صابر)

فصل ۶

خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ پر جناب امیر علیہ السلام کی ناراضگی

خطبہ شقشقیہ: اما واللہ لقد تقمصھا ابن ابی قحافۃ وانہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی۔ ینحدر عنی السیل۔ ولا یرقی الی الطیر۔ فسدلت دونھا ثوبًا وطویت عنھا کشحًا۔ وطفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء۔ او اصبر علی طخیہ عمیاء یھرم فیھا الکبیر ویشیب فیھا الصغیر ویکدح فیھا مومن حتی یلقی ربہ۔ فرایت ان الصبر علی ھاتا احجیٰ الخ (دیکھو شرح نہج البلاغت علامہ سید نایب علی صاحب قبلہ ص ۳۹) ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام کے خطبوں سے یہ مشہور خطبہ شقشقیہ ہے۔ اے سننے والے خبردار رہو۔ آگاہ قسم خدا کی ابن ابی قحافہ نے پیراہن خلافت کو زیب تن کر لیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کیلئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب آسیاب کو آسیا سے مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا وہ پایہ رفیع بلند ہے جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں جب ابن ابی قحافہ نے اس پیرہن کو ناحق اپنی زینت بنا لیا تو میں نے اپنی

اس خلافت کے درمیان پردہ ڈالدیا اس سے پہلوتہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بریدہ و شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت اور تاریکی ضلالت پر صبر کروں یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خوردسال بوڑھا ہوا اور بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہو کر خدا سے ملاقات کرے اسوقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے لہذا میں نے صبر اختیار کیا اسوقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ اور خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں پھندے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کسطرح تاراج و غارت ہو رہی ہے یہانتک کہ اوّل (حضرت ابوبکر) تو اپنے رستہ پر گذر گیا اور اپنے بعد خلافت کا ڈول فلاں (حضرت عمر) کیطرف پھینک گیا بعدہ جناب امیر نے تمثیلاً اعشیٰ شاعر کا یہ شعر پڑھا ؎

شتان مایومی علی کورہا ویوم حیان اخی جابر

یعنی ایک روز میں اپنے اونٹ پر سختیوں سے سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا ان ہر دو روز میں کس قدر فرق ہے اس تمثیل سے جناب امیر علیہ السلام اپنی ما فی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں کہ برادر بزرگ یعنی جناب رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتے تھے اور یا یہ آج کا دن ہے پھر آپ نے فرمایا مگر مجھے تو تعجب ہے کہ ابوبکر اپنی حیاتی میں خلع بیعت کرتا تھا مگر اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ خلافت کو منعقد کر دیا پستان ناقہ خلافت کو دونوں نے آپسمیں چوسا افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالہ کر دیا جسکی زبان نہایت سخت اور کاری تھے جسکا چھونا بھی ناگوار تھا جسکی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں اسکی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور اپنی لغزشوں پر عذر خواہ بھی ہوتا تھا ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے والے اونٹ پر سوار ہو اگر یہ سوار اسکی مہار کھینچتا ہے تو اسکی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے حیات خداوندی کی قسم ہے کہ لوگ اسکے سبب سے خبط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل و نااہل دینی و دنیوی امور میں رائے زنی کرنے لگا متلون مزاجیاں اور اعتراض دامنگیر ہوئے میں نے طول مدت اور شدت محنت پر صبر کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے راستہ پر گذر گیا اور امر خلافت کو ایک جماعت میں چھوڑ گیا اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں یا اللہ اس شوریٰ کی بابت میں فریاد کرتا ہوں مجھے کسی

زمانہ میں یہ تردد ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول و پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب بن جاؤں یہاں تک کہ اس جماعت کی ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور معیت مجھے پسند نہ تھی جو ان کا پیشوا تھا پھر انکے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو میری شان و قدر علم و فضل حکمت و اخلاق کے درجے بہت اعلیٰ ہیں جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اترے مجبوراً میں بھی انکے ساتھ اُترا اور جب یہ اونچے اُڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا اب مجھے تو انکا رام کرنا اور انہیں ہدائت کا راستہ دکھا دینا مطلوب ہے جیسے اہلی کبوتر جنگلی کے ساتھ پرواز کرکے اسے اپنا کر لیتا ہے پس اس جماعت میں سے ایک شخص میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص اپنے داماد کی طرف مائل ہو گیا اور دو اور شخص بھی اسکے ہم زبان ہو گئے جو اپنی قباحت اور رذالت کے سبب سے اس قابل بھی نہیں کہ انکا نام لیا جائے یہاں تک کہ اس قوم میں سے ایک تیسرا شخص (حضرت عثمان) خلافت پر قائم ہو گیا اور اسکی یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے معدے اور امعاء کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا تن پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کئے پھر ساتھ ہی اسکے باپ کے بیٹے بھی کھڑے ہو گئے خدا کے مال کو اسطرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چر جاتا ہے یہانتک کہ اسکے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسکے اعمال نے اسکے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا اور اسکی شکم پوری نے اُسے اوندھا منہ کے بل گرا دیا۔ مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی اسوقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف و خطر میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ لوگ میری طرف یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا یہانتک کہ حسین ع اسی کشمکش اور ازدحام میں پائمال ہو گئے میری چادر کے دونوں گوشے پھٹ گئے اور بکریوں کے گلے کیطرح لوگ گرد جمع ہو رہے تھے۔ مجبوراً جب میں نے امر خلافت قائم کیا تو ایک گروہ ناکثین میں داخل ہوا۔ (اصحاب جمل طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ) ایک جماعت اپنے اقوال سے پھر گئے (اہل نہروان خوارج) کچھ لوگ (اصحاب معاویہ) فاسق ہو کر اطاعت خداوندی سے باہر ہو گئے گویا انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا۔ قولہ تعالیٰ۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (یہ سرائے آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری جاہ و طلبی اور فتنہ فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت پرہیزگاروں کیواسطے ہے)

خدا کی قسم انہوں نے اس کلام کو سنا تھا اور اسکو دل پر نقش کیا تھا لیکن شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائیشوں کے ساتھ انکی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس کے جمال پر انکو فریفتہ کر دیا تھا ہاں آگاہ رہو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی ناصرین کا ہجوم قیام حجت کیلئے نہ ہوتا اور مجھے اس عہد و میثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو علماء سے پروردگار عالم نے لیا ہے کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں کا مال کھانیکی اجازت نہ دیجائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکھا نہ رہے تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا (جہاں چاہے چلا جائے) اور آخری حصہ خلافت کو بھی اسے پہلے پیالے سے سیراب کر دیتا اور کبھی اس کے اہل کو آبحیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے اور العطش العطش کہتے کہتے مرجاتے یہ دنیا جو تمہیں اسقدر مرغوب ہے جسپر تم یوں جان دے دیتے ہو واللہ میرے نزدیک بکری کے چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے (نیرنگ فصاحت) اللہ اکبر جناب امیرؑ نے کس فصاحت و بلاغت سے حالات خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ و افعال معاویہ کا اظہار فرمایا ہے اور اجماعی خلافت کے بخئے اُدھیڑ کر رکھ دئے ہیں سعید الفطرت اور منصف مزاج مسلمان کے واسطے اتنا کافی اور ایک قوی حجت و دلیل ہے جو اظہر من الشمس ہے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت خلافت بلا فصل ہو سکتا ہے۔

توثیق خطبہ شقشقیہ یہ وہی معرکتہ الارا خطبہ شقشقیہ ہے جسمیں جناب امیر المومنین سید المسلمین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے غصب خلافت کے واقعات کو بیان کیا ہے اور زیادہ تر اسی خطبہ کیوجہ سے بعض حضرات اہلسنت اصل نہج البلاغت کو جناب امیر علیہ السلام کے کلام ہونے سے انکار کر دیتے ہیں لیکن خود علماء اہلسنت اس کثرت سے اسکو قبول کرتے ہیں کہ انکار ممکن ہی نہیں۔

(۱) علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامتہ میں چند روایات سے پورا خطبہ نقل کیا ہے اور اسکو کلام جناب امیر علیہ السلام تسلیم کیا ہے۔

(۲) علامہ ابن اثیر جذری نے اپنی کتاب نہایہ صفحہ ۲۴۹ میں پندرہ مقام پر قبول کیا ہے۔

(۳) علامہ محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار میں اسکو مانا ہے دیکھو لفظ شقشقیہ صفحہ ۲۰۴

"(۴) علامہ فیروز آبادی نے قاموس میں اسکا حوالہ دیا ہے (دیکھو لفظ شقشقیہ)

"(۵) ابوالفضل میدانی نے مجمع الامثال میں۔ ابن خشاب نے اپنے شاگرد کے درس دینے میں حسن ابن عبداللہ بن سعود عسکری صاحب کتاب مواعظ وزواجر نے اپنی شرح خطبہ شقشقیہ میں تسلیم کیا ہے۔

(۶) علاو الدولہ شمنانی نے کتاب العروۃ الوثقیٰ میں تصریح کی ہے کہ خطبہ شقشقیہ کلام حضرت مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہے۔

(۷) علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں۔ علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں۔ علامہ گادرونی نے شرح مصابیح میں۔ ملا یعقوب لاہوری نے شرح تہذیب میں امام شوکانی نے کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر میں اور علامہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت میں اعتراف کیا ہے کہ نہج البلاغت کلام جناب امیرؑ ہے۔ ان زیادہ دیکھو شرح نہج البلاغتہ علامہ سید ناسید علی حید رصاحب قبلہ ایڈیٹر اصلاح والشمس وغیرہ لکھنوء۔ سارن)

(۸) والشقشقیۃ بالکسر شئی کرمۃ یخرجہ البعیر من فیہ اذا ھاج والخطبۃ الشقشقیۃ العلویہ یقولہ لابن عباسؓ لما قال لہ لو اطردت مضالتک من حیث افضیت۔ یا بن عباس ھیئات تلک شقشقیہ ھدرت ثم قرت (دیکھو قاموس عربی مطبوعہ ایران فصل الشین) ترجمہ:۔ اور شقشقیہ ساتھ کسر زیر کے وہ چیز ہے جو اونٹ کے منہ سے نکلتی ہے جب وہ مست ہو جاتے ہیں اور بڑبڑ کرتے ہیں اور خطبہ شقشقیہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السّلام کا ہے جب حضرت عباس نے عرض کیا یا امیر المومنین علیہ السّلام اپنے فرمان کو ایسی جگہ سے شروع فرماویں جہاں چھوڑا تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا افسوس اے ابن عباس یہ عالم وجدانی کا شقشقہ تھا جو آیا اور چلا گیا۔

(۹) (ومنہ حدیث علیؑ) فی خطبۃ لہ تلک شقشقۃ ھدرت ثم قرت (دیکھو نہایہ ابن اثیر جزری باب الشین مع القاف صہ ۲۴۹ مطبوعہ مصر۔

ثبوت خلافت بلافصل از خط وکتابت حضرت محمد بن ابوبکر و معاویہ بن سفیان

(۱) خط اوّل:۔ پہلا خط بنام حضرت محمد بن ابوبکر از کتاب علامہ ابن حجر عسقلانی فضائل باہرہ: یہ خط معاویہ بن

ابوسفیان کا محمد بن ابی بکر کے نام ہے جو اپنے باپ سے عاق ہے۔ اما بعد تیرا خط پڑھا اور میں ہمیشہ تیری توقیر کرتا تھا بہ سبب اس حق کے جو مجھ پر واجب ہے اور جناب علیؑ بیشک صاحب سوابق ہیں اور ہمیشہ رئیس و سردار رہے یہانتک کہ خلیفہ اول اچھلے اور اسکا حق تیرے باپ نے چھین لیا پس جو کام ہم کرتے ہیں اگر حق ہے تو تیرا باپ اسکا باعث ہے اور اگر خطا ہے تو تیرا باپ اسکا سبب ہے اب جو چاہو تو اپنے باپ کے بارے میں کہہ دیا چھوڑ دو۔ والسلام۔

(۲) دوسرا خط بنام حضرت محمد بن ابوبکر از مروج الذہب مسعودی حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۷۹ مطبوعہ مصر ترجمہ خلاصہ خط یہ ہے۔ یہ خط معاویہ ابن صخر کا محمدؓ بن ابوبکر کیطرف ہے۔ اما بعد تو نے حمد و نعت مصطفےٰؐ و آلہ کے بہت سی باتیں لکھی ہیں جن میں تیری تصنیف اور تیرے باپ کی تصنیف ہے تو نے فضائل علیؑ ابن ابی طالب کو بیان کیا ہے اور انکے قدیم سوابق و قرابت رسولؐ کو اور ہر خوف و شدت کے مقاموں میں مواسات کرنیکو تیری حجت مجھپر اور عیب گیری کچھ اپنی ذاتی فضیلت سے نہیں ہے بلکہ غیر کی بزرگیوں سے ہے میں خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے تجھے فضیلت نہ دی اور تیرے غیر کو دی بیشک ہم لوگ جبکہ تیرے باپ ہم میں موجود تھے بفضل علیؑ ابن ابی طالب کو پہچانتے تھے اور انکے حق کو ضرور جانتے تھے مگر بعد وفات رسول اللہ صلعم کے تیرے باپ اور انکے فاروق پہلے شخص ہیں جنہوں نے اُنکے حق کو چھین لیا اور انکے امر کی مخالفت کی اسی پر اول دونوں نے اتفاق و اجماع کیا پھر دونوں نے علیؑ کو اپنی بیعت کے لئے بلایا تو انہوں نے انکی بیعت میں دیر کی اور تاخیر کرنے لگے تب ان دونوں نے انکے ساتھ بہت قصد کئے اور ارادہ امر عظیم کا کیا (یعنی قتل کرنا چاہا) یہانتک کہ انہوں نے بیعت کی (طوعاً و کرہاً) اور انکی حکومت کو مان لیا وہ دونوں خلافت کا کاروبار کرنے لگے انکو کسی امر میں شریک نہ کرتے تھے نہ اپنے راز کی باتوں پر مطلع کرتے تھے یہانتک کہ وہ دونوں فوت ہو گئے اور تیسرے عثمان اُن کے قائم مقام ہوئے اور اسی ڈھب پر چلے اور یہی چال انہوں نے اختیار کی تو تو نے اور تیرے ساتھی علیؑ نے عتاب کیا تا آنکہ اہل معصیت نے انمیں طمع کی اور بمکر و فریب قتل کرنا چاہا عداوت تم دونوں نے ظاہر کی یہانتک کہ آرزوئیں تمہاری پوری ہوئیں اور ہم لوگ انکے شریک ہیں اگر تیرا باپ پہلے سے یہ کاروائی نہ کرتا تو ہرگز ہم لوگ علیؑ ابن ابی طالب کی مخالفت نہ کرتے اور انکی خلافت کو تسلیم کر لیتے مگر کیا کریں کہ تیرے باپ ہی نے سب سے پہلے مخالفت کی تو ہم لوگ انہیں کے طریقہ پر چلتے ہیں اب جو

چاہو اپنے باپ کے حق میں کہہ دیا کرو۔

(۳) تیسرا خط عبداللہ بن عمر کا بنام یزید بن معاویہ جواب یزید پلید ملعون جس وقت جناب سیدنا ذبیح اللہ الحسینؑ شہید ہوئے تو عبداللہ بن عمر نے یزید ابن معاویہ کو خط لکھا کہ ایک مصیبت عظیم واقع ہوئی اور سخت حادثہ اسلام پر ظاہر ہوا جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام کے یوم شہادت سے کوئی دن زیادہ نہیں جواب میں یزید پلید نے عبداللہ بن عمر کو لکھا اے احمق ہم طرف ایسے مکانات آراستہ گھر کے آئے جن میں عمدہ فرش بچھا تھا اور بڑے بڑے تکئے لگے ہوئے تھے اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو آگے سے ایسے ظلم کی نسبت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے (دیکھو تاریخ بلاذری اور وقائع خلافت حضرت علی)

(۴) چوتھا خط معاویہ بنام جناب امیر علیہ السلام از کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۲۳۵ جلد دوم۔
خدا تعالیٰ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ کو اُنکے اصحاب کیساتھ چن لیا اُن سے نصرت و مددومی اور خلیفہ اوّل کا مرتبہ اور مسلمین کے نزدیک افضل تھا جس نے سب کو جمع کیا اور مرتدین کو قتل کیا پھر خلیفہ ثانی وہ تھا جس نے شہر کے شہر فتح کئے پھر تیسرا مظلوم خلیفہ جس نے حق کو پھیلایا لیکن تم نے مظلوم سے دشمنی کی کمر پھیلایا تم نے دلمیں بخار اور کینہ رکھکر زہرداری کی اور باطن میں نصرت سے علیحدہ رہے تم نے ابوبکر سے حسد کیا اور فساد کے درپے رہے اور خانہ نشین رہے تاکہ عمدہ مسلمین اور صحابہ بیعت ابوبکر سے منحرف ہوئے اور تم نے خلافت عمر سے کراہیت کی ظلم عمر کی شکایت کی اور حضرت عثمان کی فقہ دین سیرت وعقل پر طعن کیا اپنے اصحاب کو تعلیم کر کے اسکو قتل کرا دیا اب تمکو لازم ہے کہ موافق سیرت مومنین شوریٰ کی خلافت کرو تب خلیفہ ہو۔

نوٹ:۔ اس خط کا جواب دیکھو فصل خلافت اجماعی پر ریویو۔

ثبوت خلافت بلافصل

کی علامہ شبلی نعمانی صاحب اپنی کتاب المامون حصہ اول صفحہ ۸ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں چودھویں صدی کے محقق کی تحقیقات غور سے پڑھو۔ آنحضرت صلعم سے پہلے عرب کی تمام قوت و شوکت اصلی مرکز قریش کا قبیلہ تھا لیکن قریش کے بھی دو برابر حصے ہو گئے تھے۔ ہاشم و امیہ (جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے صاف تصریح کردی ہے۔) جمعیت اور ملکی اقتدار میں بنو امیہ کا پلہ بنو ہاشم سے بھاری تھا البتہ آنحضرت صلعم کے وجود مبارک سے بنو ہاشم فخر اور اعزاز میں اپنے حریفوں سے نمایاں طور پر ممتاز ہو گئے آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد جب

خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہو گیا لیکن بنو ہاشم دیر تک اپنے ادعا پر رُکے رہے اور انکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس بہت ہوا حضرت ابوبکر صدیق کے بعد شائد بنی ہاشم کے دعوے نئے سر سے پیش ہوتے لیکن حضرت عمر کی باضابطہ ولیعہدی نے اُسکا موقعہ نہ دیا حضرت عمر نے اپنی وفات کے قریب چھ شخصوں کو چُنا جنکی حالت نہ لیاقتیں انکے نزدیک مساویانہ درجہ رکھتی تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے حضرت علیؑ بھی انتخاب شدہ لوگوں میں شامل تھے اور گو حضرت عباس نے انکو ہدائیت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بحث و اتفاق کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ غیر کسی کی اعانت کے اپنے آپ استحقاق کا فیصلہ کر لیں لیکن جناب امیرؑ کی بیغرضی اور فیاض دلی نے اِس اختلاف انگیز تحریک کے قبول کرنیکی اجازت نہ دی اور جب عبدالرحمٰن بن عوف نے جو اس نزاع کے طے کرنے کیلئے ثالث مقرر ہوئے تھے حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت علیؑ نے "صبر جمیل" کہا اور تن بتقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمان خاندان بنو امیہ سے تھے اور انکی خلافت ایک نئی تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھا حضرت ابوبکر و عمر نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لئے انکے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونوں خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے۔

نوٹ جناب علامہ شبلی صاحب یہ تحقیق تو آپکی ٹھیک نہیں جناب نے دیدہ و دانستہ گریز کیا ہے۔ بیشک بنی امیہؓ سے ابوسفیان کے دو نو بیٹے خلافت میں حصہ رکھتے تھے خاصکر حضرت عمر کے زمانہ میں معاویہ گورنر شام مقرر کیا گیا جسکو کسرائے عرب کہتے تھے۔ دیکھو حبیب السیر روضۃ الصفا وغیرہ اور بلاشک بنی ہاشم کا خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا کیونکہ وہ دعویدار خلافت تھے انکو دبایا جانا ذلیل و خوار مفلس و کنگال کرنا منظور تھا تاکہ سر نہ اٹھائیں اور خاندان نبوتؐ سے ہمیشہ کے لئے خلافت اٹھ جائے یہی وجہ ہے کہ سادات کرام پر بنی امیہ و بنی عباس نے ظلم کئے۔

(۲) حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہؓ کے ہاتھ میں دیدئے امیر معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں انکا اقتدار اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ شام کے فرمانروائے مستقل سمجھے جاتے تھے حضرت عثمان کی خلافت قریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر میں اسی خاندانی رعائیت پر لوگ اُن سے ناراض ہو گئے اور انکی شہادت تک نوبت پہنچی لیکن اس وسیع مدت میں بنی اُمیہ کا خاندان ملکی و مالی دونوں حیثیت سے نہایت طاقتور ہو گیا جسکا اثر یہ تھا کہ حضرت علی علیہ السلام

کے عہد میں امیر معاویہ نے ہمسری کا دعویٰ کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس میں انکو حضرت علیؑ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کیساتھ جناب امیرؑ کے حریف رہے اور جنگ جو آخری فیصلہ ہوا وہ بھی گویا انہیں کے حق میں ہوا۔ اب اسلام میں ہاشمی اور اموی دو طاقتیں حریف مقابل بن کر قائم ہوئیں ملا المامون ص ۹)

(۵) معاویہ اور ابن حصین کا مکالمہ

از عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۰۳ معاویہ نے ابن حصین سے کہا کہ ہم نے سنا ہے تو بڑا ذہین وعقلمند ہے بتا مسلمانوں میں اختلاف کیوں پیدا ہوا جس سے اسطرح کی تفریق ہو رہی ہے۔

ابن حصین:۔ چونکہ حضرت عثمان کو لوگوں نے مل کر قتل کیا اس وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا۔

معاویہ:۔ اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔

ابن حصین:۔ دوسری وجہ یہ کہ حضرت علیؑ تجھ سے لڑنے کو نکلے اور تو ان سے لڑنے کو گیا۔

معاویہ:۔ اس سے بھی اختلاف نہیں ہوا۔

ابن حصین:۔ تو طلحہ و زبیر اور عائشہ کے جنگ نے یہ اختلاف پیدا کیا۔

معاویہ:۔ اس سے بھی کچھ نہیں ہوا بلکہ یہ سارا فساد صرف حضرت عمر کے شوریٰ مقرر کرنے سے ہوا جو انہوں نے چھ ممبروں کا شوریٰ قائم کیا کیونکہ رسول اللہ صلعم کو خدا نے مبعوث برسالت کیا وہ مطابق حکم خدا عمل کرتے تھے پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے جنکو حضرت صلعم نے نماز کے لئے امام بنایا پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ پھر عمر نے مرتے وقت شوریٰ قائم کیا جس سے ہر شخص کو آرزو پیدا ہوئی۔

فصل ۹

خلافت اجماعی کی متعلق چند پیشین گوئیاں اور صحابہ کا حدث

(۱) قولہ تعالیٰ۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ۔ یعنی اے اصحاب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ وقت قریب ہے کہ تم متولی امر اسلام ہو کر ملک میں خرابی ڈالو اور اپنی قطع رحم کرو جو ایسا کریں خدا نے اُن پر لعنت کی ہے اُنکے کانوں کو بہرا اور آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔

(۲) صحابہ سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ جب وقت تم پر خزانہ فارس اور روم کے کھولے جائیں گے اسوقت تم کیسے لوگ ہوگے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا جیسا کہ ہمیں خدا نے حکم دیا ہے ویسے ہونگے آپ نے ارشاد فرمایا کبھی نہیں بلکہ تم باہم حسد و نفسانیت کروگے۔ اور بغض رکھوگے اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم مشرک ہو جاؤگے بلکہ تم حرص و ہوا میں پھر جاؤگے (صحیح مسلم و تاریخ واقدی) یہ قضایا روم و فارس حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں واقع ہوئی۔

(۳) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ سرورِ عالم صلعم نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہر آئینہ تم پیروی کروگے ان لوگوں کے طریقے کی جو تم سے پہلے تھے بالشت بالشت تک اور ہاتھ ہاتھ تک یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھس جائیں تو تم بھی اس میں چلے جاؤگے صحا[illegible]رض کیا یہود و نصاریٰ کے فرمایا پھر کون یعنی تم انہی کی پیروی کروگے (صحیح بخاری)

(۴) پیشین گوئی۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مدینہ کے باہر نکلے اور احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں پھر مسجد کے ممبر پر آئے اور فرمایا میں تم لوگوں کا قیامت کے دن پیش خیمہ ہونگا اور میں تم پر گواہی دونگا قسم خدا کی میں اب اسوقت اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور اللہ نے مجھکو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دلوائیں اور قسم خدا کی مجھکو تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم پھر شرک کرنے لگوگے مگر مجھے یہ ڈر ہے کہیں دنیا میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک اور حسد نہ کرنے لگو (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب المناقب پارہ ۱۴ صفحہ ۴۹)

(۵) پیشین گوئی۔ حضرت اسامہ بن زید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے ایک بلند مکان پر چڑھے۔ فرمایا تم وہ فساد اور فتنے دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں بارش کے قطروں کیطرح تمہارے گھروں کے اندر گر رہے ہیں (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور

کتاب المناقب پ۱۴ ص۷۹)

(۶) پیشین گوئی:۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب ایسے فتنے ہونگے جن میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص انکو دیکھنا چاہیگا وہ فتنے اسکو تباہ کریں گے اور جو شخص ان فتنوں سے بچنے کی کوئی جگہ پائے تو وہاں جاکر پناہ لے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پ۱۴ ص۸۱ مطبع احمدی لاہور)

(۷) پیشین گوئی:۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب تمہاری حق تلفی ہوگی اور ایسی باتیں ہونگی جنکو تم برا سمجھو گے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسے وقت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو حق دوسروں کا تم پر ہے وہ تو ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پ۱۴ ص۸۵)

(۸) پیشین گوئی:۔ حضرت حذیفہ بن یمان کہتے تھے۔ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھی باتوں کو پوچھا کرتے اور میں آپ سے برائیوں کو جو آپ کے بعد ہونیوالی ہیں پوچھا کرتا اس ڈر سے کہیں میں انہیں پھنس نہ جاؤں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جہالت اور برائی میں تھے اللہ تعالی نے آپکو بھیجکر یہ خیر و برکت ہمکو دی اب اس کے بعد کیا پھر برائی ہوگی آپنے فرمایا ہاں میں نے پوچھا اس کے بعد بھلائی ہوگی آپ نے فرمایا ہاں۔ مگر اسمیں دھواں ہوگا کچھ برائی ملی ہوئی خالص نیکی نہ ہوگی میں نے پوچھا دھواں کیا آپ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے طریق پر نہ چلے گیں انکی کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری میں نے پوچھا پھر اس کے بعد برائی ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے بلاتے ہونگے۔ جس نے انکی بات سنی انہوں نے انکو دوزخ میں جھونک دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا حال تو بیان فرمائیے آپؐ نے فرمایا کہ وہ ظاہر میں ہماری قوم میں یعنی مسلمان ہونگے ہماری زبان بولیں گے۔

میں نے عرض کیا آپؐ مجھکو اگر میں زمانہ پاؤں کیا حکم دیتے ہو۔

آپؐ نے فرمایا۔ تو مسلمانوں کی جماعت اور برحق امامؑ کے تابع رہیو۔

میں نے عرض کیا۔ اگر اسوقت جماعت یا امام ہی نہ ہو (جیسے آجکل سینکڑوں جماعتیں اور ہزاروں امام ہیں

آپؐ نے فرمایا توسب فرقوں سے الگ ہو اگرتو جنگلی درخت کی جڑ چاٹتا رہے اور کچھ تیرے پاس کھانیکو نہ ہو اور مر جائے تو وہ تیرے حق میں بہتر ہے ان کی صحبت سے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب المناقب پ ۱۴ صفحہ ۵۲)۔

(۹) عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبًا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جبتک تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہولیں ہر ایک یہی کہیگا میں اللہ کا رسول ہوں (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پ ۱۴ صفحہ ۵۳ و مشکوٰۃ کتاب الفتن حصہ ۴ صفحہ ۸۱ امرتسری)۔

زمانہ سابق میں بعد وفات حسرت آیات سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ بہت سے فتنے گذر چکے اور مسلمانوں نے عمومًا اور خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصًا انپر فتن زمانہ میں ہزاروں مصائب اٹھائے خاندان رسالتؐ واہل بیت نبوت صلعم کے حقوق ضبط ہوئے وہ جلاوطن ہوئے انکو زہر دیگئی شہید کیے گئے زندہ دیواروں میں چن دئے گئے قید خانوں میں رہے مگر ہمیشہ صبر و شکر و گوشہ نشینی سے زندگی بسر کی تاہم مسلمانوں نے انکو تکالیف پہنچائیں اور زندہ نہ چھوڑا سواد اعظم سے کئی مسلمانوں نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اور مرتد ہوگئے اب تک پچیس جھوٹے نبی و رسول و امام گذر چکے ہیں جنہوں نے بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت و رسالت و امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہمارے زمانہ فتن میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں ضلع گورداسپور ملک پنجاب نے دعویٰ مجددیت دعویٰ مہدیت دعویٰ مسیحیت سب سے آخری دعویٰ نبوت و رسالت کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں سواد اعظم کے مسلمان اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث انکے مرید ہوگئے۔ اس پنجابی مصنوعی نقلی نبی و رسول نے اسلام کو تباہ کر دیا خستہ و خوار کیا۔ کئی عقائد مخالف کتاب اللہ و سنت شائع کیے اسکی زبان سے نہ اللہ تعالیٰ جھوٹا اور نہ ہی اسکا رسول مقبول صلعم نہ ہی خاندان رسالت صلعم الحمد للہ کہ ہمارے سامنے اس نئے مذہب احمدیہ کیلئے فرقے ہوگئے۔ ایک قادیانی پارٹی فرقہ جو جناب مرزا صاحب کو نبی اللہ و رسول اللہ مانتا ہے اور ختم نبوت کا انکار کرتا ہے دوسرا فرقہ احمدیہ لاہوری یا پیغامی پارٹی ہے جو مرزا صاحب کو مجدد مہدی مسعود اور مسیح موعود مانتا ہے لیکن نبی و رسول ہرگز نہیں مانتا۔ ان دونوں فرقوں کے اصلی عقائد میں زمین و آسمان کا

فرق ہے جب یہ دونوں فرقے اپنے پیر و مرشد کی پوزیشن صاف نہیں کر سکتے اور یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انکا اصلی دعویٰ کیا تھا تو دوسرے مسلمانوں کو خاک تبلیغ کریں گے۔

پیشینگوئیاں

(الف) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو تمہارے خون اور مال ایک دوسرے کے تم پر حرام ہیں میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ (صحیح بخاری کتاب المناسک باب الحلق والتقصیر عند الاحلال پ۷ ص۲۹)

(ب) فرمایا میرے بعد امام ہونگے جو میرے سیدھے راہ پر نہ چلیں گے۔ اور میرا طریقہ پر نہیں چلینگے اس زمانہ میں کئی شخص اٹھیں گے انکے بدن انسان اور دل شیطان کے ہونگے مشکوٰۃ حصہ ۳ ص۷ کتاب الفتن۔

(ج) فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا اس دین کی ایک شخص فاجر سے تائید کریگا۔ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الجہاد والسیر پ۱۲ ص۴۶)

(د) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا وہ وقت آئے تو تم ملازمت علیؑ کی اختیار کرنا کیونکہ وہی حق اور باطل میں فرق کرنیوالا ہوگا۔ ریاض النظرہ طبری۔ طبرانی۔ استیعاب مودۃ القربیٰ مودۃ ششم ص۴۹ حدیث نمبر ۵ دیکھو)

(ہ) حضور انور صلعم نے فرمایا اے ابوذر جب تو دیکھے کہ علیؑ ایک راہ پر چل رہا ہے اور لوگ دوسرے راہ پر پس تو علیؑ کے راہ اختیار کرنا کیونکہ وہ تجھے ہدایت سے باہر نہیں نکالیگا اور نہ گمراہی میں داخل کریگا۔ کنز العمال جلد ۶)

(و) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ امارت حکومت پر زیادہ حریص ہو جاؤ گے اور لیکن قیامت کے روز ندامت اٹھانی پڑیگی۔ (مشکوٰۃ کتاب الامارت) مخبر صادق کی یہ پیشین گوئی بعد وفات سرور عالم سقیفہ بنی ساعدہ میں پوری ہوگئی۔

(ز) بخاری شریف میں ہے کہ روز قیامت میں سب سے اول جناب علی علیہ السلام دو زانو بیٹھکر خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے خصم سے حق جوئی کریں گے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قریش پر مستغیث ہونگا بایں وجہ کہ انھوں نے قطع رحم کر کے میرا حق غصب کر لیا اور میری مخالفت پر جمع ہو گئے اور جس امر کے لئے میں اولےٰ اور زیادہ لائق تھا اس پر قابض نہ ہونے دیا (شرح

ابن ابی الحدید) بخاری کتاب المغازی پارہ ۱۶ صفحہ ۹)

(۱۱) عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا ایہا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاۃ عراۃ غرلاً۔ ثم قال کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین الی آخر الآیۃ ثم قال الاوان اول الخلائق یکسیٰ یوم القیٰمۃ ابراھیم الاوانہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصیحابی۔ فیقال انک لاتدری ما احدثو بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیداً۔ مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ فیقال ان ھؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم۔ (رواہ بخاری کتاب التفسیر باب قولہ وکنت علیھم شھیداً الخ پ ۱۸ صفحہ ۱۲۳ سطر ۵ مطبع احمدی لاہور مترجم)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے خطبہ سنایا۔ فرمایا لوگو تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ اما بدانا اول خلق النعید الخ پھر فرمایا سن لو قیامت کے دن ساری خلقت میں پہلے ابراہیمؑ پیغمبر کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائینگے۔ انکو بائیں جانب دوزخ کیطرف لے چلیں گے میں عرض کرونگا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب ملیگا تم نہیں جانتے تمہارے بعد انہوں نے نئی نئی بدعتیں نکالیں اسوقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰؑ نے کہا میں جبتک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھکو دنیا سے اٹھالیا اس کے بعد تجھی کو انکی خبر ہے۔ جواب ملیگا جب سے تم ان سے جدا ہوئے اسیوقت سے برابر یہ لوگ ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر رہے ہیں (ف) احداث واولیات حضرات اصحاب ثلاثہ ومعاویہ کو پڑھکر اس حدیث شریف سے تطابق کرلو۔

فصل ثبوت کی اسبات کا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حفظ حقوق کیواسطے حضرات اصحاب ثلثہ پر کیوں تلوار نہ اٹھائی حالانکہ وہ اسد اللہ الغالب تھے اور اکیلے تن تنہا جنات سے لڑکر فتح پائی تھی۔ یہی سوال مولف فتح الرحمانی نے صفحہ ۳۵ پر کیا ہے۔

اعتراض خارجیہ

الجواب:۔ قولہ تعالیٰ:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

ترجمہ:۔ اے مومنین صبر اور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

(۲) قولہ تعالیٰ - وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (سیپارہ دوم سورۂ بقر رکوع ۲) ترجمہ مولوی نذیر احمد - اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال و جان اور پیداوار ارضی کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر صبر کرنیوالوں کو خوشنودی خدا اور کشائش کی خوش خبری دی کہ جب ان پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ہیں ہمکو جس حال میں چاہے رکھے اور ہم اُسیکی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ تو وہ ہمکو ہمارے صبر کا اجر دیگا۔ یہی لوگ ہیں جنکو انکے پروردگار کی عنایت اور رحمت ہے اور یہی راہ راست پر ہیں - (صفحہ حمائل شریف ۳۶) چونکہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق و امام برحق تھے اور یوم عرفہ و یوم خم غدیر میں بحکم ربانی قرآن شریف کو انکا ساتھی کر دیا گیا - القرآن مع علی و علی مع القرآن اور دونوں جدا نہ ہونگے - جبتک وہ حوض کوثر پر صاحب کوثر کے پاس نہ جالیں پس آپ سب سے زیادہ عامل بالقرآن تھے اور اسکے احکام سے باہر نہیں ہو سکتے تھے جناب ولائیت مآب علیہ السلام نے کمال صبر فرمایا حالانکہ سرور عالم صلعم جو سایہ ایزدی تھا اور رحمت العالمین آپ کے سر سے اٹھ گئے چھ ماہ کے بعد جناب سیدہ معصومہ بتول بنت رسولؐ صلوٰۃ اللہ علیہا نے بھی انتقال فرمایا کوہ الم و غم جناب امیر علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے باغ فدک خمس اور مال فی کا حصہ سب ضبط ہوا خلافت ہاتھ سے جاتی رہی جو صحابہ یوم عرفہ و خم غدیر کو محکوم و مامور کر دیئے گئے تھے بعد وفات جناب رسولؐ بشیر و نذیر اجماع کر کے خود حاکم و امیر بن بیٹھے کبھی اس پارٹی نے قتل کی دھمکی دی کبھی اخوت رسولؐ سے انکار کیا کبھی آگ و لکڑیاں لیکر خانۂ رسول مقبولؐ (جسمیں بنت رسولؐ و فرزند بتول تھے) کو جلانے کی دھمکی دی اس سے بڑھکر جناب امیرؑ کا صبر و شکر کیا ہو سکتا ہے پس یہ تمام آیت کی کھلے الفاظ اس واقعہ سقیفہ کیواسطے پیشین گوئی ہیں خاصکر آیہ بل عظیم جن کو جناب سرور عالمؐ نے وقت وفات ممبر پر چڑھکر صحابہ کرام کو فرمائی تھی (مدارج) اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ان پیشین گوئیوں سے تصدیق نبوت ہوئی۔

(۳) پیشین گوئی:- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے گمراہ سرداروں سے ڈرتا ہوں کہ جب امت میری میں تلوار رکھی جائیگی تو ان سے قیامت تک نہ اٹھائی جاویگی (مدارج)

ابوداؤد۔ ترمذی ، مشکوۃ حصہ چہارم کتاب الفتن ص)

(۴) فرمایا قسم ہے اس ذات کی جان میری اسکے ہاتھ میں ہے البتہ تم صحابہ ان لوگوں کی راہیں چلوگے جو تم سے پہلے تھے ۔رواہ ترمذی مشکوۃ کتاب الفتن ص۸۲)

(۵) حدیث شریف صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی کی جلد دوم کتاب الامارت ص۱۲۷ پر لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم سے عرض کیا کہ حضور پہلے (زمانہ جاہلیت میں) ہم ایک شر میں تھے ۔ خداوند تعالیٰ بعد اسکے خیر لایا (مراد زمانہ نبوتؐ) اب ہم اسمیں ہیں اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہاں حذیفہ نے تعجباً پھر یہی سوال کیا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔ حذیفہ نے پوچھا کہ وہ شر کیونکر ہوگا ۔ نبی کریمؐ نے نے جواب دیا کہ عنقریب ایسے لوگ امام و پیشوا ہونگے ۔ کہ میری ہدایت سنت پر نہ چلیں گے ۔ اور بہت قریب ہے کہ انمیں سے مرد ہوں جنکے دل مثل شیطان کے ہونگے ۔ اور جسم انسان کا ۔ حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم انکے زمانہ کو اگر میں دیکھوں تو کیا کروں ۔ حضور انورؐ نے فرمایا کہ انکی اطاعتؐ کرنا اگرچہ تیرا مال لوٹ لیا جائے ۔ اور پشت زخمی کر دیجائے ۔ متفق علیہ ۔ مترجم بخاری کتاب المناقب پ۱۴ ص۵۲ احمدی پریس) مشکوۃ کتاب الفتن حصہ سوم ص۲)

نوٹ :۔ حضرت حذیفہ یمانی نے زمانہ حضرات اصحاب ثلثہ کا پایا تھا ۔ اور ۳۵ھ ہجری میں بعد قتل عثمان اول خلافت جناب امیر علیہ السلام میں وفات پائی ۔ اسکے دو فرزند حسب وصیت پدر بزرگوار صفوان و صفیہ صفین میں زیر لوائے حیدریؑ شہید ہوئے ۔ (شیخ عبد الحق)

(ب) **مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے ۔ حضرت حذیفہ بن یمان بوقت** ہنگامہ قتل حضرت عثمان کوفہ میں علیل تھے ۔ جبوقت کہ انکو حضرت عثمان کے مارے جانے اور بیعت مرتضویؑ پر لوگوں کے متفق ہونے کی اطلاع پہنچی ۔ اسوقت اُس نے اپنے اہل خاندان سے کہا کہ مجھکو مسجد میں لیچلو اور مطلع کرو کہ سب مسلمان وہاں آکر جمع ہوں ۔ جب مجمع ہوگیا حضرت حذیفہ ممبر پر تشریف لیگئے ۔ بعد حمد و صلوۃ کے بیان کیا کہ ایہا الناس حضرت علیؑ کی نصرت کرو ۔ اور ان سے بیعت کرو قسم خدا کی یہ بات محقق ہے کہ وہ جنابؑ برآئینہ حق پر ہیں اول اور آخر میں اور اس زمانہ سے بہتر ہیں جو کہ اسوقت تک وفات النبیؐ سے گذرا ہے ۔ اور قیامت تک باقی رہے گا ۔ پس کہا کہ خداوندا گواہ رہ کہ میں نے جناب علیؑ سے بیعت کی اور شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اسوقت تک زندہ رکھا ۔ حدیث مسلم او

عبارت ذہبی و شیخ عبدالحق سے واضح و ظاہر ہو گیا کہ جبکا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ہے۔ اور جناب امیرؑ ہر وقت حق پر تھے اور وہی خلیفۃ اللہ بلافصل تھے اسی حضرت حذیفہ سے حضرت عمر ابن الخطاب پوچھا کرتے تھے کہ انکا نام تو منافقوں میں نہیں جب وہ عشرہ مبشرہ و قطعی جنتی تھے تو انکو کیا خطرہ ہوتا تھا۔ (احیاء العلوم غزالی)

(۶) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جناب سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر تم اسوقت کیا کرو گے جبکہ ہمارے بعد لوگ مال میراث کو کھائیں گے ابوذر نے عرض کیا کہ میں ان سے جنگ کروں گا آنحضرت صلعم نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر و شکیبائی سے جوش ایمان کو روکنا۔ (دیکھو مشکوۃ شریف کتاب الامارت صفحہ ۳۲۵)

حضرت ابوذر غفاری ؓ نے بھی زمانہ خلافت حضرت اصحاب ثلاثہ دیکھا تھا بلکہ حضرت عثمان غنی کے حکم سے مدینہ منورہ سے نکالے گئے تھے اور تمام صحابہ میں جناب امیر علیہ السلام نے حد رخص تک انکی متابعت کی (اعثم کوفی)

(۷) کنز العمال میں ہے میرے بعد ایسے حاکم ہونگے اگر انکی اطاعت کرو گے تو کافر بنادیں گے بصورت نافرمانی گردن مروڑ ڈالیں گے۔

(۸) رسول خدا صلعم نے فرمایا یا علیؑ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے نفرت کریں گے اور دنیا کی رغبت کرینگے اور مال میراث کھا جائینگے اور مال کو دوست رکھیں گے اور دین خدا کو مکر و فریب کا جال بنائیں گے حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ میں انکو چھوڑ دونگا اور اس چیز کو جسکو وہ رغبت کریں گے بلکہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کو اختیار کرونگا اور خانہ آخرت کو مصائب دنیا اور اسکے بلاؤں پر صبر کرونگا۔ یہانتک کہ آپ سے ملحق ہوں انشاء اللہ۔ آنحضرت صلعم نے جواب فرمایا خدایا توفیق دے علی کو وہ ایسا ہی کرے۔ (دیکھو کنز العمال صفحہ ۶۹ کتاب الفتن) اربعین ریاض النظرہ)

(۹) حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ بہت قریب زمانہ ہے جو تم ہمارے بعد مشقت اور محنت میں مبتلا ہو جناب امیرؑ نے عرض کیا اسوقت دین ہمارا سالم رہیگا۔ فرمایا ہاں تمہارے دین کی سلامتی کیساتھ یہ امور پیش آئینگے۔ (دیکھو ازالۃ الخفاء مقصد اول صفحہ ۲۶۹)

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہمکو اسکا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کافر ہو جائینگے تو ہم تلوار نکالتے (استیعاب علامہ ابن البر)

(۱۱) قسطلانی شارح بخاری نے جلد دہم صفحہ ۱۰۷۳ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت فتنہ برپا کر کے حقوق اہلبیت منبط کریگی۔

(۱۲) کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۵ پر شیخ عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ وقت وفات رسول صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تو پہلا شخص ہے کہ حوض کوثر پر مجھکو ملیگا۔ میرے پیچھے تمکو مکروہات پہنچیں گی۔ چاہئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا جب دیکھے کہ لوگوں نے دنیا کو اختیار کیا ہے تو آخرت کو اختیار کرنا۔

(۱۳) دیکھو نہج البلاغت جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ ہماری گردن میں وصیت رسولؐ مقبول لٹکی ہوئی ہے اور ہم نے صبر کیا ہے۔ مگر وہ صبر ایسا تلخ ہے کہ گلے سے نیچے نہیں اترا۔

(۱۴) جس روز حضرت عمر بوجہ بیان کرنے ایک حدیث کے حضرت سلمان کے گلوگیر ہوئے جناب حضرت علیؑ نے حضرت عمر کی عبا کو جھٹکا دیا کہ حضرت عمر منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور حضرت علیؑ نے فرمایا او ضہاک لونڈی حبشن کے بیٹے اگر حکم خدا پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا اور رسول خدا صلعم سے پیشتر عہد کیا ہوا نہ ہوتا تو تجھکو دکھلا دیتا کہ کون قلیل العدد اور ضعیف الانصار ہے۔ (تاریخ الاوصیا)

(۱۵) جناب خواجہ عالم صلعم تیرہ برس تک اپنے وطن مالوف مکہ معظمہ میں رہے اور ہزارہا قسم کی تکالیف و ایذا اٹھائیں۔ محصور رہے۔ لین دین۔ بیع و شرا اسلام و دعا سب بند ہوا۔ سجدہ میں کند معوں پر اونٹ کا معدہ رکھ گئے راستہ پر حمالۃ الحطب زوجہ ابولہب نے کانٹے بچھائے۔ طائف میں پتھر کھائے اور جناب سرور عالمؐ کے صحابہ کرام نے بھی سینکڑوں تکالیف و مصائب برداشت کیں مگر تلوار ایک روز بھی نہ اٹھائی۔ اور جہاد کا اعلان نہ فرمایا بلکہ ہجرت فرما کر جبل ثور پر جا کر چھپے۔ حالانکہ رسول معظم نبی اولوالعزم حبیب خدا اشرف انبیا تھے۔ کیوں تلوار نہ اٹھائی اس لئے امر الٰہی نہ تھا اور جماعت نو مسلمین تھوڑی تھی۔ جب قدرے غلبہ و اقتدار ہوا تو شمشیر برہنہ کر دیگئی۔ جنگ بدر اور حنین میں فرشتے بھی نصرت کو اترے۔ فرمائے جناب مولوی صاحب مکہ معظمہ میں تلوار کیوں نہ اٹھی اور وہاں فرشتے مدد کو کیوں نہ آئے بس جو وجہ آپ فرماویں گے وہی سبب جناب امیر علیہ السلام کا سمجھ لیں۔ کیونکہ تا بہ منہاج نبوتؐ تھے

(۱۶) خداوند کریم جبار قہار خالق مالک ہے شیطان ملعون نے حکم الٰہی سے انکار کیا اور حضرت آدمؑ کی تعظیم نہ کی۔ تو خداوند کریم نے اسکو کیوں ہلاک نہ کیا اور کیوں قیامت تک لوگوں کے اغوا کرنے کیواسطے چھوڑ دیا۔ کیا پاک پروردگار سے شیطان زیادہ جابر ہے۔ نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ مشرکین کو غارت کیوں نہیں کرتا۔ یہ الزامی جواب ہیں اب جوابات تحقیقی سنیں اور غور فرماویں۔

(۱۷) جس طرح جناب سرور عالم صلعم نے ابتدا اسلام میں صبر کیا اسیطرح جناب حیدرؑ کرار غیر فرار نے ابتدا اشاعت اسلام کو مدنظر رکھکر حوصلہ و صبر فرمایا اور اعلیٰ درجہ کے مراتب حاصل کئے۔ دنیا کو ثابت کر دکھایا کہ جہاں اسد اللہ الغالب کا غصہ کفار پر زیادہ ہوتا رہا ہے ہمیشہ شیر غران کیطرح حملہ کرتے ہیں اسی شیر خدا میں تحمل صبر و ضبط کا مادہ بھی موجود ہے۔ یہی تفسیر غالب علیٰ کل غالب ہے اگر جناب امیر علیہ السلام ابتدا اشاعت اسلام میں تلوار اٹھاتے اور خلفاء ثلاثہ کا قلع قمع کر دیتے تو کفار و منافقین کو طعنہ دینے کا موقع مل جاتا کہ بعد رحلت رسول مقبول صلعم انکے داماد اور بھائی نے صرف طمع دنیاوی کیواسطے مسلمانوں کو تیغ کر دیا۔ اور خواجہ عالم صلعم کی ۲۳ سالہ کمائی کو خاک میں ملا دیا اور مہاجرین انصار سے قتال شروع کیا۔ تمام لوگ مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوتے اور باقی رہا سہا اسلام دنیا سے مٹ جاتا۔ چونکہ جناب امیرؑ معصوم تھے انسے خطا سرزد نہیں ہوتی پھر اہل بیت کرام کا صبر و شکر و رضا الٰہی خاصہ ہے۔ اسلئے جناب امیرؑ نے اسلام پر ایک بھاری احسان کیا اور کشتیٔ اسلام کو غرقابی سے بچا لیا ابتدا اسلام میں تلوار کا نہ اٹھانا اور صرف زبانی دعاوی پر حجت قائم کرنا عین منشا وامر خدا و رسولؐ تھا جس سے جناب امیر علیہ السلام ہرگز انحراف نہ کر سکتے تھے۔

(۱۸) لو فرضاً اگر جناب امیر علیہ السلام تلوار اٹھاتے اور مخالفین سے لڑ کر شہید ہو جاتے تو فرمائیے آپکے بعد جناب سیدہ معصومہ کا کیا حال ہوتا اور جناب حسنین علیہم السلام سے کیا سلوک ہوتا معزز ناظرین آپ نقشہ کربلا معلیٰ کو سامنے لاکر اسیرے خاندان نبوتؐ کو تصور فرماویں۔ پس جناب امیرؑ نے بپاس خاطر عزت و حرمت بنت رسولؐ مقبول تلوار نہ اٹھائی جس سیدہ معصومہ کا ادب حضرت عمر نے نہ کیا اور آگ اور لکڑیاں لیکر انکا مکان جلانیکو دوڑے اور حدیث شریف فاطمتہ بضعتہ منی من اذاہا فقد اذانی کو بالکل بھلا دیا۔ (صابر)

(۱۹) جناب امیر علیہ السلام ہر معاملہ میں شرعی پابندی کو ضرور سمجھتے تھے اور اسوقت تلوار د

اٹھاتے تھے۔ جبتک کہ معاملہ اختیار سے باہر نہ ہو جائے۔ اگر حضرات شیخین تلوار اٹھاتے تو ذوالفقار حیدری ہرگز بند نہ رہتی اور سینکڑوں کا کھیت کر دیتی۔

(۲۰) جناب امیر علیہ السلام نے حیات النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس کا لحاظ وادب رکھا اور شہر مدینہ منورہ کو بجائے حرم مکہ معظمہ کی نگاہ سے دیکھا جہاں جنگ کرنا ویسا ہی ممنوع ہے جیسا کہ مکہ معظمہ کے اندر منع ہے۔

(۲۱) حدیث شریف حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلعم نے خدا تعالیٰ کے ارشاد میں قولہ تعالیٰ۔ فَاَمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ فرمایا ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں ہے کہ وہ ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے میرا بدلا لیں گے (اخرجہ الدیلمی ۔ اسد الغابہ ۔ ابن عساکر ۔ ارجح المطالب صفحہ ۲۴۸) ناکثین سے مراد جنگ جمل بی بی عائشہ ۔ طلحہ و زبیر اور قاسطین سے معاویہ و عمرو عاص اور اہل شام اور مارقین سے اہل نہروان خارجی ہیں ۔ جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کو اکثر امور شریعت میں روکا کرتے تھے جو بہ تقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں ۔ اگر وہ جناب امیر علیہ السلام کے احکام کو نہ مانتے اور دین اسلام میں زیادہ گڑ بڑ مچاتے تو ضرور انکے ساتھ جہاد کرنا فرض تھا ۔ اور جناب امیر علیہ السلام جو اپنے خلافت کے خواہاں رہتے تھے اور ہمیشہ اپنے دعاوی بیان فرماتے تھے تو اس سے ان کی خواہش دنیاوی سلطنت کی نہ تھی بلکہ یہ منشا تھا کہ دین اسلام جو منزل من اللہ ہے وہ اصلی اور حقیقی طور پر دنیا میں شائع ہو اور اس کے انوار معرفت چمکیں بدعات اور محدثات کا اسمیں دخل نہ ہو اور نہ اجتہادی من گھڑت مسائل شامل ہوں ۔ مگر اس راز و بھید کو اجماع امت نے نہ سمجھا انہوں نے اس سے امارت و سلطنت مراد لی ۔ یہی باعث ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو تیسری دفعہ بھی سیرت شیخین پر عمل نہ کرنے پر خلافت نہ ملی کیونکہ سیرت شیخین من جانب اللہ و رسول اللہ نہ تھی ۔ اور نہ ہی شیخین محفوظ عن الخطا و معصوم تھے۔

(۲۲) یہ جناب اسد اللہ الغالب ہی کے ذوالفقار کی برکت تھی کہ چوتھی دفعہ جبکہ تمام بنی امیہ اہل شام نہروان عراق ۔ بی بی عائشہ طلحہ و زبیر نے بغاوت کی اور جمع ہو کر خروج کیا اور جناب ولائیت مآب کو خلافت سے معزول کرنا چاہا ۔ تو ضربت حیدری کی تاب نہ لاکر مغلوب ہوئے اسیر ہوئے اور مقتول ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام نے اپنے قوت بازو سے خلافت کو سنبھالا اور بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حقوق خلافت کے حاصل کرنیکے واسطے جو تلوار نہ اٹھائی تو اسکا بھاری سبب یہی تھا کہ جناب امیر علیہ السلام نے

وصایائے نبوی صلعم پر عمل کیا۔

فصل ۱۰

وصایائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکروہات زمانہ وپیش گوئی: (۱) بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند کہ امت در حضرت مرتضیٰ جمع نشود وتالم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند (ازالۃ الخفا مقصد اول مترجم صفحہ ۲۶۹)

(۲) اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال عہد الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ۔ حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے منجملہ ان چیزوں کے جو نبی صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے یہ کہ آپ کے بعد امت مجھ سے نفرت کریگی۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول مترجم صفحہ ۲۶۹)

(۳) حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم یہ تکلیف میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ازالۃ الخفا مقصد اول مترجم صفحہ ۲۶۹ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر)

(۴) ابویعلی نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جنابؑ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ منورہ سے کسی کوچہ سے گذر رہے تھے۔ چنانچہ بستی سے نکلکر ہم ایک باغ میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم یہ کیا اچھا باغ ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دونوں تیسرے باغ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول یہ کیا اچھا باغ ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اسدن ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھکر میں کہتا تھا کہ کیا

اچھا باغ اور آپ بھی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے پھر جب راستے میں میں اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگالیا اور زار و زار رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ کیوں روتے ہیں قال ضغائن فی صدور اقوام بید ونها لك من بعدی فرمایا لوگوں کے دلمیں بغض ہے وہ تم سے میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اسمیں میرے دین کی سلامتی ہے آپ نے فرمایا ہاں تمہارے دین کی سلامتی رہیگی (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مقصد اول فصل پنجم۔ بیان فتن ص۲۷ و ارجح المطالب باب چہارم۔)

(۵) واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی اما انك ستلقی بعدی جهدا (ازالۃ الخفاء مترجم اردو ایضاً و مقصد دوم فارسی ص۲۷۵۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۲) حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ تمکو میرے بعد مصیبتیں پیش آئینگی۔

(۶) عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکون بین امتی فرقۃ واختلاف فیکون هذا واصحابہ علی الحق یعنی علیاً (طبرانی کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم ص۳۴ مطبوعہ مصر) حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں فرقہ بندی اور اختلاف پیدا ہو جائے گا یہ یعنی جناب علی علیہ السلام اور انکے ساتھی حق پر ہونگے۔

(۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یا علی انك ستبلی بعدی فلا تقاتلن (رواہ ابویعلی کنز الدقائق حرف ی) ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تو میرے بعد ابتلاء میں ہوگا پس ہرگز جنگ نہ کرنا۔

(۸) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی تبین لامتی ما اختلفوا فیه من بعدی (فردوس الاخبار دیلمی۔ کنوز الدقائق حرف ی) ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تو میری امت کو ظاہر کر دکھائے گا جو کچھ میرے بعد اختلاف واقع ہوگا۔

(۹) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم یا علی انک مستخلف وانک مقتول ۔(طبرانی ۔کنوز الدقائق حرف ی) ترجمہ :۔ اے علی علیہ السلام تجھ سے خلافت لیجاویگی ۔اور تو قتل کیا جائے گا ۔

(۱۰) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ۔یا علی سنقاتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق فمن لم ینصرک یومئذ فلیس منی (ابن عساکر ۔کنز العمال ۔جلد ششم ص۱۵۵) ترجمہ :۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام عنقریب تو باغی گروہ سے جنگ کریگا ۔اور تو حق پر ہوگا اور جو شخص اس روز تیری مدد نہ کریگا وہ میری امت سے نہ ہوگا ۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من قاتل علیًا علی الخلافۃ فاقتلوہ (فردوس الاخبار دیلمی ۔کنوز الدقائق حرف میم) ترجمہ :۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص جناب علیؑ سے خلافت کیواسطے جنگ کرے اسکو قتل کر ڈالو ۔

(۱۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان علیًا علیہ السلام امیر المومنین سید الوصیین وحجتہ اللہ عزوجل علی العلمین :۔ ترجمہ :۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جناب علیؑ مومنوں کا سردار اور تمام وصیوں کا سردار اور تمام عالم پر اللہ کا محب ہے ۔(خلاصہ مودۃ چہارم مودۃ القربیٰ ص۳۵ ۔لاہوری)

(۱۳) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم یا علی انت تبرء ذمتی وانت خلیفتی علی امتی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم مجھ کو بری الذمہ کرو گے ۔اور تم میری امت پر میرے خلیفہ ہو (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ مودۃ چہارم ص۳۹)

(۱۴) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم لن تضلوا و لن تھلکوا وانتم تحت کف علی واذا خالفتموہ فقد ضلت بکم الطرق والاھواء فی الغی فاتقوا اللہ فی ذمۃ اللہ فان ذمۃ اللہ علی ابن ابی طالب (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ مودۃ پنجم ص۴۵)
ترجمہ :۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اے لوگو جبتک کہ تم علی علیہ السلام کے زیر دست یعنی تابع فرمان رہو گے ۔تب تک کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ اور ہرگز ہلاک نہ ہو گے اور جب تم اسکی مخالفت کرو گے

توراہیں تم سے گم ہو جائینگی یعنی گمراہ ہو جاؤگے اور نفسانی خواہشیں تمکو سرکشی میں ڈالدیں گے۔ پس ذمۃ اللہ یعنی عہد خدا کے بارے میں خدا سے ڈرو اور ذمۃ اللہ علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

(۱۵) علقمہ بن قیس اور اسود بن برید بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں ابو ایوب انصاری کے پاس گئے اور اس سے کہا اے ابو ایوب اللہ تعالیٰ نے تمکو تمہارے پیغمبر صلعم کے سبب عزت بخشی جبکہ اس جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ کو وحی کی اور وہ تیرے دروازہ پر بیٹھ گیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے تم ممتاز ہوگئے۔ اب تم علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں جانیکا حال بیان کرو جبکہ تم کلمہ گویوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے ابو ایوب نے جواب میں کہا کہ میں تم سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک روز رسول خدا صلعم میرے ساتھ اس گھر میں جسمیں اب تم موجود ہو تشریف رکھتے تھے۔ اور اس گھر میں آنحضرت صلعم و حضرت علیؑ میرے اور انس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور علی علیہ السلام آنحضرت صلعم کی داہنی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں آپ کے بائیں تھا۔ اور انس آنحضرت صلعم کے سامنے کھڑے تھے کہ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت صلعم نے فرمایا جاؤ دیکھو دروازے پر کون ہے انس نے عرض کی حضرت عمار بن یاسر ہیں حضرت صلعم نے فرمایا۔ عمار پاک و پاکیزہ کے لئے دروازہ کھولدو۔ انس نے دروازہ کھولدیا اور عمار اندر آکر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عمار میری امت میں بہت سخت ناگفتہ بہ باتیں وقوع میں آئینگی یہانتک کہ انمیں باہم تلوار چلیگی۔ اور بعضے بعضوں کو قتل کریں گے جب تم ایسا حال مشاہدہ کرو تو تم کو علیؑ ابن ابی طالب کی پیروی لازم ہے اگر تمام لوگ ایک میدان میں چلیں اور علیؑ ایک وادی میں تو تم بھی علی علیہ السلام والی وادی میں چلنا۔ اور سب لوگوں کو چھوڑ دینا۔ اے عمارؓ تمکو راہ ہدایت سے نہ پھیرے گا اور ہلاکت کی راہ کی طرف رہبری نہ کریگا۔ اے عمار علی علیہ السلام کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اور میری اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ مودۃ پنجم صفحہ ۴۲)

(۱۶) ابو موسیٰ حمیدی بیان کرتا ہے کہ میں نصف عرفہ میں جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ تھا اور ابو بکر و عمر و عثمان اور دیگر چند اصحاب اور علی علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت صلعم نے ابو بکر سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو بکر یہ شخص جسکو تو دیکھتا ہے یعنی علی علیہ السلام آسمان میں میرا وزیر ہے اور زمین میں میرا وزیر ہے اگر تو چاہے کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ مجھ سے رضامند ہو تو

علی علیہ السلام کو رضامند کر کیونکہ اسکی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے اور اسکا غضب عین غضب خداوندی ہے
(زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی المذہب مودۃ ششم صـ ۴۹)

(۱۷) اصحاب النبی صلعم کے بھائی چارہ باندھنے کیوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ والذی بعثنی بالحق ما آخرتك الا لنفسی فانت عندی بمنزلة هارون من موسیٰ ووارثی فقال یا رسول الله ما ارث منك قال ما ورثت الانبیاء قال وما اورثت الانبیاء قبلك قال کتاب الله وسنة بینهم وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة بنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول الله صلے الله علیه واله وسلم هذه الآیة اخوانا علی سرر متقابلین (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد اول صـ ۲۱۳ سطر ۱۷)

ترجمہ: قسم ہے پروردگار کی جس نے مجھکو سچا نبی کر کے بھیجا۔ میں نے تجھکو اپنے واسطے ذخیرہ رکھا تو مجھ سے ایسا ہی جیسا ہارون موسیٰ سے اور تو میرا وارث ہے حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ آپکا ورثہ کیا فرمایا جو کچھ انبیا کا ورثہ ہے عرض کیا وہ کیا فرمایا اللہ کی کتاب اور سنت نبویؐ اور تو میرے ساتھ میری بیٹی جناب فاطمہؑ کے ہمراہ میرے محل میں ہیگا۔ اور تو میرا بھائی اور ساتھی ہے پھر جناب رسول اکرم صلعم نے آیت پڑھی۔ آیت ندارد۔

سوال: جناب امیر علیہ السلام اصحاب ثلثہ کو خلیفہ حق نہ سمجھتے تھے۔ تو جناب نے بیعت کیوں کی

جواب: صحیح مسلم اور کتب تواریخ اہل سنت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے ساتھ مصالحت یا بیعت کی مگر اپنا دعویٰ ہر خلافت میں پیش کرتے رہے۔ اور یہ مصالحت بعد انتقال جناب سیدہ معصومہ مطہرہ صدیقہ علیہا الصلوۃ والسلام ہوئی جبکہ لوگوں نے احترام وعزت مرتضویؑ کا لحاظ رکھا اور وہ بالکل جناب امیرؑ سے منحرف ہوگئے۔ تو آپ نے مناسب سمجھا کہ اب اکیلا رہ کر دنیا میں گذارہ مشکل ہے اس لئے بعد عرصہ چھ ماہ مصالحت کی مگر حضرت عمر سے برابر جناب امیرؑ کی کراہیت رہی۔

(۲) صحیح مسلم سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کو برابر گنہگار۔ خائن۔ اور غادر جانتے رہے۔ یہ حضرت عمر کی زبانی مقولہ ہے۔

(۳) تواریخ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جناب امیرؑ تینوں خلافت میں گوشہ نشین رہے زراعت کر کے پیٹ پالتے رہے اور خلافت کیطرف سے کوئی احسن سلوک نہیں ہوا۔ جب حضرات اصحاب ثلثہ کو کوئی مشکل آن پڑی تو جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل وغیرہ پوچھ لیئے۔ یا کوئی اہم معاملہ میں صلاح مشورہ لے لیا ورنہ آپ کو

زیادہ کاروبار خلافت میں دخل نہیں دینے دیا۔ اور نہ کہیں کا حاکم بنایا نہ قاضی۔

(۴) جن صحابہ نے خلافت کی دھمکی دی انکو گورنر بنادیا گیا اور حکومت کے پروانے لکھ دیئے گئے۔ سفیان کے بیٹے معاویہ کو امیر شام مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید کو کمانڈر انچیف فوج کا بنایا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ جراح تو انکا وائسرائے تھا مگر بنی ہاشم کا کوئی فرد کسی جگہ تینوں خلافت میں حاکم نہ ہونے پایا۔ فدک ضبط کیا گیا۔ خمس بند کیا گیا۔ مکان جلانیکی دھمکی دیگئی جناب امیرؑ کے قتل کے پلاٹ منصوبے باندھے گئے اور اُن سے بیعت خفیہ کاروائی کیگئی۔ پھر قیاس نہیں آتا کہ یہ تمام تکالیف و مصائب اٹھاکر جناب امیرؑ نے بیعت کی ہو۔ اگر بیعت کی ہو تو طوعاً و کرہاً۔

(۵) جب جناب امیر علیہ السلام بارہ دفعہ زمانہ نبوتؐ میں خلیفہ بنائے گئے ہوں اور خم غدیر میں باضابطہ ولیعہدی ہوچکی ہو۔ یوم عرفہ و خم غدیر میں اہل بیتؑ حاکم اور تمام امت محکوم کیگئی ہو اور امارت۔ حکومت خلافت اور امامت کیواسطے جناب سرور عالم صلعم نے سینکڑوں دفعہ ارشاد فرمایا ہو تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ جناب پاک و مقدس معصوم افضل الناس امام اپنے سے مفضول غیر معصوم کی بیعت کرلے۔ ہاں اگر طوعاً و کرہاً بیعت ہو تو اسکو رضا و تسلیم نہیں کہتے اسکا ثبوت ذمہ مخاطب ہے۔

(۶) اگر جناب امیر علیہ السلام حضرت ابوبکر سے بیعت کرتے تو وہ گھر میں گوشہ نشین نہ رہتے انکے ہمراہ شب و روز نماز پڑھتے یا حضرت ابوبکر کے جنازہ پر حاضر ہوتے۔ مگر مجھے تو حضرات اصحاب ثلاثہ کا جنازہ پڑھانا اب تک مروجہ تاریخ میں کہیں نظر نہ آیا۔ اگر کوئی صاحب ثابت کردکھائیں تو مشکور ہونگا۔ کیونکہ میں طالب حق ہوں خواہ مخواہ ضدی نہیں ہوں۔

(۷) اگر جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرات شیخین کو خلیفہ برحق جانتے تو بروایت صحیح مسلم انکو بارہ سال تک کاذب و غادر و خائن و آثم نہ ملنتے۔ اور کراہیت نہ کرتے (صحیح مسلم)

(۸) کیا یہ خیال ہوسکتا ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام جیسا اعقل الناس، امام زمان جو کہ آنحضرت صلعم کی زندگانی میں تمام مراتب علمی سے فارغ ہوکر القرآن مع علی و علی مع القرآن کا خطاب پاکر بروئے حدیث ثقلین قرآن ناطق قرار پاچکا ہو اس مدت شش ماہ تک جائز امام اہلسنت کے حقوق سے بے خبر رہا۔ پھر بیعت کی تو اسوقت جبکہ مسلمانوں نے احترام معمولی میں کمی کردی نہیں یہ بیعت ہرگز نہیں ہوئی۔ (صراط مستقیم)

(۹) اگر حضرت ابو بکر صدیق نے جناب امیرؑ سے بیعت لیکر مثل دیگر صحابہ انکو اپنی رعایا میں داخل کیا تو صاف سمجھا گیا کہ انہوں نے یہ مخالفت حدیث الثقلین حدیث سفینہ۔ حدیث غدیر۔ حدیث منزلت و آیۂ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَاَطِيعُوا اللهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اپنے نصی حاکم وامیر وامام کو محکوم بنایا۔ جو عقلاً وشرعاً ہر طرح سے ناجائز تھا۔ اور یہی الزام جناب امیر علیہ السلام پر عائد ہو سکتا ہے درحالیکہ وہ قرآن شریف کے ساتھ شیرازہ بند کئے گئے تھے۔ تو آخر سے مامور کیوں بنے۔ (صراط مستقیم)

جناب نبی کریمؐ تو انکی امارت وسرداری کا اعلان فرماویں اور وہ خلیفہ اول کے ہاتھ پر فروخت ہو جائیں۔ پس جناب امیرؑ کے عادی انکی تقریریں انکے اشعار اور خلافت ثلاثہ میں طرز زندگی اور تینوں خلفائکے جنانہ پر عدم حاضری سے صاف عیان وآشکارا ہے کہ جناب امیرؑ نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ ہاں آمدرفت ومصالحت کی ہو تو اسمیں کیا حرج ہے۔

(۱۰) جب حضرت عمر بروئے استخلاف خلیفے بنائے گئے تو اسوقت جناب امیرؑ وحضرت طلحہ نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنایا گیا ہے۔ جو تند خو بدمزاج ہے (روضۃ الصفا) جب تیسری دفعہ شوریٰ ہوا تو صرف سیرت شیخین پر عمل نہ کرنے اور صاف انکار سے خلافت حضرت عثمان کو سونپی گئی۔ اور جو تقریر دلپذیر اپنے دعوے خلافت میں جناب امیرؑ نے اہل شوریٰ کو مخاطب کرکے سنائی تھی وہ پہلے تحریر کر چکا ہوں پس عقلاً ونقلاً ثابت ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہرگز کسی کی بیعت نہیں کی۔ (صابر)

فصل ۱۱

خلافت بلافصل پر مورخین ومحققین یورپ کے ریمارک

(۱) ایپولوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ۔ ترجمہ تائید المحمدؐ والقرآن ص۱۵ دیکھو

(الف) پھر چند مہمان جمع کئے انمیں اکثر لوگ آپکے ہم قوم تھے۔ روایت ہے کہ انکے سامنے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا اور دودھ کا قدح رکھا جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے اسوقت آپؐ کھڑے ہو گئے اور اپنی رسالت کا حال بیان کیا۔ اور فرمایا کہ دنیا اور دین کی جزائیں اُن لوگوں کو ملیں گی جو میری اُمت میں آئیں

اوراس فصیح فقرہ پر کلام ختم کیا۔تم میں سے کون آدمی اس بوجھ اٹھانے میں میری مدد کریگا۔اورکون میرا قایٔم مقام اورجانشین بنیگا۔جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے تھے۔تمام اہل محفل حیران و خاموش تھے۔کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس خوفناک عہدہ کو قبول کرے۔کہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی جو جوان و دلیر تھے یکایک کھڑے ہوگئے اور بآواز بلند کہنے لگے اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگرچہ ان حاضرین سب میں سے خوردہوں اور میری آنکھوں میں نزلہ کا خلل ہے اور میرا پیٹ سب سے بڑا ہے اور میری ٹانگیں سب سے لاغر ہیں مگر اے نبیؐ میں تیرا جانشین بن جاوٗں گا۔آنحضرتؐ نے یہ بات سُن کر حضرت علیؑ کو اپنے گلے لگایا اور پکار کر فرمایا دیکھو یہ میرا بھائی اور میرا قائمقام ہے۔

(ب) جنگ احد۔خالد نے فوراً انکے پہلو اور پشت پر حملہ کیا۔آنحضرتؐ کے چہرہ مُبارک پر برچھی کا زخم آیا۔اور دو دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہوئے خالد بآواز بلند پکارا جھوٹا نبیؐ (معاذ اللہ) قتل ہوا آپکے معتقدین اکثر خائف ہو کر بھاگنے لگے۔اور یہ تحقیق نہ کیا کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط مگر آپکے وہ چند معتقدین جنہیں آپؐ سے کمال عقیدت تھی سب آپکے گرد جمع ہوگئے اور آپکو ایک محفوظ جگہ لے گئے۔اس شجاعت کے عوض میں جو حضرت علیؑ نے اس سخت مصیبت کے وقت میں ظاہر کی تھی آپؐ نے اپنی چاہتی بیٹی فاطمہؑ علیہا السلام کا ان سے نکاح کردیا۔حضرت فاطمہؑ ایسی حسین او صاحب عصمت تھیں کہ اہل عرب انکو اُن چار پاکدامن عورتوں میں شمار کرتے ہیں یعنی زوجہ فرعون آسیہ نام حضرت مریمؑ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ دیکھو ابولوجی کا ترجمہ صفحہ ۲۵

(ج) ہجرت کے دسویں سال میں حضرت علیؑ یمن کو بھیجے گئے کہ وہاں اشاعت اسلام کریں کہتے ہیں کہ ہُدم (ہمدان) کی تمام قوم ایکدن میں ایمان لے آئی اور تمام ضلع انہیں دیکھکر مسلمان ہوگیا۔ (دیکھو ترجمہ ابولوجی صفحہ ۴۴)

(د) جب یہ راز آنحضرت صلعم پر افشا ہوا کہ جماعت قریش مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں آپ اور آپکے دوست ابوبکر رات کے وقت نکل کر بھاگے اور حضرت علیؑ سے کہہ گئے کہ تم میرے بستر پر میرا سبز جبہ اوڑھ کر لیٹ جانا۔قاتلوں نے پہلے آپکے گھر کا محاصرہ کیا اور بعد از ان دروازہ توڑ کر گھر میں گھس آئے مگر بجائے آنحضرت صلعم کے حضرت علیؑ کو پایا۔جو صبر و شکر سے اس موت کے منتظر تھے جو آپکے ہاوی کیواسطے تجویز ہوئی تھی۔آپکی اس وفاداری کو دیکھکر ان خونیوں کو بھی رحم آیا اور وہ حضرتؑ کو صحیح و سالم چھوڑ

گئے۔ (ترجمہ صفحہ ۲۲)

(۲) اوکلے صاحب کی تاریخ صفحہ ۳۲۵ پر ہے۔ اگر شجاعت۔ خوش طبیعتی۔ زہد۔ پارسائی عقل و دانائی کے خیال سے دیکھا جائے تو علیؑ ایسا شخص تھا کہ اس قوم میں اس سے بڑھکر کوئی پیدا نہیں ہوا

(۳) تاریخ ایڈورڈ گبن جلد سوم صفحہ ۵۱۸ پر ہے۔ نسب قرابت رسولؐ اور خوخصلت میں حضرت علیؑ اپنے تمام اہل وطن سے بڑھے ہوئے تھے اس سبب سے خلافت کے خالی تخت پر انکو پورا پورا حق حاصل تھا۔ ابوطالب کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا اور خانہ کعبہ اور شہر مکہ کا موروثی شاہزادہ تھا۔ شمع نبوتؐ خاموش ہو چکے تھے۔ مگر شوہر فاطمہؑ (علیہا السلام) کو اس کے باپ کی برکت اور ورثہ ملنا چاہئے تھا۔ عرب کچھ عرصہ تک عورت کی حکمرانی کے متحمل رہ چکے تھے اور رسولؐ اللہ نے دونوں نواسوں کو گود میں لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا کہ یہ میرے بڑھاپے کی اُمیدیں ہیں اور جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اس سبب سے پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا۔ کہ یہ دنیا و آخرت میں مسلمانوں کا پیشوا ہے۔ اگر بعض لوگ زیادہ سنجیدہ یا سخت غلیظ تھے مگر علیؑ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکتا تھا وہ شاعر بھی تھا سپاہی بھی تھا اور ولی بھی تھا۔ بہت سے مذہبی مقولوں سے اب تک اسکی دانائی ٹپکتی ہے۔ اور زبان اور تلوار کی لڑائی میں ہر حریف اسکی فصاحت اور شجاعت کے آگے مغلوب ہو جاتا تھا۔ اول وقت بعثت سے لیکر تجہیز و تکفین تک اس فیاض دوست نے رسول اللہ صلعم کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ (صلعم) بھی اس کو نہائیت خوشی سے اپنا بھائی اپنا وصی و خلیفہ موسیٰؑ ثانی کا ہارونؑ ثانی کہا کرتے تھے ابوطالب کے بیٹے پر یہ طعن کئے گئے کہ اس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیوں طلب نہیں کیا اگر وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور نص آسمانی سے اسکی خلافت کی توثیق ہو جاتی۔ مگر یہ شک و شبہ نہ کرنے والا بہادر اپنے پر بھروسہ رکھتا تھا سلطنت کے حسد اور مخالفت سے رسول اللہؐ اپنے ارادوں سے باز رہے (شائد واقعہ قرطاس کا اشارہ ہے) رسول اللہؐ کا بستر مرض ہنرمند۔ (artful) عائشہ بنت ابوبکر سے گھرا ہوا تھا جو علیؑ کی دشمن تھی۔ (دیکھو انگریزی تواریخ اور ترجمہ کا مقابلہ کرو۔

(۴) تاریخ گلمن صاحب کے صفحہ ۲۲۵ پر ہے۔ ان سب میں سے علیؑ سب سے زبردست حق رکھتا تھا وہ صرف رسول اللہ صلعم کا داماد ہی نہ تھا بلکہ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کیوقت رسول اللہ کی مدد کو بھی دوڑا تھا۔ اور اس نازک وقت میں خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا اور رسولؐ اللہ نے اسکے ساتھ ہی اسکی

فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔

(۵) تاریخ خلفائے رسولؐ ایرونگ صاحب صفحہ اول پر ہے۔ خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت علیؑ کا تھا۔ اور اسکے اوصاف حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایاں طور اسی مستحق خلافت کر دیا تھا جس زمانہ میں اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کو کفار آزار پہنچاتے تھے۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی اور اپنا وصی فرمایا تھا۔ اسوقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار میں جان نثاری کر رہے تھے۔ اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایاں طور پر اسلام کا ساتھ دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔

(۶) ان سائیکلو پیڈیا میں ہے۔ رسولؐ کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علیؑ کے لئے زیادہ موزون و مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۷) ان سائیکلو پیڈیا چیمبرس جلد اول صـ۱۶۲ پر ہے (اسلامیہ کالج پشاور لائبریری) جناب علیؑ پہلا مسلمان (سابق الاسلام) اور خلیفہ چہارم جناب ابوطالب کا بیٹا تھا۔ ابوطالب پیغمبر خدا (صلعم) کا چچا تھا۔ حضرت علیؑ پیغمبر خدا صلعم کے سب مریدوں میں سے سب سے زیادہ بہادر اور وفادار تھا۔ اور پیغمبر خدا صلعم کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ سے انکی شادی ہوئی۔ وہ ۶۵۶ء عیسوی میں مقتول عثمان کی جگہ خلیفہ بنائے گئے۔ انہوں نے متواتر اپنے مخالفین سے لڑائیاں لڑیں۔ اور بی بی عائشہ کو قید کر لیا۔ جو جناب پیغمبر خدا صلعم کی جولان بیوہ اور باغیوں کا سرغنہ تھیں۔ جناب علیؑ ۶۶۰ء میں شہید کئے گئے اور کوفہ میں دفن ہوئے۔

(۸) اگر قرابت کیوجہ سے تخت نشینی کا اصول جناب علیؑ کے موافق ابتداء سے مانا جاتا تو وہ برباد کن جھگڑے نہ ہوتے جنہوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں غوطہ دیا۔ (سپرٹ اف اسلام از سڈیو مورخ فرانس بحوالہ تاریخ اسلام جلد سوم صـ۲ سطر ۲)

(۹) جناب علیؑ ۶۵۵ء میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے۔ جو حقیقت کے لحاظ سے بیس برس قبل رسول مقبولؐ صلعم کی رحلت کے بعد ملنا چاہئے تھا۔ (بریف سروے اف ہسٹری بحوالہ تاریخ اسلام جلد سوم صـ۲۶ سطر ۴ مطبوعہ مقبول پریس دہلی)

(۱۰) سب سے زیادہ امیدوار جناب علیؑ تھے جنکا سب سے زیادہ فطرتی حق تھا کیونکہ یہ رسول مقبولؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم اور داماد تھے اور جناب فاطمہؑ سے انکی جو اولاد تھی وہی رسول صلعم کی یادگار رہ گئی تھی۔ (واشنگٹن ایروف لائف آف محمد ص۲)

(۱۱) حضرت محمدؐ نے اپنے داماد علیؑ کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ مگر انکے خسر ابوبکر نے لوگوں کو اپنے سے ملا کر خلافت پر قبضہ کر لیا (جنرل ہسٹری ص۲۲۹ مولفہ آنریبل فریزر ٹیلر صاحب)

(۱۲) مسٹر جسٹس ارنولڈ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا اس زمانہ میں بھی جبکہ شجاعان عرب شہرہ آفاق تھے ضرغام آل ابوطالب اسد اللہ الغالب لقب تھا۔ اور اشجاع عرب انکو کہتے تھے۔ شجاعت۔ حکمت۔ ہمت۔ عدالت۔ سخاوت اور زہد تقویٰ میں انکا عدیل و نظیر تاریخ عالم میں کمتر نظر آتا ہے (محمڈن لا مسٹر جسٹس امیر علی ص۲۸ اردو دیکھو)

(۱۳) اگر حضرت علیؑ شاہزادہ مکہ مستحق خلافت بعد رسولؐ خلیفہ کر دئے جاتے تو اسلام اپنے خون میں نہ نہاتا۔ عروج و زوال سلطنت روم مسٹر گبن ص۹۳۸ سپرٹ آف اسلام مسٹر سیڈلاٹ ص۲۷۶

فصل ۱۲

اجماعی خلافت حضرات اصحاب ثلاثہؓ پر [illegible]

(۱) خلیفہ کے معنے ولیعہد و جانشین کے ہیں:۔ اور خلیفہ یا نائب اپنے منیب کا مظہر اتم ہوتا ہے اس کے افعال۔ اعمال۔ اخلاق۔ عادات کا پورا پورا کامل نمونہ و اسوہ حسنہ ہوتا ہے۔ اگر خلیفہ یا نائب میں بد اعمالی بد اخلاقی ترش روئی و ظلم و جبر و بدعات و احداث کی عادات ہوں تو وہ لائق خلیفہ یا نائب شمار نہیں ہوتا پس اسی اصول پر حضرات اصحاب ثلاثہ بھی خلفاء برحق نہ تھے۔ کیونکہ انکے اعمال و افعال مطابق شریعت محمدیہ صلعم نہ تھے اور نہ وہ اسوہ حسنہ نبیؐ اکرم کے پورے پورے مظہر ثابت ہوئے کیونکہ ان سے خلاف شرع احکام و اولیات سرزد ہوتے رہے۔

(۲) خلیفہ کی خلافت اور امام کی امامت کیواسطے وہی لوازم و اسباب و معیار درکار ہیں جو اس نبیؐ و رسول علیہ السلام کو درکار ہیں۔ جسکا یہ خلیفہ ہے۔ فرق صرف اصالت و نیابت کا ہوتا ہے منصب امامت

کا وہی شخص قابلیت رکھ سکتا ہے کہ جو عالم علوم پیغمبری ہو اور جسکو خاصتہً تمام راز دین پیغمبرؐ نے بتائے ہوں اور خود پیغمبرؐ نے اسکے اوصاف امامت بیان کر دیئے ہوں۔ ایسے لوگوں کی نسبت قابلیت منصب امامت کا اطمینان نہیں ہو سکتا کہ جو بغیر کسی اصول صحیح استحقاق سلطنت کے کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی سلطنت آجائے۔

(۳) امام یعنی پیشوا :- ہادی۔ اور خلیفہ و نائب رسولؐ کی فطرت قریب قریب پیغمبرؐ کی فطرت کے واقع ہوتی ہے۔ امت میں ایک ایسی پاک و مقدس جماعت ہوتی ہے کہ جو ہر نفس اس جماعت کا قریب جوہر نفوس انبیاء مرسلین کے ہوتا ہے اور یہ جماعت فطرتاً خلفاء رسول صلعم ہیں اور اس فطرت کو قانون قدرت ہی وضع کرتی ہے یعنی نبیؐ اور امامؑ ہر دو من جانب اللہ مبعوث ہوتے ہیں چونکہ حضرات اصحاب ثلاثہ کو صحابہ کرام نے خلیفہ بنایا تھا۔ اس لئے وہ منصوص من اللہ خلفائے رسولؐ مقبول نہ تھے بلکہ سلطنت جمہوری کے پریذیڈنٹ حضرت ابوبکر کو حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ نے بنی سقیفہ میں خلیفہ بنایا اور حضرت ابوبکر نے وفات کیوقت حضرت عمر کو خلافت دیدی اور حضرت عثمان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے خلیفہ مقرر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام مہاجرین و انصار نے اپنے پریذیڈنٹ حضرت عثمان کو معزول کر کے قتل کر ڈالا۔ منصوص من اللہ نبیؐ و امامؑ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ پس خدا اور رسولؐ کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے خلیفے یا نائب پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا بنایا ہوا خلیفہ ہمیشہ عدالت و انصاف میں رعایت کرتا ہے۔ اور ہر ملک و ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ خلیفے و امام ہونے چاہئیں۔ اگر اجماع امت کو صحیح تسلیم کر لیں تو امیر کابل سلطان زنجبار و مسقط و مراکو۔ نظام حیدرآباد دکن و شاہ ایران کیوں خلفائے رسول مقبول صلعم نہیں مانے جاتے اور وہ امیر المومنین کیوں نہیں ہو سکتے۔

(۴) جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی سیرت و پاک مقدس زندگی انکے علم و فضل عصمت و شجاعت کا مقابلہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے سیر اور اعمال و افعال علم و شجاعت سے کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے کہ کون حقیقی وارث و خلیفہ رسول مقبول صلعم تھا۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے پیدائش سے لیکر وفات حسرت آیات جناب سرور کائنات صلعم تک جناب شیر خدا مولا مشکل کشا صدیق اکبر و فاروق اعظم سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام برابر زیر تعلیم و تربیت رسول مقبول صلعم رہے اور ہر ایک قسم کا علم ظاہری و باطنی انہوں نے جناب سرور عالم صلعم سے حاصل کیا اور وہ عکس و حقیقی نمونہ نبوت و رسالت تھے

کل صفات حمیدہ و خصائل شدیدہ میں سے اعلیٰ درجہ کے صفات زہد و علم و شجاعت ہیں پس یہ صفات جمیلہ جناب سیدنا و امامنا علی المرتضیٰ علیہ السلام میں علی وجہ الکمال ایسے پائے جاتے ہیں کہ حضرات اصحاب ثلاثہ و دیگر صحابہ میں انکا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔ جناب امیر علیہ السلام کے علم ہی کو دیکھو کہ انکی خطبوں میں اسرار توحید عدل۔ نبوت قضا، قدر احوال قیامت معاملات سیاست کا بیان ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے کسی کلام میں وہ مضامین عالیہ ہرگز نہیں پائے جاتے۔ نہج البلاغت کو دیکھو۔ اور کل اہل اسلام کے فرقے علم اصول میں جناب امیر علیہ السلام ہی کیطرف منتہی ہوتے ہیں علم نحو جناب امیر علیہ السلام کی ایجاد ہے جس پر قواعد عربی کا دارومدار ہے اور کل علوم سلوک و تصفیہ باطن کو مشائخ و صوفیائے کرام نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے سیکھا ہے یا اسکی اولاد امجاد سے حاصل کیا ہے۔ پس وہ شاہ ولایت ہیں اور کل فرقے مشائخ کے انہی کیطرف منتہی ہوتے ہیں۔ پس جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اپنے کمالات روحانی و فضائل جسمانی و قرابت رسول یزدانی و عالم ربانی ہونیکے باعث زیادہ حقدار خلافت الٰہیہ ہیں۔ اور وہ خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں اور حجۃ اللہ علی الارض ہیں۔

(۵) ملک عرب کے قدیمی دستور سے بھی حق خلافت جناب امیر علیہ السلام کو پہنچتا تھا۔ جزیرہ نما عرب میں سرداران قبائل کے ہاتھ میں ہر ایک قبیلہ کی حکومت ہوتی تھی جو شخص بوجہ دولت و شرافت کے تمام قبیلہ میں اعلیٰ گنا جاتا تھا وہ اس قبیلہ کا شیخ سردار یا حاکم ہو جاتا اسیطرح قبیلہ قریش میں سے حضرت ہاشم کو امارت قوم و حفاظت خانہ کعبہ پہنچی ان کے بعد حضرت مطلب جد پیغمبر صلعم اور حضرت ابو طالب والد ماجد جناب امیر علیہ السلام پر منتہی ہوئے۔ حضور انور علیہ السلام پر نبوت و رسالت ختم ہوئی بعدہٗ امامت اور خلافت جناب امیر علیہ السلام کا ورثہ ہے اس لئے وہ خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں۔

(۶) کئی موقعوں پر تبلیغ رسالت کا کام حضور انور علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے لیا ہے جیسے سورہ برات کا کفار و مشرکین مکہ پر پہنچانا۔ ملک یمن میں واسطے ہدایت و اعلائے کلمۃ اللہ جانا۔ مسلمانوں کے لشکر پر کئی جگہ جرنیل مقرر ہونا۔ مکہ شریف میں رہکر امانات کا ادا کرنا۔ بعثت میں وصی و خلیفہ کہلانا۔ اور کسی موقعہ پر جناب امیر علیہ السلام ماتحت حضرات شیخین نہیں ہوئے۔ بلکہ حضرات شیخین حضرات اسامہ بن زید اور عمرو بن عاص کے ماتحت کردئے گئے۔

(۷) حضرات شیخین سے جو اولیات احداث یا بدعات ہوئیں اور جو بے ادبی و بے اعتدالی و ایذا رسانی

خاندان رسالت سے کی جو مسائل دینیہ و احکام شرعیہ میں ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں جن سے وہ ہمیشہ جناب امیرؑ کے محتاج رہے اور لولا علیؑ لہلک عمرؓ کہنا پڑا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلافت کیواسطے موزون نہ تھے اور برائے نام خلیفے تھے۔

(۸) جناب سرور عالم صلعم نے کبھی کسی موقعہ پر بھی سوائے حضرت مولینا علی علیہ السلام کے حضرات اصحاب ثلاثہ کو وصی۔ خلیفہ۔ یا امیر المومنین امام المتقین سید العرب۔ ہادی۔ مہدی۔ ولی۔ مولا۔ کے القاب سے ملقب نہیں فرمایا طالب حق کیواسطے یہی ایک دلیل کافی ہے۔

(۹) اگر نماز کی امامت پر خلافت منحصر تھی تو حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کیوں خلیفے بنائے گئے۔ انہوں نے تو کبھی بھی امامت نماز نہیں کی تھی۔ خاصکر حضرت عمر کی پیش نمازی کیواسطے سرور عالم صلعم نے کراہت ظاہر فرمائی تھی۔ اور سرور عالم صلعم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم اور عبدالرحمن بن عوف کو پیش نماز مقرر فرمایا ہے۔ اور اسکے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ وہ کیوں خلیفے نہ ہوئے۔

(۱۰) جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السلام حاکم دین و دنیا تھے اور اپنی اپنی امت پر بالاستقلال حکومت رکھتے تھے لیکن بعض انبیاء علیہم السلام پر تصرف ظاہری نہیں ہوا بلکہ بہت مدت تک مظلوم اور خائف رہے ہیں جیسا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ۔ سیدنا یحییٰؑ سیدنا ذکریاؑ۔ سیدنا عیسے المسیح علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اس سے انکی نبوت خلافت۔ امارت مطلقہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اسی بنا پر اگر جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام پر ظاہری اجماع نہ بھی ہوا ہو تو انکی خلافت بلافصل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جبکہ وہ اصحاب ثلٰثہ کی اصلاح فرماتے رہے ہیں۔

(۱۱) جناب امیر علیہ السلام نے خواجہ عالم صلعم کا قرضہ اتارا۔ تجہیز و تکفین کے فرائض کو پورا کیا اور علوم شرعیہ اسباب و اسلحہ و املاک کے قابض ہوئے گو جائداد فدک بعدہٗ ضبط ہوئے جنازہ رسول مقبول صلعم پڑھا۔ خاندان نبوت کی تسلی و تشفی کی انکے رنج و غم میں شریک رہے یہی فرائض ولیعہد و جانشین کے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت ابوبکرؓ جائز خلیفہ رسول تھے تو انہوں نے خاندان رسالت سے بعد وفات رسول مقبول صلعم کیا سلوک کیا۔ انکو تو جنازہ بھی نصیب نہ ہوا۔

(۱۲) جو شرائط و قیود خلافت کیواسطے حضرات شیخین نے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیان کرکے اپنا حق خلافت جتلایا تھا۔ ان سے زیادہ جامع شروط و قیود جناب امیر علیہ السلام میں موجود تھیں۔ اور من کل الوجوہ تمام صحابہ کرام سے افضل تھے جناب سرور عالم صلعم سے زیادہ قریبی رشتہ دار عالی حسب و نسب سابق

الایمان سابق الاسلام۔ ایفائے عہود خدا میں سب سے افضل۔ امر خدا پر قائم۔ رعیت میں عادل۔ فصیح و بلیغ۔ افصح
احسن الناس۔ مہاجر قریشی الہاشمی۔ اشجع الناس۔ اصلب فی الدین۔ زیادہ قبیلہ والے نسب میں اشرف زہد۔ تقویٰ
سخاوت۔ کرامت۔ طہارت۔ عصمت۔ عقل و فراست۔ علوم دینیہ و حکمیہ میں کمالیت۔ علم القرآن و حدیث۔
فرائض۔ تصوف۔ معرفت و رسیات (صرف و نحو) جود و سخا۔ عبادت۔ مروت۔ سیاست۔ خندہ پیشانی رعب
و ہیبت۔ سرداری و امارت۔ خاندانی عزت و شرافت میں سب لوگوں سے بڑھ بڑھ کر تھے۔ کوئی صحابی
آپکی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ ؎ بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ؎

نیا ز ایسا ولی برحق جو پیشوا ہوا ولیاء کا
بتا تو امت میں اس نبی کے کوئی بن بو تراب دیکھا

(۱۳) فی الحقیقت کوئی شخص خلافت کا اسواسطے مستحق نہیں ٹھہرتا کہ عام لوگوں نے اسکی خلافت پسند کی یا کسی خلیفہ نے وصیت کی کہ میرا جانشین فلاں ہوگا۔ یا چند آدمیوں نے ملکر ایک آدمی کو منتخب کر لیا خواہ وہ آدمی نہایت اعلیٰ پایہ کا ہو اور انکی قدر و وقعت مسلمہ ہو۔ بلکہ یہ کلیہ اصول انتخاب بھی نہیں (کتاب دمشق وکیل کمپنی صـ۱۴۲ سطر ۱۲)

یہ دلیل کافی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہی شخص آنحضرت صلعم کا نائب منتخب ہو سکتا تھا جو سب سے بہتر شخص اسوقت موجود تھا اور جسمیں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حسنہ پائے جاتے تھے۔ سنی و شیعہ کا اتفاق ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھکر کوئی زیادہ نہ تھا۔

(۱۴) امام عیوب سے بری۔ علم الٰہی سے مخصوص۔ حلم و عقل سے نامزد۔ منتظم دین۔ باعث عزت مسلمین۔ منافقین کا قاتل۔ مومنین سے رؤف رحیم ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا یگانہ نہ کوئی اُس کے مقابل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی عالم اسکی برابری کر سکتا ہے وہ ہر ایک فضل و بزرگی و علم لدنی سے ممتاز ہوتا ہے۔ پس یہ تمام اوصاف جناب امیر المومنین سیدنا و مولانا و امامنا علی المرتضیٰؑ اور آئمہ اطہار علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں۔

(۱۵) جو احادیث فضائل و مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شان میں وقتاً فوقتاً مقامات و حالات و ازمنہ مختلفہ میں جناب سرور کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمائیں ان سب کا مدعا و منشا و مطلب یہی تھا کہ تمام اصحاب خود بخود قدر و منزلت امیر علیہ السلام کو پہچانیں اور منشاء نبوت کو جان لیں کہ بعد نبی صلعم جناب امیرؑ ہی خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں اور ان احادیث ذکر یکجہتی و یکتائی سے صاف ظاہر و عیاں ہے کہ جناب پیغمبر خدا و علی المرتضیٰؑ ایک روح اور دو قالب ہیں۔

(۱۶) **احترام سیدہ معصومہؑ:** ۔ بعد وفات سردار دوجہاں سرور کون ومکان حبیب خدا واشرف انبیا علیہ الصلوۃ والتحیہ۔ حضرت ابوبکر کو خواہ کسی طرح خلافت مل تھی اُنکا فرض تھا کہ اپنے نبی صلعم کی اولاد اپنے رسول مقبولؐ کے خاندان۔ اپنے سید المرسلین کے ازواج امہات المومنین کے حقوق کی حفاظت فرماتے۔ اُنکی تسلی وتشفی و اُنکے نان نفقہ سے خدمت کرتے۔ انکی اطاعت وفرمان برداری کرتے فرزندان رسول مقبولؐ حضرات حسنین علیہم السلام کی دلجوئی کرتے اُنکے سر پر شفقت ومرحمت کا ہاتھ پھیرتے۔ اپنے آقائے نامدار شفیع المذنبین، سید المرسلین احمد مجتبیٰ ومحمد مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والتحیہ۔ کی اکلوتی بیٹی سیدہ معصومہ صدیقہؑ کا پاس ادب کرتے انکی توقیر وعزت وحرمت کرتے اور اُن کے قلب ستم وریخ والم رسیدہ کو تشفی دیتے۔ اور انکو ہمیشہ پرسا دیتے کیونکہ خلافت انکو انہیں کی طفیل ملی تھی۔ اور درجہ صحابیت انہی سے حاصل ہوا تھا۔ وہ خلیفہ کیا خلیفہ حق ہوگا۔ جس نے اپنے نبی صلعم کے خاندان کو ایذا پہنچائی۔ تمام اسلامی تواریخ کے اوراق الٹ کر دیکھو۔ تو وہ زور شور سے پکار رہے ہیں۔ کہ اصحاب ثلاثہ نے خاندان نبوت کیساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ بستر موت پر اپنے سردار وآقائے نامدار حبیب کردگار سید الابرار علیہ السلام کو چھوڑ کر تجہیز وتکفین وجنازہ سے منہ موڑ کر بنت رسول مقبول صلعم کو ناراض کیا۔ اور قصد احراق بیت رسولؐ کیا۔ مسلح فوج لیکر مکان گھیر لیا جناب امیر علیہ السلام کو خانہ نشین کر دیا۔ اور خلافت خاندان نبوت سے نکال کر بنی امیہ کے حوالہ کر دی جو خاندان شجرہ ملعونہ تھا۔ جلیل القدر اصحاب صفہ وانصار کو جو موالیان اہل بیت تھے سب کو ذلیل وخوار کیا حضرت مالک بن نویرہ صحابی کو بلاقصور قتل کیا۔ حضرت سعد بن عبیدہ کو شام میں قتل کرایا۔ حضرت ابوذر غفاری کو خارج مدینہ منورہ کر دیا۔ حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود کو پٹوایا۔ اور حضرت ابی بن کعبؓ پر کوڑے چلائے۔ اس سے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خاندان رسالت سے محبت ومودۃ کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔

رنج بتولؑ: ۔ وہ سیدہ معصومہ بتولؑ جنکی رسول مقبول صلعم عزت کرتے تھے۔ حضرات شیخین سے ناراض گئیں۔ (متفق علیہ) وہ سیدہ طاہرہ معصومہؑ جس نے حضرات شیخین سے مرتے دم تک کلام نہ کی۔ (متفق علیہ)

وہ سیدہ خیر النساءؑ بنت محمد مصطفےٰ صلعم جس نے رات کو دفن ہونا منظور کیا۔ مگر حضرات شیخین کو اطلاع تک نہ دلائی۔ (متفق علیہ)

وہ سیدۂ سیدۃ النسا بنت رسولؐ سید المرسلین جس نے حضرات شیخین کو وصیتؒ جنازہ پر آنے کی ممانعت فرمائی۔ (مظاہر الحق) وجذب القلوب)

وہ سیّدۂ شفیعہ روز محشر جنکی تعظیم و تکریم رسولؐ کریم صلعم کرتے تھے اور جب کبھی تشریف لاتیں توحضور انور سروقد اٹھ کھڑے ہوتے جہاد سے آتے جاتے جناب سیدہ معصومہؑ کو اول دیکھ جاتے۔

وہ سیدۂ زہراؑ بنت احمد مجتبیٰؐ کہ پیغمبر خدا صلعم جن سے بوئے بہشت سونگھتے تھے۔ وہ سیدہ افضل النسا جود و نو سردارانؑ جوانان بہشت کی مادر مہربان ہے وہ سیدہ جنکی عبادت پر ملائکتہ المقربین بھی فخر کرتے تھے وہ بضعتہ رسولؐ مقبول جسکا رنج کرنا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ کو رنج دینا تھا۔ جسکی ایذا خدا و رسولؐ کی ایذا تھی جسکا غضب اللہ اور رسولؐ کا غضب تھا۔ (بخاری وارجح المطالب)

وہ سیدۂ معصومہ بتولؑ بنت رسولؐ مقبول کہ جسکی خاطر قیامت کو بحکم الٰہی اہل محشر کو اپنی آنکھیں بند کر لینے اور سر جھکانے کا حکم ملیگا۔ جنکو تمام مومنہ عورتوں سے ستّر قصر یاقوت زیادہ ملینگے۔ اور جو عاصیان اُمت محمدی صلعم کی روز قیامت کو شفاعت کرینگی۔

وہ سیدہ معصومہؑ حضرات شیخین سے ناراض گئیں۔ اور مرتے دم تک بائی کاٹ رکھا۔ اور اجماعی خلیفہ کی خلافت کی تصدیق نہ کی۔ ؎

کب بھلا جائز خلافت ہو وہ دین اللہ کی — جب نہ مانے اسکو بیٹی خود رسول اللہ کی

کسطرح بو بکر کی برحق خلافت جان لیں — فاطمہؑ ناخوش رہے اور ہم خلیفہ مان لیں

جبکہ برحق تھی خلافت حضرت صدیق کی — فاطمہؑ نے کیوں نہ اسکی عمر بھر تصدیق کی (منہاج الشریعہ)

(۱۷) اگر اسوقت مطابق وصایائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ بنائے جاتے تو اسلام میں یہ خون ریز اور تباہ کرنے والیاں لڑائیاں نہ ہوتیں۔ اور شریعت میں بدعات جاری نہ ہوتیں اور نہ ہی آج بہتر فرقے اسلام کے ہوتے اور نہ ہی مسلمان اپنے عقائد و عبادات میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے اور ایک دوسرے کو کفر کا فتویٰ لگاتے اور نہ ہی یہ چار مذاہب حنفی، شافعی، [illegible] پیدا ہوتے۔ ایک ہی دین ہوتا ایک ہی ملت ہوتی حقیقی انوار اسلام چمکتے۔ اور اسلام میں اصلی [illegible] بنی امیہ کا اقتدار نہ ہوتا۔ (صابر)

[illegible] (۱) حضرت عمر نے اپنے قتل کے بعد انتخاب خلافت چھ شخص کو مدینہ منورہ میں چھوڑا۔ ان سے

ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی امیہ کی سازشوں کیلئے راستہ صاف کردیا۔ امیہ اب مدینہ میں نہایت زبردست ہو گئے تھے۔ اور یہ خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ہاشمیوں کے مدت سے رقیب تھے اور ان سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے جناب رسالتمآب کا نہایت سختی سے تعاقب کیا تھا۔ اور فتح مکہ کے بعد محض ذاتی مفاد و اغراض کی خاطر مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کی ترقی کو وہ اپنے ذاتی اقبال کا ذریعہ بنانے کی ٹھانے ہوئے تھے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے سیدھے سادے جفاکش صحابیوں سے جو مسلمانوں پر حکومت کرتے تھے۔ سخت کینہ و عناد رکھتے تھے۔ وہ قدیم مسلمانوں کو کونسل کا رکن اور سرکاری عہدوں پر سرافراز ہوتا دیکھ کر آتش حسد سے جل بھن کر کباب ہوتے تھے۔
(تاریخ اسلام آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی صاحب ص۴۰)

فصل ۱۳

خلافت اجماعی پر ریویو اور آیت شوریٰ کا جواب

(۱) **قوله** مولف فتح الرحمانی ص۹۔ پر ذیل کی آیت سے نصی خلافت اصحاب ثلاثہ کو ثابت کرتا ہے قولہ تعالیٰ:۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (پ۲۵ شوریٰ) اور امرہم شوریٰ بینہم کا ترجمہ:۔ آپس کے مشورہ سے اپنا امیر کر لیتے ہیں۔ رسالہ فتح الرحمانی ص۹

اقول:۔ مولوی صاحب اس آیت سے تو خلافت نصی ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ مومنین کے اوصاف بتائے گئے ہیں توکل بخدا۔ گناہوں سے بچنا۔ معاف کرنا۔ نماز کا قائم کرنا۔ اپنے کام دینی و دنیاوی صلاح سے کرنا۔ اور حلال کھانا۔ قرآن شریف میں لفظ اکیلا امر کے کسی جگہ امیر کے نہیں ہیں جب اولی الامر و الامر یومئذ میں الف لام استغراقی ہے۔ اور یہ آیت بطور خبر کے واقع ہوئی ہے۔ پھر تمام قرآن شریف کے ترجموں میں امر کے معنے کام و کاج کے ہیں۔ دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب۔

دانکے جتنے کام ہیں آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں) اگر اس آیت کو آپ خلافت پر جڑتے ہیں۔ تو آپکو فضائل اصحاب ثلاثہ سے دست بردار ہونا پڑیگا کہ انہوں نے سب کام بلا مشورہ ایک حضرت اشرف جلیل القدر بنی ہاشم خاندان نبوت کے سر انجام کئے جناب سالتمآب صلعم کو بغیر تجہیز و تکفین کے چھوڑ کر چلدئے سقیفہ بنی ساعدہ میں بنی ہاشم کا کوئی رکن شامل نہ تھا اور بلا مشورہ انکے حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے گئے۔

(ب) حضرت ابو بکر صدیق نے بلا مشورہ صحابہ کبار مہاجرین و انصار حضرت عمر ابن الخطاب کو بذریعہ تحریری وصیت کے اپنا جانشین مقرر کردیا۔ پھر فرمائیے مولوی صاحب حضرت ابو بکر نے اس آیت کی صریح مخالفت کی آپ اُن پر کیا فتویٰ لگائیں گے۔

(ج) پھر حضرت عمر ابن الخطاب نے کونسی شوریٰ پر پابندی کی تھی جسکا ذکر پیچھے گذرا آپ اس آئیت کو پیش کرکے صحابہ کرام کو زمرہ مؤمنین سے خارج کرتے ہیں چونکہ مومنین کی شرط ہے کہ مشورہ کرلیا کریں ؎ لحاف ... خود کردہ خود کردہ را علاج چیست۔

(د) کل علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اصحاب ثلاثہ نہ منصوص ہیں اور نہ معصوم ہیں۔ بلکہ خلافت اجماعی فقہ ہے اجماع اصحابہ کا النص ہوتا ہے۔ کوئی صریح آئیت قرآن شریف میں ترتیب خلافت کے بارے میں نہیں ایمانی کی حد صریح ہوتا تو یہ جھگڑا ہی کیوں اٹھتا اور تمام بنی ہاشم و جناب امیر علیہ السلام حضرت ابو بکر کی خلافت سے کیوں انکار کرتے۔ مگر خدا جانے آج چودھویں صدی میں آپکو نص کہاں سے مل گئی۔ جو متقدمین کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی سو آپ اپنے مذہبی اجماع۔ سواد اعظم و سبیل المومنین کے طریقے سے باہر کیوں جاتے ہیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کیوں الگ بناتے ہیں حالانکہ آپ حنفی کہلاتے ہیں۔

(ہ) جناب سیدنا و مولینا امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مجلس شوریٰ میں اپنا دعویٰ استحقاق خلافت پیش کیا تھا تو اہل شوریٰ نے جواب دعویٰ میں یہ آیت شوریٰ کیوں نہ پیش کی۔ بس مولویصاحب یہ تو جناب کی بیجا حمایت ہے کہ خواہ مخواہ جناب امیر علیہ السلام کو گھٹا کر انکو چوتھے نمبر پر رکھنا چاہتے ہیں جبکہ اللہ اور رسول ؐ نے انکو تمام امت محمدیہ سے افضل و اعلم کیا ہے۔

(و) محبت صحابہ کبار مہاجرین و انصار جو انکو رسول سید الابرار سے تھی اس بات سے صاف ظاہر ہوگئی کہ جسم اطہر سید البشر و حضور انور صلعم کو بغیر دفن و کفن چھوڑ کر خلافت کے جھگڑے میں پڑ گئے یہ فنا فی الرسول کے لئے

بہت معیوب ہے۔ دنیا میں کسی شخص نے اپنے مرشد و والدین کی میت کو بغیر تجہیز و تکفین نہیں چھوڑا۔ یہ امت محمدیہ کا پہلا انحراف ہے۔

(ب) حضرات اصحاب ثلاثہ کو جو محبت اور مودة جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے تھی وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ظاہر ہوگئی کہ نہ آپ کو اطلاع دیگئی۔ نہ مشورہ لیا گیا۔ اور نہ ہی آپکا ذکر خیر و استحقاق خلافت کیا گیا۔ حالانکہ جناب امیر علیہ السلام سب سے بہتر اور افضل تھے۔ روحانیت۔ شجاعت۔ عقل۔ علم۔ دیانت۔ سخاوت۔ کل صفات میں کوئی انکا ثانی نہ تھا۔ مگر جو کمی تھی وہ یہ تھی کہ جناب امیر علیہ السلام پالیسی اور ڈپلومیسی نہیں برتتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ خلافت میں ہر مرتبہ ناکامیاب رہے۔

(۳) افسوس ہے کہ ماہر قرآن شریف۔ صاحب تطہیر۔ ولیعہد یوم غدیر۔ فاتح خیبر۔ مرد دلاور۔ قاتل مرحب و اژدر۔ ہادی۔ مہدی۔ وصی رسول مقبولؐ۔ مولائے کل مومنین۔ محبوب رب العالمین۔ موا خی و داماد سید المرسلین۔ افضل البشر۔ سید المطاع۔ شب ہجرت کا جان نثار۔ جنگ احد کا وفادار۔ خیبر کا کرار غیر فرار۔ خندق کا بہادر۔ مولانا و سیدنا علی حیدرؑ صفدرؑ شوریٰ کیوقت سقیفہ بنی ساعدہ میں بالکل بھلا دیا گیا گویا آپکا وجود دنیا میں نہ تھا۔

(۴) یہ انتخاب خلافت حضرت ابو بکر اصولاً ناجائز تھا۔ کیونکہ خواجہ عالم صلعم کا جسم مبارک ابھی سرد بھی نہ ہوا تھا کہ ایک ہی ساعت میں انصار سے جھگڑ کر زبردستی حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ اور حسن مانی الاکش کر ڈالی اور قوم بنی ہاشم کو جو ووٹ کے زیادہ مستحق تھے خبر تک نہ دی۔ یہ خفیہ کاروائی کسی طریقہ سے جائز نہیں میونسپل الیکشن کا مقابلہ کر لو۔

(۵) جائز الیکشن وہ ہے جس میں سب لوگونکو خبر دی جائے جلسہ انتخاب میں تمام تعداد ووٹروں کے موجود ہوں اور امیدواروں کے نام پیش کئے جائیں اور ہر ایک کے فضائل و خدمات اسلامی کا مقابلہ کیا جائے جسکے ووٹ زیادہ ہوں وہی انتخاب میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

(۶) یہ طریقہ الیکشن ہرگز نہیں کہ ایک اصحاب نے دوسرے اصحاب کا ہاتھ پکڑ لیا اور خلیفہ بنا دیا پھر مارشل لا جاری کر دیا کہ جو شخص اس انتخاب کو قبول نہ کریگا۔ وہ قتل ہوگا۔ اور لوگونکو گھیر گھیر کر مطیع خلافت بنایا پھر اسقدر جلدی انتخاب خلافت کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ ہر ایک طرح کا امن تھا۔ نہ کوئی قبیلہ باغی ہوا۔ اور نہ ہی کوئی فوج بگڑ گئی تھی۔ نہ ہی مدینہ منورہ پر کسی نے حملہ کر دیا تھا۔ نہ ہی کوئی شرارت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ پھر اتنی جلدی کیوں کی گئی۔ جبکہ خاندان رسالتؐ غم و الم میں تھے۔ انکو اور رسولؐ خدا صلعم کو چھوڑ کر خلافت پر تل گئے کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی سوائے اسکے

کہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ یوم غدیر کو معزول کر دیا جائے۔ اور انکو قطعی محروم کیا جائے۔

(۷) پھر یہ خلافت حقہ اور راشدہ کسطرح ثابت ہو سکتی ہے جبکہ تمام قوم بنی ہاشم۔ وصی رسول اکرم اور جلیل القدر صحابہ کرام نے بیعت نہ کی۔

(۸) جو اجماع امت کہ خلاف حکم قرآن شریف ہو وہ ہرگز صحیح نہیں اور نہ قابل حجت ہے قولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَـهُـمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ صاف شاہد ہے کہ اللہ و رسول کے فیصلہ پر سقیفہ بنی ساعدہ کو مقدم رکھا گیا اور عہد غدیر کو بھلا دیا گیا۔

(۹) علمائے اہل سنت نے اس خلافت کو بنیاد ہوا و ہوس مانا ہے۔ اور فساد و جھگڑا کی ابتدا خیال کی ہے۔ دیکھو شرح مقاصد تفتازانی و سر العالمین امام غزالی۔ و ملل و نحل شہرستانی۔

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام کا ہر شوریٰ کیوقت دعوے خلافت کرنا۔ اپنے مناقب اور فضائل بیان فرما کر حجت قائم کرنا اور حدیث غدیر کو یاد دلانا اور اس پر استشہاد کرانا۔ گواہی چھپانے والوں کا اندھا اور مبروص ہو جانا صاف دلالت ہے کہ یہ خلافت راشدہ نہ تھی۔ اور جناب امیر علیہ السلام اس کو خلافت حقہ نہ سمجھتے تھے۔

(۱۱) اس خلافت سے بضعتہ رسول مقبول بلکہ خود رسول اکرم صلعم ناراض گئے۔

(۱۲) جب یہ الیکشن صحیح تھا تو جبر و قہر کیوں کیا گیا۔ اور لوگوں کو کیوں ستایا گیا جناب امیر سے کس واسطے کشمکش کی گئی۔ اور لکڑیوں کا انبار اور آگ حضور کے دروازہ پر کیوں لگائے گئے۔

(۱۳) جناب رسول خدا نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ جسنے امام کو نہ پہچانا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت سے مرا۔ اب حضرات اہل سنت عموماً مولف فتح الرحمانی و مولویصاحبان جھنگ و اسود ستانہ خصوصاً یہ فرماویں کہ پیر طریقت شاہ ولایت سر تاج امامت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پاک اور امام زماں موجود تھے مگر حضرات اصحاب ثلاثہ نے انکو نہ پہچانا تو فرمائیے انکی وفات کسطرح سمجھینگے اور انپر کیا فتویٰ دیں گے کیونکہ رسالہ فتح الرحمانی میں مولف فتح الرحمانی اور مولویصاحبان واسود ستانہ (جنکے اس رسالہ پر دستخط موجود ہیں) جناب امیر علیہ السلام کو کامل اور معصوم امام زمان تہ دل سے مان چکے ہیں دیکھو رسالہ فتح الرحمانی صفحہ ۹/۱۱۳ (میں ایک ایسے کامل اور امام زمان کی پاک تحریر دکھاؤں گا یہ دلیل ایسی قوی ہے کہ مولوی صاحبان جھنگ و اسود ستانہ قیامت تک سر نہ اٹھا ئیں گے۔ یہ جناب امیر علیہ السلام کی اعجاز

وکرامت کا نتیجہ ہے کہ انکے مخالفین بھی بعض وقت منہ سے حق بات کہہ دیتے ہیں جیسا کہ شروع رسالہ میں مولوی صاحب نصی خلافت حضرات اصحاب ثلاثہؓ لکھنے بیٹھے اور اعتقاداً یہ شعر رسالہ فتح الرحمانی صہ۲ پر تحریر کیا جس سے تمام مضمون پر پانی پھر گیا۔ ؎

شرق سے تا غرب جسکم حق سے جاری حکم ہے　　احمد مختارؐ کا اور حیدرؑ کرار کا۔

(ب) تمام ریفارمر۔ قومی لیڈر، روشنی تھی۔ اوتار، نبی ورسول دنیا میں معرفت الٰہی۔ تزکیہ نفس اور اتفاق واتحاد قومی کیواسطے مبعوث ہوتے ہیں انکا منشاء یہ ہوتا ہے کہ لوگ مختلف خیال کے ایک مرکز پر قائم ہو کر ایک زندہ قوم بن کر نمونہ حسنہ دکھلائیں نیشن (قوم) کہلا کر لوگونکو ہدایت دیں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقوام عرب کو ایک حبل میں جکڑ کر ایک اسلامی قوم بنادی اور انمیں روحانیت بھردی اس قوم کو راہ حق وہدایت پر قائم رکھنے اور متفق ہونے کیلحاظ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بہترین خلائق کے حوالہ کردیا اور فرمایا کہ قوم مسلمین جب تک تم میری اہلبیت کے تابعدار وفرمانبردار رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہمیشہ مظفر ومنصور خوشحال رہوگے مگر قوم نے اس رازکو نہ سمجھا اور اس نے بعد وفات حسرت آیات اجماعی حکومت اور قیاسی سلطنت جمہوریت کی بنیاد ڈالی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوںمیں تفرقہ پڑ گیا۔ تلوار چلگئی اور تیرہ سو سال تک مسلمان قتل وغارت ہوتے رہے حتٰی کہ اسلامی سلطنیں مٹنی شروع ہوگئیں غیر اقوام کا ان پر غلبہ ہوگیا مسلمانوں کا آپس میں جھگڑا وفساد وشور وشر وبغاوت کفر وتکفیر سے فتنہ ارتداد شروع ہوگیا لاکھوں مسلمان مرتد ہوگئے اور کئی مسلمان جھوٹے نبی وامام بن گئے۔ آخر اللہ اللہ کر کے اس چودھویں صدی میں اجماعی خلافت کو سُنی ترکی مسلمانوں نے اڑادیا اور اسکو اسلام کا دشمن اور مانع اشاعت اسلام سمجھا اور خونریزی وقتل وغارت کا باعث مانا۔

(۱۴) حضرت عثمان کے انتخاب کیوقت نہ ہی اہل حل وعقد کا اصول قائم رہا۔ اور نہ ہی وصیت حضرت ابوبکر کا اثر۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے ان دونوں اصولوں کو ناجائز سمجھ کر مخالفت کی اور خلافت کو چھ شخصوں کے دائرہ میں چھوڑ گئے۔ تاکہ کسی صورتمیں تیسری دفعہ بھی جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ مل سکے اور عبدالرحمٰن بن عوف صدر کمیٹی مقرر ہوا۔ جو رشتہ دار حضرت عثمان تھا۔

(۱۵) پھر جب مہاجرین وانصار کی شوریٰ پر خلافت منحصر تھی۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے علاوہ خدا اور رسولؐ کے اطاعت سیرت شیخین پر عمل کرنے کیواسطے کیوں کہا کیونکہ وہ مقولہ حضرت عمر ابن الخطاب

حسبنا کتاب اللہ کو بھول گئے بھلا اس شرط کو سب سے افضل سب سے اعلم سب سے زیادہ قاضی۔ نبی صلعم کے قدم بقدم چلنے والے اور سیرت الرسولؐ پر عمل کرنیوالے جناب امیر علیہ السلام کب قبول فرماتے تھے جبکہ وہ کئی دفعہ حضرات شیخین کی اصلاح کر چکے تھے اور اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جن کی نسبت اکثر حضرت عمر فرمایا کرتے تھے لولا علی لہلک عمر اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علیؑ۔ (ارجح المطالب صـ ۶۷۳) اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین کے اتباع سے انکار کر دیا۔ مگر حضرت عثمان غنی نے سیرت شیخین کی شرط کو قبول کر کے خلافت حاصل کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مروان ملعون ابن ملعون کو وزیر بنا کر اور تمام بیت المال اپنے اقرباء میں لٹا کر شیرازہ خلافت کا تتر بتر کر دیا۔ آخر کار خود بھی شہید کر دئے گئے۔ اور خاندان رسالت سے ہمیشہ کیواسطے خلافت نکل گئی۔

(۱۶) اب حضرات اہل سنت فرماویں کہ آپکی کون خلافت حقہ ہے۔ اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا اجماع درست ہے تو بھی اصول قائم رہنا چاہئیے تھا۔ مگر خود حضرت ابوبکر نے اس قاعدہ کو توڑ دیا۔ اور اپنی زندگی کے خاتمہ سے چند منٹ پہلے بذریعہ وصیت حضرت عمر ابن الخطاب کو ولیعہد مقرر کیا حالانکہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عمر کو اپنے زمانہ نبوت میں پیش نماز بھی نہ ہونے دیا تھا۔ اور کبھی بھی کسی لشکر پر سردار نہ ہوئے بلکہ اسامہ بن زید کے ماتحت رہے۔ اور تمام غزوات رسول مقبول صلعم میں بھاگتے رہے۔ جنگ احد میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھے۔ جنگ حنین میں فرار ہوئے جنگ خندق میں عمر بن عبدود سے خود بھی ڈرے اور لشکر اسلام کو بھی ڈرایا۔ جنگ خیبر میں شکست کھا کر واپس ہوئے صلح حدیبیہ میں رسالت پیغمبرؐ خدا پر شک کیا۔ مرض وفات النبیؐ کیوقت دوات وقلم کو روکا۔ اور سرور عالم صلعم کو درد سر و ہذیان کے کلمات کہے۔ (مدارج النبوۃ و بخاری) سرور عالم صلعم کے جسم مبارک کو بغیر ٹھنڈا ہوئے چھوڑ کر خلافت پر جا قابض ہوئے بعدہٗ آگ اور لکڑیاں لیکر مکان رسول مقبول صلعم کو جلانے کو تیار ہوئے۔ حضرت ابوبکر سے سند باغ فدک لیکر پھاڑ ڈالی اور صحابہ کبار کو بہت ذلیل و خوار کیا۔ حی علی خیر العمل کو مٹا کر الصلوۃ خیر من النوم داخل کر دیا۔ تو وہ خلیفہ حق کیسے ہیں۔

(ب) حضرت عمر نے مشورہ مہاجرین و انصار کو بالائے طاق رکھکر ایک خاص کمیٹی مقرر کی اگر اس آخری قاعدہ کو مانا جائے تو سابقہ خلافت شیخین کا اصول ٹوٹ جاتا ہے۔

(ج) حضرت ابوبکر نے اقیلونی اقیلونی لست بخیرکم و علی فیکم یعنی مجھ سے خلع بیعت

کرو۔ میں تم سے اچھا نہیں ہوں جبکہ حضرت علیؑ تمہارے درمیان ہیں۔ فرما کر اجماع کو توڑ دیا۔

(۵) حضرت عمر نے بیعت ابو بکر فلتۃ ایک امر ناگہانی کہا پس کسی صورت سے بھی یہ اجماع ٹھیک و درست نہیں بیٹھتا۔ نہ یہ خلافت نصی ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اجماعی مگر خدا جانے یہ علماء اہل سنت مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتے ہیں اور اپنی ضد و ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔ اور خلیفۃ اللہ بلا فصل کی پیروی نہیں کرتے اگر خلافت اجماعی حق مانی جائے تو قرآن شریف و احادیث صحیحہ و دعاوی جناب امیرؑ کو جھٹلانا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ

(۶) رسالہ فتح الرحمانی کے صفحہ ۱۶ پر خط علی علیہ السلام بنام معاویہ درج ہے جسکو ایک صاحب نے آیت شوریٰ پڑھکر اس خط کو تفسیر میں بمقام اٹھارہ ہزاری جھنگ وقت مباحثہ مولانا مولوی سید شرف حسین صاحب کے پیش کیا تھا جسکا جواب مولانا صاحب نے اسی مجمع میں دیدیا تھا۔ اور بندہ ساہر مولف کتاب ثبوت خلافت نے مارچ ۱۹۱۳ء میں فیصلہ قرانی چھپوا کر جواب خط شائع کر دیا تھا۔ اب بعز ناظرین کی خاطر تفصیلی طور دوبارہ لکھتا ہوں۔

خط علی علیہ السّلام بنام معاویہ

{کتاب نہج البلاغت مطبوعہ ایران ص ۱۸۹ فتح الرحمانی ص ۱۶}

ومن کتاب له علیه السلام الی معاویة انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلك لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین وولاه الله ما تولی ولعمری یا معویة لئن نظرت بعقلك دون هواك لتجدنی ابرء الناس من دم عثمان ولتعلمن انی کنت فی عزلة عنه الا ان تتجنی فتجن ما بدا لك والسلام۔ ترجمہ:- بیشک مجھ سے اُس قوم نے بیعت کی جس نے ابو بکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر پر بیعت کی ہے جس پر انکی بیعت وقوع میں آئی۔ اب کسی شخص حاضر کو اختیار نہیں کہ وہ علیحدہ رستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب اسکی تردید کر سکتا ہے۔ تحقیق شوریٰ مہاجرین اور انصار کے لئے لائق ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کیا اور اس کا نام امام رکھ دیا۔ تو پروردگار کی خوشنودی ہے اگر کوئی خارج ہونیوالا طعن اور بدعت انکے حاکم سے نکل گیا۔ تو اسے اسکی طرف لوٹادو جس سے وہ خارج ہوا ہے اگر اس نے انکار کیا تو اسکو قتل کرو۔ کیونکہ وہ سبیل المومنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کام کیطرف متوجہ کر دیگا۔ جسکی طرف اُس نے توجہ کی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم اے معاویہ اگر تو چشم بصیرت سے دیکھتا اور خواہشات کی

پیروی نہ کرتا تو مجھے ضرور سب لوگوں سے زیادہ خون عثمان سے بری الذمہ پاتا اور تجھے معلوم ہو جاتا کہ میں اس سے علیحدہ ایک گوشہ نشین تھا مگر تو اس شخص سے خون عثمان طلب کرے جو خون بہانیوالا نہیں اگر ایسا ہو تو شوق سے دعوے کر جو تجھے معلوم ہوا ہے ۔ والسلام ۔

جواب:۔ اگر اس خط کے وہی معنے لئے جائیں جو مولوی صاحب نے اپنے رسالہ فتح الرحمانی ص۱۰ پر کئے ہیں اور اسکو حجت شوریٰ قائم کر کے نص خلافت اصحاب ثلاثہ قبول کیجائے تو اسی کتاب نہج البلاغت میں ایک دو خطبے ایسے ملیں گے جن سے آپ کا دعویٰ خلافت نصی ثابت ہوتا ہے ۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت غاصبہ یا باطلہ ظاہر ہوتی ہے ۔ جناب مولوی صاحب کو خطبہ شقشقیہ کیطرف متوجہ کرتا ہوں ۔ پس با اصول حنفیہ اذا تعارضا تساقطا یہ دونوں روایات قابل حجت نہ رہیں ۔ یہ کبھی نہ ہوگا ۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نہج البلاغت میں جا بجا اپنا استحقاق خلافت جتلا کر اپنا رنج ظاہر فرماویں ۔ پھر اسی کتاب میں اجماعی خلافت کو مان لیں یہ شان مرتضوی کے خلاف ہے بیشک خط صحیح ہے مگر معانی میں مولوی صاحب کو غلطی ہوئی ہے ۔ علی بابا بعوہم علیہ سے حقارت ٹپکتی ہے ۔ اور تعریف شوریٰ فرماتے ہیں کہ شوریٰ وہ ہے جسپر مہاجرین و انصار جمع ہو کر کسی کو امام بنادیں اور یہ لم حضرات اصحاب ثلثہ کی خلافت میں مفقود ہے کہ شورے نہیں ہوا ۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام پر مکمل شورے ہوا کہ ایک ہفتہ تک جناب لائیت مآب نے انکو سوچنے کی مہلت دی ۔

(ب) کلام الامیر امیر الکلام جو صاحبان رموز و نکات و فصاحت بلاغت نہج البلاغت سے واقف ہیں وہ اس خط میں ہجو ملیح کو بخوبی جانتے ہیں ۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس خلافت عثمانی میں گوشہ نشین تھا بس جائے انصاف ہے کہ جب جناب ولی الکائینات ع تمام خلافتوں میں علیحدہ رہے تو خلافت راشدہ کیسی حالانکہ الحق مع علی فرمان جناب سردار دو جہاں صلعم ہے ۔ سے نعم ما قیل ۔

ظہر الحق بابی تراب ۔ والباطل کالسراب
الحق مع علی ۔ والباطل فی المذباب
قرآن مع علی ۔ ھو مولینا کالشہاب

(ج) یہ خط حجت ملزمہ معاویہ کیطرف اس کے اعتقاد کے موافق الزامی جواب ہے کیونکہ معاویہ نے تحریر کیا تھا کہ اگر آپ سیرت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان پہ ہوتے تو آپ سے جھگڑا نہ کیا جاتا اگر بالفرض اعتقادی مانا جائے تو پھر بموجب حدیث صحیح مسلم باب حکم الفئی صفحہ ۹۰ مترجم جناب امیر علیہ السلام

چھ ماہ تک کیوں علیحدہ رہے اور بیعت نہ کی۔ پھر بموجب جناب کی تحریر کے آپ اہل شوریٰ کا قتل بغاوت کیوں نہ چلا۔ پھر جب خلافت اصحاب ثلاثہ کو حقہ سمجھتے تھے تو جناب ہمیشہ دعوی خلافت کیوں کرتے رہے سبیل المومنین سے جناب امیر علیہ السلام کا علیحدہ رہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

(۷) جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ کو جواب دیا ہے چونکہ تمہارے نزدیک اجماع وشوریٰ کا ہونا خلافت راشدہ کیواسطے ضروری ولازمی ہے۔ تو یہ اجماع اور شوریٰ کامل بھی مجھپر کماحقہ ہوا ہے تمام مہاجرین وانصار نے مجھ سے بیعت کی ہے تو پھر تمہاری بغاوت وعداوت کیوں ہے۔ یہی مفہوم عبارت ازالتہ الخفاء مقصد اول صلا سطر اخیر)

(۸) اگر خلافت حضرات شیخین کی برحق تھی۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے حضرت عثمان کے شوریٰ کے وقت سیرۃ الشیخین سے کیوں انکار کیا تھا۔ اور خلافت کو قبول نہ فرمایا تھا۔ (فقہ اکبر)

(۹) لیکن اسمیں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمیشہ اپنی خلافت کے خواہاں رہتے تھے۔ اور انکی خواہش اس غرض سے تھی کہ انکو دنیاوی سلطنت حاصل ہوجائے۔ بلکہ انکی منشاء یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بہ تقاضائے بشریت اکثر خلفاء (ثلاثہ) سے ظہور میں آتی رہی ہے احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے (ارجح المطالب باب ۴ ص۵۴)

(۱۰) اگر شوریٰ قابل حجت ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کرکے حضرات اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ کیوں مقرر نہ فرمایا۔ اور حضرت ابوبکر پر شوریٰ کامل کیوں نہ ہوا۔ خاندان نبوت صلعم کیوں علیحدہ رہے۔ اگر شوریٰ حجت خلافت تھا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو کیوں وصیت کے طور تحریری خلافت نامہ لکھواکر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ کیوں عام مشورہ نہ لیا گیا۔

(۱۸) بہرحال اسلام اور اخلاق کا یہ مقتضاء تھا کہ سب مسلمان مہاجرین وانصار حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتکفین اور نماز ودفن سے فراغت حاصل کرکے اہل بیت رسالت علیہم السلام کو پرسا دیتے اس کے بعد اگر فی الحقیقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے حق میں استخلاف نہیں کر گئے تو ایک کونسل منعقد کرتے جسمیں افاضل مہاجرین وانصار علی الخصوص بنی ہاشم معہ اپنے رئیس سیدنا ومولانا المرتضیٰ علیہ السلام کے جو اجماعاً محسن اسلام تھے۔ شریک کئے جاتے۔ اور سب ملکر بہ نیک نیتی ان امور پر غور کرتے۔

(اوّل) آیا قرآن شریف میں کوئی ہدایت یا حکم اس بارہ میں ہے یا نہیں۔ کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جانشین کون ہو۔

(دوم) اگر قرآن شریف میں ایسا حکم یا ہدایت نہ پاتے تو اقوال و احادیث نبوی صلعم کیطرف رجوع کرتے اور دیکھتے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسمیں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔

(سوم) اگر اس سے بھی کچھ معلوم نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرز عمل پر غور کرتے۔ مثلاً تبلیغ احکام سورۂ برات۔ و ہدایت اہل یمن پر مامور ہونا۔ دعوت قریش میں وصی اور خلیفہ کا لقب پانا خم غدیر میں مولی المومنین کا قرار دیا جانا وغیرہ اور اس سے نتیجہ نکالتے کہ کون شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جانشینی کے لئے زیادہ موزون ہے۔ اور خدمات اسلامی کس کے زیادہ ہیں۔ کون مجاہد فی سبیل اللہ کرار غیر فرار رہا ہے۔

(چہارم) اگر اسمیں بھی کامیاب ہوتے تو دیکھتے کہ انبیاء مرسلین سابق اور ملت ابراہیمی میں جانشینی کا کیا طریقہ تھا۔ یا یہ کہ موجودہ لوگوں میں بلحاظ علم و فضل و حلم و شجاعت و زہد و دیانت و تقویٰ و امانت و سخاوت و حسب و نسب عالیہ و قرابت رسول مقبول صلعم و سبقت الی الاسلام کے کون سب سے زیادہ افضل و ممتاز ہے جس کسیکو ان صفات سے متصف پاتے اسکو منتخب کر کے خلیفہ بناتے مگر یہ تو کچھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ جو وقت بنی ہاشم اور اہل بیت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب رسالتمآب صلعم کے کفن و دفن میں مشغول تھے خفیہ طور بلا خبر و اطلاع چند لوگوں نے مسجد نبوی سے کئی میل دور بنی سقیفہ میں جمع ہو کر حضرت ابوبکر کا انتخاب کر لیا۔ جو شرعاً عقلاً و نقلاً غیر واجب و ناموزون تھا۔

پھر چونکہ اس قلیل جماعت نے ایک راستہ ڈال دیا تھا۔ دوسروں کو اسپر آنے اور چلنے میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہ ہوئی تھوڑا سا دباؤ یا ذرا سی مروت و طمع انکو اس راہ پر لانے کیلئے کافی ہو گئی۔ جب اہلبیت نبوت حضور سرور عالم صلعم کے دفن سے فارغ ہو چکے اور انکو اس انتخاب کی خبر ہوئی تو جناب سیدنا و مولانا و امامنا مولی المومنین اسد اللہ الغالب علیہ السلام نے اسپر اعتراض کیا تمام بنی ہاشم اور چند خاص اصحاب النبی صلعم نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ چونکہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی پارٹی کو غلبہ ہو چکا تھا اس لئے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی پارٹی نے کچھ تو آپکے سمجھانے اور منع کرنے سے اور کچھ اپنی قلت کے خیال سے اور زیادہ تر وصایائے نبوی صلعم کو مدنظر رکھکر خونریزی سے پرہیز کیا۔ اور اسلام کے

لسر پر خانہ جنگی کی آفت نہ آنے دی۔ ایسی حالت میں جو باتیں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی استحقاق خلافت پر دلالت کرتی ہوں یا جو امور نامناسب خلیفۂ وقت سے سرزد ہوئی ہوں۔ یا حضرت عمر کی تیز مزاجی سے جو بے اعتدالیاں خاندان نبوت سے واقع ہوئی ہوں انکا اظہار علی الاعلان کیونکر کوئی کر سکتا تھا بلکہ ایسی باتیں مصالح حکومت کیواسطے استقرار خلافت کیواسطے بالکل بھلا دی گئیں اور اصلی حقداران کو ہمیشہ ہی محروم رکھا گیا جسکا نتیجہ شہادت سیدنا و امامنا امیر المومنین امام حسین علیہ السلام ہے۔

(پنجم) پیغمبر خدا صلعم کے تجہیز و تکفین میں شرکت کا خیال اور اسکا انتظار بھی نہ کیا گیا۔ اور یہ جلدی محض اسوجہ سے کیگئی۔ کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کو سقیفہ بنی ساعدہ میں شریک ہوکر اپنے کہنے اور دوسروں کو سننے کا موقعہ دیا جاتا تو حضرت عمر کی پالیسی و حکومت کی امیدوں پر پانی پھر جاتا۔ اسکا یہ ثبوت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت عامہ کے بعد مجلس خاص میں اپنے دعاوی و استحقاق خلافت پیش کئے تو حضرت بشیر بن سعد انصاری مدنی نے کہا اے ابوالحسن قسم ہے خدا تعالیٰ کی اگر آپکے سخن صدیق کی بیعت کے پہلے تمام لوگ سنتے احتمال یہ تھا کہ دو کس اصحاب سے بھی مخالفت میں نہ اٹھتے دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۲۳ سطر ۴)

پس اس اختلاف نے مسلمانوں کے دو فرقے بنا دئیے جنکو شیعہ اور سنی کہتے ہیں۔ متبعین و موالیان اہل بیت رسالت صلعم شیعہ کہلائے اور جو خاندان رسول مقبول صلعم کے مخالف رہے انکے مقلد و تابعدار سنی بن گئے۔ اور اہل سنت والجماعت کہلائے۔

(۱۹) جناب امیر علیہ السلام کی یہ کمال کریم النفسی تھی اور اسمیں شک نہیں کہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر یہ عالی ظرفی و بلند ہمتی ختم تھی کہ ایسے نازک وقت میں اپنے ذاتی نفع و نقصان سے بالکل قطع نظر کرکے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ اور اسکی اعانت اپنے اوپر ویسے ہی ضروری و لازمی سمجھی جیسے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سمجھتے تھے اگرچہ فی الحال محض خانہ نشین و عزلت گزین ہو گئے تھے۔ اور ارباب حکومت سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اور آپ کی موجودہ حیثیت اسلام کے عزت و ذلت کے جواب وہ نہیں ہو سکتے تھے۔ تاہم خلیفۃ اللہ و حجۃ اللہ امام معصوم و نائب رسول مقبول و مولی المومنین صدیق اکبر و فاروق اعظم وارث و ابن رسول اکرم صلعم ہونیکے باعث ان امور سے جو ذات اسلام سے وابستہ تھے۔ آپ نے چشم پوشی نہیں فرمائی کیونکہ ہر ایک نبی و امام اپنی قوم کا ہادی و

ور رہبر ہوتا ہے۔ خواہ قوم مطابق ہو یا مخالف وہ تبلیغ اسلام کرتے رہتے ہیں۔ آپ اب بھی اسلام کی حمائیت و
نصرت میں اسیطرح سرگرم تھے جسطرح پر آپ نے سرگرمی و مستعدی کیساتھ اوائل اسلام میں قریش کے مجمع
عام میں وعدہ فرمایا تھا۔ اور جسکو سنکر قریش کے بڑے بڑے دلیروں کے رنگ اڑ گئے تھے آپکو یاد تھا کہ یہ وہی
اسلام ہے جسکی حفاظت میں آپ اپنا خون اور پسینہ ایک کر چکے ہیں۔ اگرچہ اہل اسلام نے اسوقت آپ کے
حقوق سے چشم پوشی کی تھی۔ مگر آپ نے تاہم حمائیت اسلام میں کوتاہی نہیں فرمائی۔ اور اس طور پر جہاد
نفس کر کے اسلام کی حقیقت کو ظاہر فرمایا جب کوئی مشکل ارباب حکومت پر آپڑتی تھی تو آپ نہائیت مستعدی
سے اسکو حل فرما دیا کرتے تھے اور اپنے مشورہ سے امور اسلام کو فائدہ پہنچاتے رہتے تھے۔ جسکا شاہد جناب
عمر کا قول لولا علی لہلک عمر ہے۔ آپ نے ایسے آشوب زمانہ میں خود بھی سکوت و تحمل فرمایا اور تمام بنی ہاشم
اور وابستگان خاندان رسالت کو روکا۔ اور اسلام کے سر پر خانہ جنگیوں کی آفت نہیں آنے دی حضور اقدس
علیہ السلام کی اس گوشہ نشینی میں بظاہر یہ بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے۔ کہ بعض اراکین حکومت خصوصاً حضرت
عمر کی پارٹی اس فکر میں تھی۔ کہ موقعہ ملے تو جناب ولائیتمآب پر فتنہ فساد اور مخالفت و بغاوت اسلام کا الزام
لگا کر خلافت کا ملزم و باغی قرار دیں۔ اور چونکہ ان ایام میں انتخاب بالرائے ہو جانیکی وجہ سے عموماً ہر ایک شخص کو آزادی
و خودداری کا خیال و ادعا ہو گیا تھا۔ اور لوگونکی نظر نہ اہل بیت رسالت صلعم کی عزت پر تھی ایسی حالت میں جھوٹوں کو
بھی موقعہ پا کر آنحضرت علیہ السلام کی ذات قدسی صفات پر الزام لگا دینا ناممکن نہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضور
ولائیت مآب علیہ السلام نے ارباب حکومت سے الگ تھلگ رہکر گوشہ نشینی اور خاموشی اختیار کی تاکہ کسی کو
آپکے بے لوث پاک وصاف دامن پر فتنہ وفساد و بغاوت کے الزام کا دھبہ لگانیکا موقعہ نہ ملے اپنے استحقاق کے
پائیمال کر دئے جانے پر بھی اسلام کی حفاظت و حمائیت جسطرح آپ نے فرمائی۔ اور وہ درحقیقت آپ ہی کی
ذات ستودہ صفات و نفس مطمئنہ کا کام تھا۔ (ثمرۃ النبوۃ) اللھم صل علی محمد و علی وآل سیدنا محمد

(۲۰) جناب امیر علیہ السلام اس سلطنت وخلافت کے خواہان ہرگز نہ تھے۔ جو بنی امیہ کے ہاتھوں پڑ
کر بچوں کا کھیل فٹ بال ہو گئی۔ بلکہ اشاعت فیوض اسلام ظاہری و باطنی و حقیقی معرفت و شریعت کے لئے
خواہان خلافت و نیابت تھے تاکہ اسلام حقیقی اسلام ہو کر شائع ہو۔ اسمیں بدعات سیئہ کا دخل ہو۔ قیاس و
رائے شامل نہوں۔ لوگ کتاب اللہ وسنت کے پابند ہو کر ایک ہی فرقہ اسلام بنکر حبل اللہ کو محکم پکڑیں۔ مگر
حضرات اصحاب ثلاثہ کے فتوحات اور بنی امیہ کے عادات سے ایسے مسلمان بنائے گئے جنہیں عیش و عشرت

جاہ وجلالت کا مادہ زیادہ پیدا ہو گیا۔ اور امر فضائل ومناقب اصحاب ثلاثہ وبنی امیہ کو رٹنے لگے۔ جب اہلبیت رسالت صلعم کی خلافت کی نوبت آئی تو ان مسلمانوں نے بجائے نصرت واطاعت کے بصرہ، صفین نہروان کربلا، معلیٰ میں انپر تلواروں اور تیروں کا مینہ برسا دیا اور انکو بیکسی وبے بسی میں شہید کر ڈالا اور ہمیشہ زبان و سنان سے مخالفت پر تلے رہے یہ ہیں مسلمان اور یہ ہے انکا اسلام۔

(۲۱) جو قوم خیال کرتی ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے آسمانی عہدہ دار کی تقرری ملتوی کر دی وہ ابدی محروم القسمت اور مردہ مذہب والی قوم ہے۔ حضرت ابو بکر نہ آسمانی عہدہ دار تھے اور نہ مامور من اللہ الہادی۔ وہ صرف ایک بادشاہ (اجماعی) تھے۔ اور اسوجہ سے باعتبار دنیا انکا شمار دنیاوی بزرگوں میں ضرور ہے۔ مگر آسمانی بزرگی اور چیز ہے جس میں خارق عادات قوتیں اور مافوق العادات باتیں مجتمع رہتی ہیں۔ یہ بزرگی صرف آسمانی عہدہ دار ہی کے سزاوار ہے۔ ایک بادشاہ پر اسکی تلوار وجلالت کے ڈر سے ایمان لانا سب سے ذلیل ایمان ہے۔ دیکھو خدا نے اپنے آسمانی نشان کے ذریعہ ایسے شرمناک عقیدہ کو کس شد ومد سے باطل کر کے اپنے آسمانی عہدہ دار اور سچے سلسلے کی بشارت سنائی۔ جسطرح طالوت بادشاہ کیوقت میں سموئیل نبی کام کرتے تھے۔ اسیطرح حضرت ابو بکر بادشاہ کے زمانہ میں امام وخلیفہ من جانب اللہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام خدا کی بادشاہیت کا کام کرتے تھے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ طالوت میں نور ایمان تھا۔ اور وہ سموئیل نبی علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا لیکن حضرت ابو بکر نے خدا کے نشان اور آیات بینات سے انکار کر کے خود اپنے کو خلیفہ وامام مشہور کیا۔ اور باوجود اسلام کی تاکید شدید کے کہ اہل بیت سے محبت کرو۔ اور انکی اطاعت کرو۔ اطاعت سے منہ موڑا تو پھر حق وصدق سے تم انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام خلفا ثلاثہ کے زمانہ میں برابر خدا کا کام کرتے رہے اور ہر قسم کے دکھ اور آلام سہتے رہے۔ جیسا کہ انبیاء سلف علیہم السلام سہتے آئے۔ (سید ساجد حسین کاظمی از درنجف جلد ۴ نمبر ۷، ۲ صفحہ ۳۲۵)

(۲۲) آیت استخلاف سورہ نور میں جو وعدہ الٰہی ہے کہ مومنین صالحین کو خلیفہ بناؤنگا۔ استحکام وقیام دین واشاعت اسلام اور مسلمانوں کو کفار ومشرکین سے بالکل امن ہوگا۔ اور وہ نڈر رہیں گے۔ یہ وعدہ الٰہی حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری اور باطنی میں ہی بعد زمانہ نبوت پایا جاتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ اسلام نہروان، خراسان، گجرات، کاٹھیاواڑ۔

اور حیدر آباد سندھ تک پھیل گیا۔ اور حقیقی انوار اسلام چمکتے رہے اور اصلی منہاج الشریعت جاری رہی۔ دین اسلام میں کوئی بدعت کوئی احداث ہونے نہ پائی۔ عرب اور اسکے ملحقہ ممالک میں اسلام قائم ہو چکا تھا۔ اور کوئی قوم۔ کوئی ملت بگڑنے نہ پائی۔ اور نہ ہی مسلمانوں کا ارتداد ہوا اور نہ ہی مسلمانوں کو حجاز و عراق عرب میں کفار و مشرکین سے لڑنا پڑا۔ اور نہ ہی غیر مذاہب یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین نے اسلام پر حملہ کیا۔ اور نہ ہی حجاز حرمین الشریفین میں کسی قسم کی خانہ جنگی ہوئی اور نہ ہی مسلمان دھمکائے گئے۔ کسی شخص کو یہ شکایت نہ تھی کہ وہ فرائض مذہبی بحالت امن ادا نہیں کر سکتا۔ اسلام امن میں تھا اور جہاں تک فرائض منصبی کا تعلق ہے مسلمانوں کو کفار و مشرکین کا کچھ خوف نہ تھا بلکہ کسی امر میں انکا ڈر نہ تھا۔ مسلمانوں کا کفار پر غلبہ و تسلط تھا۔ اگر جنگ تھی تو ایک مسلمان حاکم امیر شام معاویہ بن ابو سفیان سے جو باغی اور طاغی خلافت ہو گیا تھا۔ اور اس سے بحکم قرآن شریف تاویل قرآن پر جنگ کرنی پڑی۔ اور اسلامی شریعت کے حدود کے اندر اس سے جنگ چھڑی رہی۔ معاویہ شامیوں کو اسلامی مذہبی فرائض کی ادائیگی میں ہرگز رکاوٹ نہ تھی۔ وہ لوگ نماز اور جمعہ جماعت باقاعدہ ادا کرتے رہے

ابو سفیان اور اسکی اولاد نے مجبوری کی حالت میں اسوقت اسلام قبول کیا جب انہیں اپنے مقاصد کی کامیابی کی کوئی امید نہ رہی۔ اس لئے معاویہ کی آرزو محض دنیاوی اغراض کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ حکومت امیّہ کے بانی معاویہ نے خلافت کی ہوس طمع آخرت یا دینی خلافت کیلئے نہیں کی تھی۔ معاویہ کی نظر ہمیشہ نظم مملکت و سلطنت پر رہی شریعت اسلام سے ہمیشہ غافل رہا۔ اور اسکے عہد میں جور و ظلم اور بدعات سیئہ کا دور دورہ ہو گیا۔ اور اسلام پھر زمانہ جاہلیت میں لوٹ آیا۔ اور پولیٹیکل چالبازیاں اور رنگ رلیاں شروع ہو گئیں۔ شام میں اسلام کا نام ہی نام رہ گیا۔ جسکا اظہار اس کے بیٹے یزید پلید کے زمانہ میں ہوا کہ توحید کا نام مٹایا گیا۔ شراب و زناہ و لواطات ترک صوم و صلوٰۃ کا علانیہ بازار گرم ہوا۔ حالانکہ وہ بھی معاویہ بن ابو سفیان صحابی کا ولیعہد تھا۔ اور اہل حل و عقد۔ وصیت شوری و استیلا جابر و اصول اجماع سے خلیفہ ہوا تھا۔ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے صحابہ کبار نے اسکی بیعت کی تھی۔ تو وعدہ الٰہی آیت استخلاف اس پر کیوں صادق نہیں آتی۔ اور کیا وجہ ہے کہ یزید کو خلفائے راشدین میں نہیں گنا جاتا۔ اور اس پر ہمیشہ لعنت ابدی برستی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اُس نے اصلی و حقیقی وارثان دین متین سے منہ موڑا۔ اور محبت اہلبیت رسالت کو چھوڑا۔ اور فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہزادہ کونین سیدنا امام حسین علیہ السلام خلیفۃ اللہ و مامور من اللہ کو سخت بیرحمی سے شہید کرایا اور اہل بیت نبوت کو اسیر کر کے دربدر شہر بہ شہر پھرایا۔ اور

انکی عزت وشان کو مٹایا۔ مگر یہ ورثہ اہانت وقتل وغارت تو اس نے اپنے بزرگان سلف وخلفاء اسلام سے حاصل کیا تھا۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ اہل بیت رسالت وخاندان نبوت سے خلافت کو دور نہ کرتے اور انکی بے ادبی وگستاخی نہ کرتے مکان عرش نشان رسول مقبول صلعم کو آگ نہ لگاتے تو زمانہ یزید میں کربلا معلیٰ میں خیام گاہ فرزند خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو آگ نہ لگائی جاتی۔ اور تاراجی خیام واسیری اہلبیت عظام نہ ہوتی سچ کہا ہے۔ کہ امام حسینؑ سقیفہ میں قتل ہوئے پس وہ خلافت ہرگز کبھی بھی خلافت راشدہ بموجب وعدہ الٰہی نہیں ہو سکتی جس میں خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزاروں مصائب وتکالیف برداشت کی ہوں۔ اور کبھی بھی امن اور چین سے نہ رہے ہوں۔ خلافت خلفائے ثلاثہ وبنی امیہ وبنی عباس و خلافت عثمانیہ ہرگز وعدہ الٰہی کے مطابق نہ ہوئیں۔ اور نہ آیت استخلاف کے ماتحت رہیں۔ کیونکہ انہیں سادات کرام وصحابہ عظام وشیعان امیر المومنین علیہ السلام پر سخت جور وظلم ہوئے۔ وہ قید ہوئے۔ جلا وطن ہوئے۔ غارت ہوئے۔ قتل ہوئے۔ شہید ہوئے۔ زندہ دیواروں میں چن دئیے گئے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنا انتقام لیا کہ اس چودھویں صدی ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء میں اس خونی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ وَجَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

باب چہارم

دربیان خلافت بلافصل

نوروز نے اپنا رنگ تازہ بدلا — اشجار نے بھی لباس سادہ بدلا
خوش دوست ہوئی جو اور دشمن ناراض — اس ایک خلافت علیؑ سے کیا کیا بدلا

نوروز شد و جملہ جہاں گشت منور
کہ بر تخت خلافت بنشست ساقی کوثر

فصل ۱۴

دربیان خلافت راشدہ وحقہ اعنی خلافت مرتضوی ع

(۱) جناب امیرالمومنین امام الاشجعین ہادی مومنین وپیشوائے مسلمین ولی مومنان ومولائے دوجہان امام المتقین یعسوب الدین مظہر العجائب والغرائب اخ رسول ص۔ زوج بتول ع۔ ابوالسبطین۔ مولانا ومولی الثقلین۔ امام المشارق والمغارب اسداللہ الغالب سیدنا وامامنا ومولانا۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام بروز پنجشنبہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ میں خلافت ظاہری پر مسند نشین ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(۲) جب سرورِ عالم صلعم نے اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ تو جناب امام الہدیٰ مولانا علی المرتضیٰ حسب نصوص و احکام خدا ورسول پیشوائے خلق و امام برحق وخلافت نبویہ پر ناموز ہوئے اور امام اول قرار پائے جنکو تمام صوفیائے کرام و اولیائے عظام واصحاب صفہ۔ بنی ہاشم وبنی مطلب ومحبان اہلبیت نے آنجناب کو بسر وچشم قبول کیا۔ اور امام شریعت۔ ہادی رہ معرفت وپیر طریقت تصرفات ظاہری وباطنی پر حاکم ہوئے۔ تصرفات ظاہری سے تو خلفائے ثلاثہ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور ہر ایک امور شرعیہ وپولیٹیکل معاملات میں جناب ہی کی رائے صائب پر عمل کیا گویا وہ ظاہری برائے نام خلیفے تھے اور تصرفات باطنی سے تاقیامت امت محمدیہ صلعم کے نیک بندے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

(۳) جب حضرت عثمان ایک بلوہ عام میں ناگہانی قتل کئے گئے۔ انکو کسی خلیفہ کے مقرر کرنیکا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ اسدفعہ بھی جناب امیر علیہ السلام کی حق تلفی ہو جاتی۔ کیونکہ بنی امیہ کا زیادہ زور ہو گیا تھا۔ انکی حکومت وامارت کا سکہ عراق وعرب میں جم گیا تھا۔ اور لوگو نکو دنیاوی اللچ دیکر اپنا گرویدہ کر لیا تھا جب حضرت عثمان قتل ہو گئے تو مہاجرین وانصار مسجد نبوی میں جمع ہوئے اور اتفاق کیا کہ جناب امیرؑ کی بیعت کریں

فٹ نوٹ (۱) جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت عثمان کے قتل کے دوسرے روز باتفاق رائے خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور چونکہ صحابہ کے نزدیک انکی خلافت پہلے ہی سے اجماع قایم ہو چکا تھا کہ اہل شوریٰ نے باتفاق رائے حضرت عمر کے دفن کے بعد خلافت کو صرف حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام دو بزرگوارو نہیں دائر کر دیا تھا اور جب حضرت عثمان خلیفہ

بنائے گئے۔ تو صرف حضرت علیؑ کے حق میں خلافت باقی رہی قتل عثمان کے بعد صحابہ نے بجوں وچرا انکی خلافت پر بیعت کی اور انکو خلیفہ برحق تسلیم کیا۔ (از کتاب اجتہاد سُنی ضمیمہ ۲ صفحہ ۱۳۷)

اسوقت تمام گروہ جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت کے واسطے عرض کیا اور بہت اصرار کیا۔ اور جناب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام خفیہ نہیں ہو سکتا مسجد نبوی میں کل سب اصحاب بدری جمع ہوں اور جناب امیر علیہ السلام نے کوئی حجت باقی نہ رکھی کہ ان لوگوں پر تمام نہ کی ہو۔ اور کئی روز تک انکو سوچنے کیواسطے مہلت دی۔ (روضتہ الصفار۔ طبری ابن اثیر۔ ابو الفداء تاریخ اسلام علامہ عباس)

(۴) جلد سوم روضتہ الاحباب صفحہ ۵ پر منقول ہے۔ کہ بعد قتل حضرت عثمان جب لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے خواہش بیعت کی اسوقت جناب نے فرمایا۔ کہ مسجد میں جاؤ کہ یہ کام خفیہ طور نہ ہونا چاہیے پس لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ اول جس نے بیعت کی طلحہ تھے۔ بعدہ حضرت زبیر نے یہ سعادت حاصل کی پھر اہل مصر نے ایک ہی دفعہ بعد ازاں مہاجر و انصار و اہل مدینہ گروہ گروہ ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پس امیر المومنین علی علیہ السلام روز جمعہ بر سر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور خطبہ نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے فرمایا۔ اور کہتے ہیں کہ اول اس خطبہ کا یہ تھا۔

الحمد للہ علیٰ احسانه قد رجع الحق الی مکانه

ترجمہ: سب تعریف اللہ کیواسطے ہے بنابراس کے احسان کے تحقیق حق اپنی جگہ کی طرف پھر آیا۔

حضرات ناظرین یہ فقرہ خطبہ جناب امیر علیہ السلام کا دلیل قاطع و برہان ساطع ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام خلافت اصحاب ثلاثہ کو راشدہ اور حقہ نہیں جانتے تھے۔ اور دوران خلافت ثلاثہ میں جناب امیر علیہ السلام کا صبر و سکوت مطابق وصیت جناب رسالت مآب صلعم تھا۔ اس جناب کے اعلیٰ حوصلہ۔ فراخ دلی۔ صبر و شکر سے دلیل حقیت خلافت حضرات ثلثہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ جناب شیر خدا مولا مرتضیٰ علی علیہ السلام کے دشمن تھے۔ خاندان بنی امیہ کل دشمن تھا۔ جناب بی بی عائشہ عداوت رکھتی تھیں طلحہ و زبیر خود خواہش مند خلافت تھے۔ لوگوں میں جناب کی طرف سے زیادہ کینے تھے۔ جو نبی اکرم صلعم کے بعد ظاہر ہوئے۔ جناب نے مال غنیمت مساوات میں تقسیم کیا۔ اور سیرت شیخین کی پرواہ نہ کر کے اللہ و رسولؐ کی اطاعت کی اس لئے طلحہ و زبیر بی بی عائشہ معاویہ بنی امیہ نے قصاص حضرت عثمان کا بہانہ کر کے خروج کیا اور امام حق سے باغی

ہوئے۔ اور مخبر صادق علیہ السلام کی تمام پیشین گوئیاں پوری ہوگئیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو جنگ جمل جنگ صفین و جنگ نہروان لڑائی پڑیں۔ جن سے دو فرقے الگ ہوگئے۔ ایک شیعان علیؑ۔ دوسرے خارجی دشمنان علی علیہ السلام ے

اوروں نے یہ رتبہ کدھر سے پایا	اللہ سے نہ خیر البشر سے پایا
تھے بعد نبیؐ شیر خدا وارث تخت	پایا کسی عامہ نے تو شر سے پایا
حق نے علی کو تاج ولایت عطا کیا	اور خلعت امان و دیانت عطا کیا
اس شہ کے کیا بیاں ہو بھلا عزو شان کا	نائب ہو جو رسولؐ خدائے جہان کا

بیعت عامہ ابن سعد کہتے ہیں کہ شہادت حضرت عثمان کے دوسرے روز صحابہ نے سوا حضرت طلحہ وزبیر کے بطوع خاطر حضرت علیؑ سے مدینہ میں بیعت کی پھر یہ دونو حضرات بی بی عائشہ کو ہمراہ لیکر بصرہ گئے۔ اور وہاں حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کیا جب حضرت علیؑ کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے اور جمادی الآخر ۳۶ھ میں جنگ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام بصرہ میں پندرہ روز رہکر کوفہ تشریف لیگئے سو ہاں پھر معاویہ بن ابو سفیان نے خروج کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ خبر پاکر اُس سے صفر ۳۷ھ صفین میں صف آرائی کی۔ کئی روز کے جدال و قتال کے بعد اہل شام (معاویہ شامیوں) نے از راہ فریب قرآن شریف بلند کر لئے۔ لوگوں نے لڑائی سے ہاتھ اٹھائے۔ (تاریخ الخلفا سیوطی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۹۳ و ۹۴)

(ب) جناب علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں کچھ ایسے فتوحات نہیں ہوئے۔ کیونکہ شروع ہی میں چند اسطرح کی باہمی خانہ جنگیوں اور اندرونی و بیرونی ریشہ دوانیوں نے ہاتھ پاؤں پھیلائے تھے جن سے حضرت علیؑ کو ایک لمحہ کے لئے بھی فتوحات کیطرف متوجہ ہونیکی فرصت نہیں ملی علاوہ بریں انکی خلافت کا زمانہ تھا ہی کتنا صرف چار برس نو مہینے ۳۵ھ ہجری کے آخری مہینے ذی الحجہ میں تخت خلافت پر بیٹھے اور بیٹھتے ہی طلحہ وزبیر ان سے ناراض ہوکر مکہ اور مکے سے بصرے چلے گئے۔ طلحہ اور زبیر کی ناراضگی کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ قاتلین عثمان سے قصاص لینے میں جلدی کرتے تھے۔ اور حضرت علیؑ مصلحتاً اس بارے میں کچھ مہلت چاہتے تھے انکا خیال تھا کہ بیعت کا سلسلہ تمام شہروں میں تمام وکمال کو پہنچ جائے اور امر خلافت اچھی طرح اپنے پاؤں جمالے۔ تو قاتلین عثمان کے بارے

میں تفتیش کیجائے اور اگر ابھی سے اس مقدمے کی تفتیش کیجائے گی۔ اور قاتلین عثمان سے قصاص لیا جائے گا تو عام شورش کی آگ جو ذرا مدہم پڑ گئی ہے فوراً بھڑک اٹھیگی۔ اور ایسی بھڑکیگی۔ کہ پھر اسکا دبانا سخت مشکل پڑ جائے گا طلحہ اور زبیر اور شام و مصر اور عراق کے بہت لوگ جنہوں نے ابھی تک حضرت علیؑ کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا تھا کہتے تھے کہ خدا نے قرآن میں اخذِ قصاص کو فرض و واجب کہا ہے اور ہم حکم خدا میں تاخیر کرنیکی وجہ سے گنہگار ٹھہرتے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں قاتلین عثمان سے قصاص لینا ضروری ہے۔ بات تو صرف اتنی ہی تھی مگر بیچ والونکی ناجائز ریشہ دوانیوں نے اُسکا بتنگڑ بنا کھڑا کیا یہانتک کہ دونوں فریقو نکو لڑوا کر تیرہ ہزار آدمیوں کا خون کرا دیا حضرت طلحہ اور زبیر اور شام و عراق کے کچھ لوگ مکّے پہونچے۔ اس موقعہ پر ام المومنین حضرت عائشہ مکے ہی میں تشریف رکھتی تھیں یہ لوگ اُم المومنین کو ساتھ لے بصرے پہنچے۔ یہاں لوگوں نے اُڑا دیا کہ طلحہ اور زبیر اور اُم المومنین عائشہ فوج کے فراہم کرنے اور حضرت علیؑ سے مقابلہ کرنیکی غرض سے بصرے گئے ہیں۔ اور عنقریب افواج کثیرہ کے ساتھ مدینے پر حملہ آور ہوتے ہیں حضرت علیؑ یہ افواہ سنکر مدینے سے باہر نکلے اور بڑی جمعیت کے ساتھ عراق پہنچے۔ بصرے میں دونوں لشکروں کی اتفاقی مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ اس لڑائی کے برپا کرانے میں زیادہ حصہ ان ہی لوگوں نے لیا جو قتل عثمان میں شریک تھے الغرض دونوں طرف سے صف بندی ہوئی۔ اور صبح سے لیکر عصر کیوقت تک بڑے گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی طلحہ اور زبیر کے ساتھ اس لڑائی میں تیس ہزار آدمی تھے۔ اور علی علیہ السلام کے ساتھ بیس ہزار۔ آخر کار طلحہ اور زبیر شہید کئے گئے۔ اور اُن کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دونوں طرف کے تیرہ ہزار آدمی کام میں آئے جن میں بہت سے عباد اور زہاد صحابہ اور ابناء صحابہ تھے۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الاخری ۳۶ھ کو پیش آیا۔ اور اسکا نام واقعہ جمل رکھا گیا کیونکہ اس معرکہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار ہو کر شریک جنگ تھیں۔ (منقول از کتاب اجتہاد سنی ۱۳۹)

حضرت علی علیہ السلام نے دونوں طرف کے مقتولوں پر نماز جنازہ پڑھی اور تین روز بصرے میں رہ کر کوفے تشریف لے آئے۔ اور جریر بن عبد اللہ کو ایک خط دیکر اہل شام اور معاویہ کیطرف روانہ کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔ کہ "جب پیغمبر صاحب کے تمام مہاجرین و انصار اصحاب نے میری خلافت پر بیعت کرلی ہے۔ اور مجھے خلیفہ برحق تسلیم کرچکے ہیں۔ تو تم کو بھی بیعت میں داخل ہونیکی تکلیف دیجاتی ہے۔ معاویہ اور اہل شام نے خط کے اس مضمون کو پڑھکر قاصد کو صاف جواب دیدیا۔ کہ جبتک قاتلین عثمان سے قصاص نہ لوگے ہم بیعت نہ کرینگے۔ جریر ناکام واپس آیا تو علی علیہ السلام ستر ہزار فوج ساتھ لیکر شام کو روانہ ہوگئے۔

ادھر معاویہ ساٹھ ہزار فوج لیکر شام سے نکلے موضع صفین میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور شروع

ذالحجہ ۳۶ھ سے آغاز محرم ۳۷ھ تک معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ محرم کے سارے مہینے میں لڑائی ملتوی رہی صفر کے شروع ہوتے ہی پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ غرض کہ پورے سو یا ایک سو بیس روز تک دونوں فریق نہایت کوشش و کشش سے لڑتے رہے۔ اس کے بعد معاویہ کا لشکر بالکل بیدل ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اتنے میں معاویہ کے سرداروں نے قرآن مجید کو نیزوں پر اٹھا کر کہا۔ کہ ہم میں اور تم میں کتاب اللہ فیصلے کے لئے بس ہے۔ یعنی کتاب اللہ میں حکم ہے کہ باہمی اختلاف کے وقت ہر فریق اپنا ایک پنچ کھڑا کر دے۔ پھر دونوں پنچ جس کے حق میں فیصلہ دے دیں۔ دوسرے فریق کو بیچون و چرا اُسکا فیصلہ مان لینا چاہئے۔ (کتاب اجتہاد سنی صفحہ ۱۳۸)

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سرداروں سے کہا بھی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ خدع اور مکر ضرور ہے۔ مگر اُن کے سرداروں نے صاف کہدیا کہ ہمکو کلام الٰہی چھوڑتے بن نہیں پڑتا۔ آخر کار لڑائی موقوف ہو گئی۔ اور معاویہ کیطرف سے عمرو بن العاص اور علی علیہ السلام کیطرف سے ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ فریقین کیطرف سے صلح نامہ لکھا گیا۔ اور یہ بات طے ہو گئی۔ کہ اب تو نہیں سال آئندہ کے آغاز میں فریقین کے دانشمند اور اصحاب الرئے موضع اذرُح میں جمع ہوں۔ اور امت محمدیہ کے حق میں جو بات بہتر ہو عمل میں لائیں۔ اس قرارداد کے بعد سب لوگ منتشر ہو گئے۔ معاویہ ملک شام کو چلے گئے۔ اور حضرت علیؑ کوفے تشریف لے آئے۔ حضرت علیؑ کو کوفے آئے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے۔ کہ خوارج نے سر ابھارا اور یہ کہکر کہ علیؑ نے ابا موسےٰ کو حکم مقرر کر کے اپنی گردن سے خلافت کا طوق نکال دیا۔ بلکہ دائرہ اسلام سے اپنے تئیں خارج کر دیا کیونکہ لاحکم الا للہ بغاوت انگیز شورش ہر طرف برپا کر دی۔ اور موضع حروراء میں لشکر جرار جمع کیا۔ یہ سب لوگ وہ تھے۔ جو واقعہ جمل و صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ اور انکے اصحاب و سردار شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت علیؑ کو اسکی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے خوارج کو سمجھانے اور حجت تمام کرنیکی غرض سے حضرت ابن عباس کو انکے پاس بھیجا ابن عباس نے انکو بہت سمجھایا اور عقلی و نقلی دلائل سے انکے تمام شکوک رفع کر دئے۔ اس پر بھی کچھ لوگ تو نادم ہو کر حضرت علیؑ کی خدمت میں واپس آ گئے مگر اکثر لوگ اپنے اسی اصرار پر جمے رہے ناچار حضرت علیؑ کو انکے قلع قمع کے لئے فوج کشی کرنی پڑی۔ اور نہروان میں ۳۸ھ کو ایک سخت اور عظیم الشان معرکہ ہوا (منقول از کتاب اجتہاد سنی صفحہ ۱۳۹ ضمیمہ نمبر ۲)

اسی برس کے آخر شعبان کے مہینے میں لوگ حسب وعدہ اذرُح میں جمع ہوئے۔ اس موقع پر سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ عمرو بن العاص نے جو معاویہ کے وزیر تھے۔ اس موقعہ پر بڑی چالاکی

کام لیا۔ یعنی ابوموسیٰ اشعری سے ملکر کہا کہ مصلحت اس میں ہے کہ علیؑ اور معاویہ دونوں خلافت سے علیحدہ کردئے جائیں اور پھر ہم اور تم اپنے مشورے سے جسکو چاہیں خلیفہ بنائیں۔ تو تم علیؑ کو علیحدہ کرنیکی رائے دو۔ اور میں معاویہ کے علیحدگی کی ابوموسیٰ اشعری بھولے بھالے آدمی تھے۔ انہوں نے سیدھے سبھاؤ عمرو بن العاص کی اس رائے کو پسند کیا اور مین موقع پر جبکہ عمرو بن العاص نے انکو بھرے جلسے میں کھڑا کر دیا۔ تو یہ تھوڑی دیر تک عام مجمع میں ایک تمہیدی مضمون بیان کرتے رہے جسکا نتیجہ آخر میں یہ نکالا کہ حضرت علیؑ مستحق خلافت نہیں ہیں۔ پھر عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور بڑے زور سے معاویہ کے لئے استحقاق خلافت ثابت کر کے بھرے مجمع میں ان سے بیعت کر لی اور انکے بیعت کرتے ہی اور لوگ بھی معاویہ کی بیعت پر جھک پڑے۔ یہ ساری کاروائی حضرت علیؑ کے بالکل برخلاف تھی اور اسی وجہ سے انہیں اس موقع پر وہ کوفت اٹھانی پڑی جسکی کچھ انتہا نہیں۔ وہ ایک تنہا گوشہ میں بیٹھے ہوئے انتہائے غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں چباتے اور فرماتے تھے۔ غضب ہے کہ لوگ میری نافرمانی کریں۔ اور معاویہ کی اطاعت خوارج جیسے حضرت علیؑ سے جلے ہوئے تھے۔ ویسے ہی معاویہ سے بھی ناراض تھے۔ اور رات دن اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ کہ کسی طرح ان دونوں کا کام تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں کے تین شخصوں نے مکے میں جمع ہو کر باہم عہد و پیمان کیا۔ کہ تاوقتیکہ ہم تین شخص تین شخصوں کو قتل نہ کرلیں گے پیٹ بھر کر روٹی اور سیر ہو کر پانی نہ پیئیں گے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے قسم کھا کر کہا کہ میں علی بن ابی طالب کو قتل کروں گا۔ اور برک بن عبداللہ نے معاویہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص کا قتل اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن ملجم کو فہ ہا اور رمضان کی سترھویں تاریخ ۴۰ھ کو صبح کے اندھیرے میں جبکہ حضرت علیؑ نماز صبح کو تشریف لئے جاتے تھے شہید کر ڈالا۔ (کتاب اجتہاد سُنی)

واضح رہے کہ رمضان کی اکیسویں ۲۱ تاریخ ۴۰ھ ہجری کو حضرت علی مرتضیٰ شہید ہوئے۔ اور یہ اُن لوگوں میں سب سے اخیر تھے۔ جو خلفاء اربعہ کے ممتاز لقب سے مشہور ہیں۔ انکی خلافت کا زمانہ اگرچہ چار سال نو مہینے بتایا گیا ہے۔ اور واقع میں یہ حضرت عثمان کی شہادت کے دوسرے روز سے اپنی شہادت کے وقت تک خلیفۂ برحق تھے بھی۔ مگر شامیوں کے تفرقہ ڈال دینے اور معاویہ کے خود خلیفہ بن بیٹھنے نے انکی خلافت میں بہت کچھ ضعف پیدا کر دیا تھا۔ جس کے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ اس زمانے میں دو عملی ہو گئی تھی۔ اور حضرت علیؑ برائے نام خلیفہ رہ گئے تھے۔ تاہم مدینے اور کوفے وغیرہ کے اکثر لوگ انکو خلیفۂ برحق تسلیم کئے رہے مگر انکی شہادت کے بعد بہت کم لوگوں کا خیال تھا کہ انکے فرزند اکبر حسن علیہ السلام کرسی خلافت پر متمکن ہونگے۔ اور ایسا ہی ہوا بھی۔ کہ

کہ حضرت علیؑ کے بعد کوفیوں نے حضرت حسنؑ سے خلافت پر بیعت کی لیکن انہیں خلافت پر بیٹھے ہوئے کچھ اوپر چھے مہینے گذرے تھے۔ کہ معاویہ انکے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لئے صلح کر لی۔ معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں خلافت بایں شرط تمہارے حوالے کرتا ہوں کہ تمہارے بعد خلافت میری طرف عود کرے۔ اور حجاز و عراق کے باشندے ان ممالک و اراضی میں سے مجھ سے کچھ طلب نہ کریں۔ جو میرے والد کے زمانے میں انکے قبضے میں تھے۔ علاوہ بریں جسقدر قرضے میرے والد کے ذمے ہیں سب ادا کر دئے جائیں۔ معاویہ نے ان سب باتوں کو منظور کر لیا۔ اور دونوں میں صلح ہو گئی۔ الغرض ۴۱ھ ربیع الاول کے مہینے میں حضرت حسنؑ کرسی خلافت پر سے اتر گئے اور اب سے معاویہ مستقل خلیفہ ہو گئے۔ اس کے نو سال بعد یعنی ۵۰ھ ربیع الاول کے مہینے میں حضرت امام حسنؑ کا انتقال ہو گیا۔

مناقب از حافظ شیرازی قدس سرہ العزیز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضاء — نبی رسولؐ و ولیعہد حیدر کرار
امام جنی و انسی علیؑ بود علیؑ — ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش — ز ذات اوست مطبق زمین بدین ہنجار
علیؑ امام و علیؑ امین و علیؑ ایمان — علیؑ امین و علیؑ سرور علیؑ سردار
علی سلیم و علیؑ سالم و علی مسلم — علی قسیم قصور و علی است قاسم نار

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

استخلاف جناب علی المرتضیٰؑ

(۱) دعوت قریش میں جناب رسول خدا صلعم نے اعلان فرمایا کہ یہ علی علیہ السلام میرا وزیر، جانشین و خلیفہ ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل ص ۹۲۔ ثبوت خلافت حصہ اول میں مفصل دیکھو)

(۲) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اولاد ولیع کی باز رہیں ورنہ میں انکی طرف ایک مرد کو بھیجوں گا جو میری جان کے مانند ہے۔ وہ میرا حکم انکو پہنچا دیگا۔ بڑوں کو قتل کریگا۔ اور چھوٹوں کو قید کریگا۔ عمر نے اپنی ہتھیلی پیچھے سے آنحضرت صلعم کے کولہے میں ماری اور کہا کہ آپ کسکو مراد رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں تجھکو

مراد رکھتا ہوں اور نہ ساتھی تیرے ابوبکر ؓ بلکہ اس جوتے سینے والے (حضرت علی) علیہ السلام کو (خصائص نسائی مترجم ص۴۲ محمدی مطبع لاہور)

(۳) سورہ برات حضرت ابوبکر سے لیکر حج اکبر میں خدائی اعلان سنانے کیواسطے لشکر محمدی کا سپہ سالار جناب حیدر کرار علیہ السلام مقرر ہوئے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ بخاری۔ ثبوت خلافت حصہ اول)

(۴) خم غدیر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو جناب سید الابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماکر سب حاضرین سے ولیعہدی وجانشینی جناب علی علیہ السلام کی بیعت لی اور حضرت عمر نے اقرار کیا کہ وہ تمام مومنین اور مومنات کے سردار و مولی ہیں۔ (مشکوۃ باب مناقب علی ؑ وصحیح مسلم ونسائی وابن ماجہ) اگر یہ خلافت بلافصل نہ تھی تو جناب رسول اکرم کا فرمان اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ کیوں ہوا اور جلسہ خم غدیر کی کیا غرض تھی۔ مبارکبادی سے کیا فائدہ۔

(۵) جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام زمانہ نبوت میں ہمیشہ علمدار اور سپہ سالار عساکر نبویہ رہے کبھی کسی کی ماتحت نہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام) حالانکہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت سعد بن ابی وقاص حضرت ابوعبیدہ بن جراح جیسے اصحاب حضرت اسامہ بن زید غلام کی ماتحتی میں جنگ کو روانہ کئے گئے (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۲۴۳)

(۶) قبل از وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تمام ہتھیار اور اسباب جنگ اور گھوڑی جناب امیر علیہ السلام کے سپرد کئے۔ اور وصایا بھی کئے۔ یہ چارج خلافت تھا۔ یا نہ (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی) قاعدہ ہے کہ اداے دین سلطنت اور دیگر امورات کی نسبت خلیفہ کو وصیت ہوا کرتی ہے۔ سو جناب امیر علیہ السلام وصی رسول مقبول قرار پائے۔

(۷) حدیث ثقلین۔ حدیث سفینہ۔ حدیث منزلت۔ حدیث مشابہت ورسالت الغدیر۔ وحدیث مواخت وعلمی فضیلت اور موروثی امارت وحکومت واعلیٰ حسب ونسب سے بھی جناب امیر علیہ السلام کا حق خلافت بلافصل تھا۔ (ثبوت خلافت حصہ اول)

اسلام کے حقیقی اولی الامر کون ہیں؟

اب اس اولی الامر خلیفہ یا سلطان دین کی تائید میں احادیث سرور کائنات صلعم بھی سنو اور انصاف کرو۔

پہلی آیت شریف: حافظ فضل اللہ شیرازی المعروف بہ جمال الدین محدث اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں

تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے۔ کہ جب خداوند تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ نازل فرمائی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خدا اور اسکے رسول کو تو پہچانتے ہیں پھر یہ اصحاب امر کون بزرگوار ہیں۔ جنکی طاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے قریب کی گئی۔ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم خلفاے من بعدی ماین دعلیہ الہدی من بعدی اولھم علی ابن ابی طالب۔ ثم الحسن۔ ثم الحسین ثم علی ابن الحسین ثم محمد ابن علی المعروف فی التورات بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذ القیتہ فاقرءمنی السلام۔ ثم الصادق جعفر ابن محمد ثم موسی ابن جعفر ثم علی ابن موسی ثم محمد ابن علی ثم علی ابن محمد ثم الحسن ابن علی یسمے ویکنی حجتہ اللہ فی الارض وبقیتہ فی عبادہ محمد ابن الحسن ابن علی ذالك الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا وذالك الذی یغیب عن شیعتہ واولیائہ غیبۃ لایثبت فیہا علی القول بامامتہ الامن امتحن اللہ قلبہ الایمان۔ (روضتہ الاحباب جلد سوم قلمی ص۲۷۵ کلام در بیان بعضے از احادیث واخبار کہ دلالت وارد بر ظہور نسب آں امام عالی مقدار) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ہمارے بعد ہمارے خلفا ہیں۔ اور انہیں کے اول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام پھر حضرت حسن علیہ السلام پھر حضرت حسین علیہ السلام پھر حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام۔ (امام زین العابدین) پھر حضرت محمد ابن علی علیہ السلام جو باقر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اے جابر جب تم انکو پاؤ اور انکی زیارت سے مشرف ہو تو میرا سلام پہنچانا پھر انکے بعد حضرت صادق جعفر ابن محمد علیہ السلام پھر حضرت موسےٰ ابن جعفر علیہ السلام پھر حضرت علی ابن موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت محمد ابن علی علیہ السلام پھر حضرت علی ابن محمد علیہ السلام پھر حسن ابن علی علیہ السلام پھر حجتہ اللہ فی الارض اور بقیہ بندگان خدا محمد ابن الحسن علیہ السلام۔ خداوند تعالیٰ انہیں کے ہاتھوں سے مشارق ومغارب دنیا کو فتح فرمائیگا اور یہی اپنے شیعوں کے درمیان سے غیبت اختیار فرمادینگے۔ کچھ امر غیبت سے انکی امامت کا اثبات مقصود نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے اس امر سے لوگوں کا امتحان لینا چاہا ہے۔

نوٹ:۔ ان دنوں اہل سنت نے حصہ امامت کا چھاپنا بند کر دیا ہے تاکہ مسلمان اصل راہ حق صراط مستقیم حاصل نہ کر سکیں۔ اور مصنوعی گورکھ دھندے میں جکڑے رہیں۔

نیست دین خدا بقول پاک رسولؐ   امام غیر علی بعد احمد مختار

یعنی بلا فصل امام۔

دوسری حدیث شریف:۔ علامہ ابراہیم بن محمد الحموینی نے کتاب فرائد السمطین میں ذکر کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مسجد مدینہ منورہ میں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں خداوند کریم کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ جس وقت یہ آیت اتری یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور جس وقت یہ آیت اتری انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ الآیات فی علی خاصۃ قال بل فیہ وفی اوصیائی الی یوم القیمۃ قالو بینہم لنا قال علی اخی و وارثی ۔ وصی وولی کل مومن بعدی ثم الحسن۔ ثم الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن معھم وھم مع القرآن ولا یفارقو ویفارقھم حتی یرد وعلی الحوض

ترجمہ:۔ کیا یہ آیات خاص جناب علی علیہ السلام کے حق میں ہیں۔ فرمایا بلکہ اس کے اور میرے واسطے قیامت تک میرے اوصیاء کیلئے لوگوں نے عرض کیا۔ انمیں سے کون کون ہیں بیان فرمائیے۔ سرور عالم صلعم نے فرمایا جناب علی میرا بھائی اور میرا وارث۔ وصی اور میرے بعد کل مومن کا ولی ہے۔ پھر امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر نو وصی فرزندان امام حسینؑ ہونگے۔ قرآن انکے ساتھ رہیگا۔ اور وہ قرآن کے ساتھ رہیں گے۔ اور نہ وہ قرآن سے الگ ہونگے۔ اور نہ قرآن ان سے علیحدہ ہوگا۔ حتیٰ کہ سب ملکر حوض پر آویں گے۔ پھر سب صحابہ نے کہا ہم نے سنا اور اس پر گواہ ہیں۔

تیسری حدیث شریف:۔ مشکوۃ المصابیح کے باب مناقب العشرہ میں ایک حدیث کا اخیر یہ ہے۔ وان تومیروا علیًا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم عن علی (   ) احمد فی المسند   فی فضائل الصحابہ (ک حل) رواہ الحاکم و ابونعیم فی الحلیۃ منتخب کنز العمال ل ج ۵ صفحہ ۱۹ بر حاشیہ مسند احمد مشکوۃ شریف ازالۃ الخفاء۔ اور اگر علی علیہ السلام کو میر بناؤ گے اور میں یقین نہ رکھتا ہوں کہ تم اسکو نہیں بناؤ گے۔ اسکو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔ وہ تم کو

سیدھے راستہ کیطرف پکڑ کر لے جائیگا۔ مومنین سوچنے کامقام ہے وہ کون سیدھا راستہ جسکے واسطے ہر ایک مسلمان پانچ وقتی نماز میں دعا مانگتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم دکھا ہمکو سیدھا راستہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ وہ منعم علیہ گروہ کون سے وہ نبی صدیق اور شہید اور صالحین ہیں۔ پس جو شخص اطاعت اللہ و اطاعت رسول اور اولی الامر جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی پیروی کریگا۔ اسی کو صراط مستقیم نصیب ہوگا۔ اور وہی روز قیامت منعم علیہ گروہ کے ساتھ اٹھیگا۔ پس صراط مستقیم تابعداری و اطاعت جناب امیر علیہ السلام ہے۔ جو جناب امیر علیہ السلام سے پھر گیا۔ وہ سیدھے راستہ سے گر گیا۔

تیسری حدیث:۔ مسند امام احمد حنبل۔ اکام المرجان۔ توضیح الدلائل۔ مناقب اخطب میں ہے کہ ابن مسعود رضی نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ آج حضور بیتابانہ کروٹیں کیوں لے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب میری زندگی تھوڑی ہے۔ اور امت کے انجام کا خیال ہے۔ ابن مسعود نے عرض کیا کہ آپ ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ بناویں۔ حضرت نے منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے عمر اور پھر عثمان کا نام لیا۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ آخر جب حضرت علیؑ کا نام لیا تو حضور نے فرمایا کہ اے ابن مسعود خدا کی قسم علیؑ ہی اس منصب کے لائق ہے۔ اگر تم اسکی بیعت کروگے تو وہ تمکو سیدھا بہشت میں لیجائیگا۔

چوتھی حدیث امارت:۔ عن جابر بن عبداللہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی ثلاثہ اشیاء لیلۃ اسری بی انہ سید المومنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجہ دیلمی و حاکم۔ ابوبکر بن مردویہ۔ ابونعیم مودۃ القربیٰ ہمدانی۔ ارجح المطالب باب اول۔ منتخب کنز العمال بحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم ص۳۴ مصری) **ترجمہ:۔** حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں پروردگار نے علی علیہ السلام کے تین القاب فرمائے۔ کہ وہ مومنوں کا سردار ہے اور متقیوں کا پیشوا ہے۔ اور نورانی ہاتھ منہ والوں کا رہبر ہے۔

پانچویں حدیث امارت:۔ عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ ابو عمر الحاکم۔ خطیب دیلمی ارجح المطالب ص۲۱ باب اول) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے جناب علی علیہ السلام کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔

چھٹی حدیث امارت:۔ عن انس قال کنت مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فا قبل علی فقال النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ھذا حجتہ اللہ علی امتی یوم القیامتہ عند اللہ (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی المودۃ الرابعہ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص۳۳) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں پیغمبر خدا صلعم کے ہمراہ حاضر تھا۔ کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میری امت پر خدا کی حجت ہوگا۔

ساتویں حدیث شریف:۔ عن ابی ھریرۃ قال قیل یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ آدم و نفخ الروح فیہ وقال و اذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالت الارواح بلی فقال اللہ انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم۔ ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضا سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیلئے نبوت کب لازم کی گئی۔ فرمایا اسوقت سے پہلے جبکہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور روح اُسکے جسم میں پھونکی اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر جبکہ تیرے پروردگار نے بنی آدم سے انکی اولاد کو انکی پشتوں سے نکال کر عہد لیا۔ اور انکو انکے نفسوں پر گواہ کیا۔ اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو روحوں نے عرض کی ہاں تو ہمارا پروردگار ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میں تمہارا پروردگار ہوں۔ اور محمدؐ تمہارا پیغمبر ہے۔ اور علیؑ تمہارا امیر وحاکم ہے۔ (دیکھو فردوس الاخبار دیلمی۔ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی۔ مودۃ الرابعہ۔ صفحہ ترجمہ، ۳ حدیث ۷)

آٹھویں حدیث امارت:۔ معاویہ بن ثعلبہ اللیثی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوکر انتقال کے قریب ہو گئے۔ تو جناب امیر علیہ السلام سے وصیت بیان کی لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمر ابن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔ فقال ابوذر رضی اللہ عنہ اوصیت واللہ الی المومنین حقا حقا یعنی حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنی وصیت کو حقیقی سچے امیر المومنین سے بیان کیا ہے (ابن مردویہ۔ ارجح المطالب

باب اول صفحہ ۱۹)
نانویں حدیث امارت وولائیت:۔عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی من آمن بی وصدقنی بولایتہ علی ابن ابی طالب فمن تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ۔ ومن احبہ فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ۔ ومن ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ عز وجل (رواہ طبرانی وابن عساکر منتخب کنز العمال الموضوع بہامش الجزو الخامس من مسند الامام احمد حنبل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲ باب فضائل سیدنا علی علیہ السلام) ترجمہ:۔ ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وحی کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں مجھکو سچا جانا پس اُس نے مجھ سے محبت وتولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے اللہ سے تولا رکھی اور جس نے جناب علی علیہ السلام سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے مجھ سے محبت رکھی پس اُس نے اللہ سے محبت رکھی۔ اور جس نے جناب علی علیہ السلام کو دشمن جانا اُس نے مجھے دشمن جانا۔ اور جس نے مجھے دشمن جانا اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا۔
دسویں حدیث امارت:۔ سالت اللہ یاعلی فیك خمسًا فمنعنی واحدة۔ واعطانی اربعًا سالت اللہ ان یجمع علیك امتی فابی علی۔ واعطانی فیك ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیمة انا وانت معی معك لواء الحمد وانت تحملہ بین یدیہ تسبق بہ الاولین والاخرین واعطانی انك ولی المومنین بعدی (الخطیب والرافعی عن علیؑ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۵) ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ میں نے اللہ تعالیٰ سے پانچ سوال کئے۔ ایک سوال تو قبول نہ ہوا لیکن چار سوال قبول ہو گئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت جناب علیؑ کی خلافت پر جمع ہو لیکن یہ قبول نہ ہوا اور جو قبول کئے گئے وہ یہ کہ تو سب سے پہلا شخص ہے کہ قیامت کے روز قبر سے نکلیگا۔ اور تو میں ایک جگہ ہونگے۔ اور تیرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ کہ تو اسکو اٹھائے گا۔ اور تمام اولین وآخرین اس کے زیر سایہ ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ منظور فرمایا کہ تو میرے بعد تمام مومنین کا سردار ہے۔

تجھکو بخشی ہے خدا نے دو جہاں کی سروری | مومنوں کا تو ہی مولا مصطفےٰ کا ہی ولی
تیری ذات پاک ہے شان نزول ہل اتیٰ | مصطفےٰ کے بعد زیبا ہے تجھی کو برتری

گیارھویں حدیث:۔ عن ابی مسعودؓ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فاتی منزل ام سلمۃ فجاء علیؑ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یا ام سلمۃ ھذا واللہ قاتل القاسطین والناکثین والمارقین من بعدی فی الاربعین۔ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۹) ابی مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم بی بی ام سلمہؓ کے مکان میں تشریف لائے اور ادھر حضرت علی علیہ السلام بھی آنکلے۔ پس جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اے ام سلمہؓ قسم ہے اللہ کی یہ قاسطین، ناکثین اور مارقین سے میرے بعد جنگ کریں گے۔ یعنی اصحاب جمل، صفین اور نہروان یعنی طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ۔ معاویہ اور خوارج سے۔

بارھویں حدیث:۔ عن السید الحسن ادعوا الی سید العرب قیل الست سید العرب قال انا سید ولد ادم وعلیؑ سید العرب فلما جاء قال یامعشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدہ ابدا ھذا علی فاحبوہ بحبی واکرموہ بکرامتی فان جبرائیلؑ امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم صفحہ ۴۷ مطبوعہ مصر) سید الحسن سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلعم کیا آپ سردار عرب نہیں ہیں۔ فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام سردار عرب ہے۔ جس وقت جناب علی علیہ السلام تشریف لائے سردار دوجہاں سید الابرار صلعم نے انصار سے فرمایا کہ میں تمکو ایسی چیز بتلاؤں اگر تم اسکو محکم پکڑو تو میرے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ یہ علی علیہ السلام ہے۔ میری محبت کی باعث اسکی محبت کرو۔ اور میری عزت کے باعث اسکی عزت کرو۔ کیونکہ جو کچھ وحی جبرئیلؑ خدا تعالیٰ سے میرے پاس لایا ہے۔ میں نے تمکو خبر پہنچادی ہے۔ انتہی۔

تیرھویں حدیث:۔ عن الشعبی قال قال علی علیہ السلام قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین قیل لعلی ما کان شکرک قال احمد اللہ تعالیٰ علی ما اتانی واسالہ الشکر علی ما اولانی وان

یزید فی مما اعطانی سجل (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص۳۵ سطر اخیر مطبوعہ مصر) شعبی نے روایت کی ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلعم نے مجھکو دیکھکر فرمایا مرحبا اے سردار مسلمانوں کے اور متقیوں کے امام او جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا گیا۔ آپ کیا شکر تھا فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جو کچھ مجھکو دیا گیا اور مجھکو جو ولایت بخشی اور جو مجھکو عطا کیا گیا ہے۔ اسکو زیادہ کرنے کی دعا مانگی۔

چودھویں حدیث:۔ قال الدیلمی سبانا ابوبکر محمد بن ابراھیم العطار الی اخر الاسناد عن ابی سعید الخدری مرفوعًا قال صلعم لما عرج بی سالت ربی ان یجعل الخلیفة من بعدی علی ابن ابی طالب علیہ السلام (اللآلی المصنوعہ جلد اول ص۱۵۶) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے پاک پروردگار سے سوال کیا کہ وہ میرے بعد جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلیفہ کر دے

پندرھویں حدیث:۔ جناب ام المؤمنین بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی خلیفتی علیکم فی حیاتی و فی مماتی فمن عصاہ فقد عصانی۔ (روضۃ الاحباب جلد سوم ص۱۶) علیؑ تم لوگوں پر میری حیات اور میری ممات میں خلیفہ ہے جس نے اسکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

فصل ۱۵

در امامت و خلافت بلا فصل دوازدہ آئمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْہُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا۔ (سیپارہ ۶۔ سورہ مائدہ ع ۲) ترجمہ:۔ اللہ پہلے بھی بنی اسرائیل سے عہد اطاعت لے چکا ہے ہم نے (اللہ نے) ان ہی میں کے بارہ سردار اُن پر مامور فرمائے۔

(الف) توریت شریف۔ باب۱۷ آیت ۲۰ میں ہے خداوند نے حضرت اسمٰعیل کے حق میں فرمایا ہے کہ میں نے

تیری سُنی دیکھ میں اسے برکت دونگا۔ اور اسے برومند کرونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

(ف) چونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے جناب سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مماثلت تامہ ہے جس طرح قوم بنی اسرائیل سے بارہ سردار یا بارہ خلیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پے در پے مامور ہوئے۔ اسیطرح بنی اسمعیل قوم جناب سیدنا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفےٰ روحی لہ الفدا صلعم سے بھی بارہ سردار یا خلیفے پے در پے ہونا چاہیے۔ جسطرح بنی اسرائیل کا بارہواں خلیفہ غائب ہوگیا۔ اسیطرح بنی اسمعیل کا بھی بارہواں خلیفہ غائب ہو۔ جسطرح بنی اسرائیل کے خلیفے یا سردار نبی و رسول ہوتے چلے آئے ہیں اسیطرح بنی اسمعیل میں بارہ خلیفے نبیوں و رسولوں کے اوصاف و درجات والے خلیفے ہوں۔ کیونکہ نبوت و رسالت ختم ہوچکی ہے۔ جیساکہ انبیاء و مرسلین کے وارث انکے فرزند۔ بھائی بند اور قریبی رشتہ دار وارث نبوت ہوئے۔ اسیطرح سیدنا محمد الرسول اللہ صلعم کے وارث بھی انکے بھائی اور قریبی رشتہ ذوی الارحام وارث نبوت ہوں جسطرح گذشتہ انبیاء و مرسلین میں کوئی سر اکیا سالا وارث و جانشین نہیں گذرا اسی طرح نبی آخرالزمان صلعم کا بھی وارث و جانشین انکا سسر ایا سالا نہ ہوتب جاکر مماثلت ثابت ہوگی۔

(ب) مکاشفہ یوحنا انجیل مقدس باب ۱۲ میں ہے۔ ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے اور چاند اسکے پاؤں کے تلے۔ اور اسکے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔ اور وہ عورت حاملہ تھی۔ وہ فرزند نرینہ جنی جو لوہے کا عصا لئے سب قوموں پر حکومت کریگا اور وہ عورت بیابان میں جہاں اس کی جگہ خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی۔

(ج) یہودی علما کے ڈپوٹیشن نے حضرت یوحنا بپتسمہ دینے والے سے سوال کیا۔ تو کون ہے تو یوحنا نے اقرار کیا میں ایک مسیح نہیں ہوں پھر پوچھا کہ کیا تو ایلیا (علیؑ) ہے حضرت یوحنا نے کہا نہیں پھر سوال کیا گیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں (انجیل یوحنا۔ پہلا باب آئت ۱۹ سے لیکر ۲۸ تک)۔ اس الہامی پیشین گوئی میں عورت سے مراد والدہ ماجدہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے اور سورج سے مراد جناب سرور عالم صلعم اور چاند سے مراد جناب سیدہ معصومہ مطہرہ۔ صدیقہ بتولؑ اور بارہ ستاروں سے مراد بارہ امام علیہم السلام ہیں اور فرزند نرینہ سے بھی مراد جناب رسول مقبول صلعم ہیں۔ لوہے کا عصا تلوار ذوالفقار۔ بیابان سے مراد ملک عرب ہے۔ (ب) ملاکے نبی کے بعد حضرت یوحنا۔ حضرت عیسےٰؑ حضرت محمد مصطفےٰؐ۔ حضرت علی المرتضےٰ علیہم السلام کی آمد آمد تھی۔

(د) بارہ اماموں کے اثبات میں قدرت و فطرت اور قران شریف کا مطالعہ کرو۔ بارہ ہی چیزوں سے

تمام عالم قائم ہے۔ آسمان میں بارہ برج ہیں۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ برجوں والے آسمان گواہی دے رہے ہیں۔

تمام سال کے مہینے بھی بارہ ہیں۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ بیشک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے دن کی ساعتیں بارہ ہیں۔ رات کی گھڑیاں بارہ ہیں۔ عدد سال منجمین و حکمار کے نزدیک بارہ ہیں۔ روئے زمین پر بڑے بڑے جزیرے بارہ ہیں۔

بنی اسرائیل کے نقیب سردار بارہ۔ اسباط یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام بارہ تھے قولہ تعالیٰ۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا۔ اور ہم نے انکو از روئے اولاد کے بارہ گروہ کر دیئے۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری انصار اللہ سے بارہ تھے۔ اور بارہ ہی وصی گذرے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ عصا سے بارہ چشمے پیدا ہوئے تھے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ اور وہ واقعہ بھی یاد کرو۔ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی درخواست کی تو ہم نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ لاٹھی کا مارنا تھا۔ کہ پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب۔ البقر)

خدا تعالیٰ نے بارہ نبیوں کا نام بنام اس ایک آیت میں فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ۔ وَاِسْمٰعِیْلَ۔ وَاِسْحٰقَ۔ وَیَعْقُوْبَ۔ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی۔ وَاَیُّوْبَ۔ وَیُوْنُسَ۔ وَهٰرُوْنَ۔ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ ترجمہ:۔ بیشک ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جیسا کہ ہم نے نوحؑ اور ان کے بعد کے نبیوں کیطرف وحی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کیطرف وحی کی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔

انگلیوں کے پور بارہ۔ جنت میں نہریں اور چشمے بارہ قولہ تعالیٰ فیہا انہار من ماء غیر اسن۔ وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ۔ وانہار من خمر لذۃ للشاربین۔ وانہار من عسل مصفی۔ عینا فیہا تسمی سلسبیلا۔ انا اعطینك الکوثر۔ یسقون من رحیق مختوم مزاجہ من تسنیم فیہما عینان تجریان۔ فیہما عینان نضاختان۔ سیدآیت بینات محکم

جنکو نہیں وارو ہیں جیسے۔ پانی۔ دودھ۔ شراب طہور۔ شہد خالص۔ چشمہ سلسبیل۔ کوثر کی نہریں اور شراب مہر لگائی ہوئی تسنیم۔ دو چشمے اور دو فوارے ثابت ہوتے ہیں۔

کلمۂ شہادتین جن پر دین اور ایمان کا مدار ہے۔ انہیں بھی بارہ ہی بارہ حروف ہیں لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف ہیں کلمۂ شہادت محمد الرسول اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں۔

ان آیات میں جنکو بارہ اماموں سے تعلق ہے۔ انہیں بارہ بارہ ہی حروف ہیں۔ سنئے!۔
اَعْطَیْنٰاکَ الْکَوْثَرَ۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ۔ وَجَعَلْنٰاھُمْ اَئِمَّةً۔ فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ۔ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰاتِنَا۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔

خداوند عالم جل شانہٗ کے ناموں میں بھی بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔ اَلْوَاحِدُ الْقَدِیْرِ۔ اَلْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرِ۔ خَالِقُ الْعَالَمِیْنَ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَلْخَالِقِ الرَّازِقِ۔ الدَّائِمُ الْبَاقِیْ۔ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو بھی سنئے۔ جنہیں بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔
اَلنَّبِیُّ الْمُصْطَفٰے۔ اَلْوَلِیُّ الْمُجْتَبٰی۔ اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْنَ۔ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اَلْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ۔ اَلسِّرَاجُ الْمُنِیْرُ۔ اَلصَّادِقُ الْمَقَالِ۔ اَلشَّرِیْفُ الْخِصَالِ۔ اَلْھَادِیُ الْمُرْشِدُ۔ اَلشَّفِیْعُ الْمُنْقِذِ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ مُحَمَّدٌ اَمِیْنُ اللّٰہِ۔ مُحَمَّدٌ جَا بِالشَّرْعِ۔ محمد خص بالوحی۔ مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْحَقِّ۔ محمد صفوۃ الرب۔ مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الرُّسُلِ۔ مُحَمَّدٌ خَیْرُ الْبَشَرِ۔ محمد نبی الھدیٰ۔ محمد سَیِّدُ الْعَرَبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے القاب کو بھی سنئے۔ جن میں بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔ علی وصی الرسول۔ علی زوج البتول۔ علی قامع الشرک۔ علی دافع الافک۔ علی قالع الباب۔ علی راد الاحزاب۔ علی عالم الامۃ۔ علی ابو الائمۃ۔ علی فارج الکرب۔ علی خلیفۃ الرب۔ علی ذو العجائب۔ علی ذو الغرائب۔

اب بارہوں اماموں کے ناموں کو بیان کرتا ہوں۔ جنکے سننے سے دل آپکے نورانی ہو جائیں اور انمیں بھی بارہ ہی بارہ حرف ہونگے۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ۔ الحسن المسموم۔ الحسین الشہیدؑ۔ علی

ذو الشفنات - الامام الباقر - الامام الصادق - الامام الکاظم - الرضا، وصی موسیٰ ابوجعفر التقی - البشر علی النقی - الحسن العسکری - الحجتہ المنتظر - القائم المھدی

ان بارہ اماموں کے بارہ میں نص جلی اولی الامر منکم کے حروف بارہ ہیں۔ اور واطیعوا الرسول۔ کے حروف بارہ ہیں۔

ان بارہ اماموں کے حق میں جو مخبر صادق صلعم نے فرمایا ہے۔ انہیں بھی بارہ ہی حروف ہیں گن لیجئے۔ الائمۃ من قریش - اثنا عشر خلیفۃ - اثنا عشر اماما - اثنا عشر نقیبا - العترۃ الزاکیہ - اھل بیت الرسول - علی ھم فی الجنۃ - اعدا ھم فی النار۔

بارہ کا عدد ہمیشہ فتح و نصرت پر بولا جاتا ہے۔ اور تین کا عدد تین کانے کہلاتا ہے۔ ؎

قد اتانا فی خبر بانھم اثنا عشر
وسیلتی فی محشر ائمتی اثنا عشر

(از کتاب مظہر المصائب صفحہ ۶۴ مجلس ۷) ؎

اگر جہاں میں نبی بعد مصطفیٰ ہوتے امام بارہ کے بارہ سب انبیا ہوتے

دوازدہ آئمہ اطہار کی خلافت اور امامت میں احادیث صحیحہ

پہلی حدیث شریف اثنا عشر:۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ثانی صفحہ ۱۱۹۔ کتاب الامارت مطبوعہ نولکشور پریس لاہور۔ عن حصین عن جابر بن سمرۃ قال دخلت مع ابی علی النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ فسمعت یقول ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیھم اثنا عشر خلیفۃ قال ثم تکلم بکلام خفی علی قال فقلت لابی ما قال قال کلھم من قریش

ترجمہ:۔ جابر بن سمرۃ سے حصین روایت کرتا ہے کہ جابر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے سنا کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے تحقیق یہ امر منقضی نہ ہوگا۔ یہانتک کہ گذریں اسمیں بارہ خلیفے۔ جابر کہتا ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے ایسی بات کہی کہ مجھپر پوشیدہ رہی۔ جابر کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ سرور عالم صلعم نے کیا فرمایا جابر کے باپ نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ وہ کل خلیفے قریش سے ہونگے۔

دوسری حدیث شریف اثنا عشر:۔ دوسری حدیث مسلم میں یہ الفاظ ہیں۔ لَا یَزَالُ امر الناس

ماضیاما ولیھم اثنا عشر رجلا لا فرمایا نہ گذریگا امر انسان کا جبتک والی ہوں انکے بارہ شخص وہ سب قریشی ہونگے۔

تیسری حدیث شریف اثنا عشر اس میں یہ الفاظ ہیں۔ لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ الاخرہ (صحیح مسلم) فرمایا کہ ہمیشہ اسلام بارہ خلیفہ تک غالب رہیگا، اور وہ سب قریشی ہونگے۔

چوتھی حدیث شریف:۔ صحیح مسلم کے اسی صفحہ پر سند کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یزال ھذا الامر عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ الاخرہ **ترجمہ:۔** فرمایا نبی صلعم نے یہ حکم بارہ خلیفہ تک ہمیشہ غالب رہیگا، اور وہ سب قریشی ہونگے۔

پانچویں حدیث:۔ یقول لایزال ھذا الدین عزیزا منعیا الی اثنا عشر خلیفۃ الاخرہ (مسلم جلد ثانی) یہ دین ہمیشہ غالب محکم بارہ خلیفہ تک رہیگا۔ وہ سب قریشی ہونگے۔

چھٹی حدیث شریف:۔ قال لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (صحیح مسلم کتاب الامارت جلد ثانی) **ترجمہ:۔** فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا، یہانتک کہ قیامت قائم ہو، اور تم پر بارہ خلیفے ہونگے۔ وہ سب قریشی ہونگے۔

ساتویں حدیث شریف:۔ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لایزال ھذا الامر عزیزا ینصرون علی فاراھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش۔ (اخرجہ الشیخان) جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہیگا، جبتک کہ مدد کریں گے۔ بارہ خلیفے۔ جو سب قریش سے ہونگے۔

(ب) یہی حدیث دیکھو فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری پ ۲۹۔

آٹھویں حدیث شریف:۔ عن مسروق قال کنا مع عبداللہ بن مسعود جالسا فی المسجد فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل حدثکم نبیکم کم یکون بعدی خلیفۃ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (اخرجہ احمد۔ البزاز وطبرانی۔ مودۃ القربی سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ۔ تاریخ الخلفا ملا جلال الدین سیوطی ص ۸۰۔ **ترجمہ:۔** مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی انکے پاس آیا کہنے لگا اے ابن مسعود رض آیا آپ لوگوں کو آپکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے۔ کہنے لگے ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے

(ارجح المطالب باب سوم - ص ۳۴۹ حدیث نمبر ۲ مطبع کریمی لاہور)

نانویں حدیث شریف: - عن جریر عن اشعث عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الخلفاء بعدی اثنا عشر کعدد نقباء بنی اسرائیل - جریر نے اشعث سے اور اس نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفے ہونگے - (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ)

دسویں حدیث شریف: عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سمعت یقول بعدی اثنا عشرہ خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی اخفی صوتہ رسول اللہ صلعم قال قال کلھم بنی ھاشم - ترجمہ: - عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے - کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا - میں نے سنا کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہونگے - یہ فرما کر حضرت صلعم نے اپنی آواز ہلکی کر دی - تب میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حضرت صلعم نے آہستہ سے کیا کہا تھا - اس نے جواب دیا کہ یہ فرمایا ہے کہ وہ سب خلیفہ بنی ہاشم سے ہونگے - (مودۃ القربیٰ)

گیارہویں حدیث - خلافت الہیہ کے بارہ خلیفے کون کون ہیں: - عن سلیم ابن قیس الھلالی عن سلمان الفارسی رض قال دخلت علے النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فاذ الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویقبل فاہ ویقول انت سید ابن السید وانت امام ابن الامام وانت حجۃ ابن الحجۃ وانت ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ اور سلیم بن قیس ہلالی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - کہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا - کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلعم کی ران مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں - آپ کبھی انکی آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں اور کبھی منہ کو چومتے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور حجت خدا ہے - اور حجت خدا کا بیٹا ہے - اور خدا کی نو حجتوں کا باپ ہے - جو تیری پشت سے ہونگے کہ ان کا نواں انکا قائم علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا - (سید علی ہمدانی شافعی فی المودۃ القربیٰ المودۃ العاشرہ وموفق بن احمد خطیب خوارزمی ارجح المطالب مطبع کریمی لاہور باب تیسرا ص ۳۴۵ حدیث ۳ - روضۃ الاحباب

جلد سوم صہ ۱۴۷ ورق قلمی۔)

بارھویں حدیث شریف عن اصبغ بن بناتہ عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول انا و علی والحسن والحسین والتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون۔ ترجمہ: اصبغ بن بناتہ نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام جو اولاد حسینؑ سے ہونگے پاک و پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم اور محفوظ ہیں۔ (مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ)

تیرھویں حدیث شریف عن عبایہ ابن ربیعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انا سید النبین و علی سید الوصیین وان الاوصیاء بعدی اثنا عشر اولھم علی واخرھم قائم المھدی۔ ترجمہ: عبایہ ابن ربیع سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے بعد بارہ وصی ہونگے۔ انمیں سے اول علیؑ ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ)

چودھویں حدیث شریف۔ زید بن حارث غلام رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرت صلعم نے انصار سے پہلی بیعت لی۔ تو فرمایا کہ میں نے تم سے اس عہد پر بیعت لی ہے جس عہد پر کہ پہلے پیغمبروں سے اللہ تعالیٰ نے بیعت لی تھی۔ کہ جن چیزوں سے تم اپنی جانوں کی حفاظت اور نگہداشت کرو ساں سے میری بھی حفاظت اور نگہداشت کرنا اور جن چیزوں سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو ان سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی حفاظت اور پاسداری کرنا کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب تمہارے دین کو زیادہ کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا عطا فرمایا اور ہر پیغمبر کیواسطے ایک نشانی ہوتی ہے۔ اور یہ علیؑ میرے پروردگار کی نشانی ہے اور آئمہ طاہرین جو اسکی اولاد سے ہونگے میرے پروردگار کی نشانیاں ہیں۔ جبتک کہ علیؑ کی اولاد میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ زمین میں باقی رکھیگا۔ زمین ہر گز اہل ایمان سے خالی نہ ہوگی اور انہیں کی بنیاد پر قیامت قائم ہوگی یعنی جب تک انمیں سے ایک باقی ہے دنیا فنا نہ ہوگی۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ صہ ۸۵)۔

(ب) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا ترازو ہوں جناب حسنؑ اور حسینؑ اس ترازو کے پلڑے ہیں جناب علیؑ اسکی زبان ہے جناب فاطمہ اسکا علاقہ ہیں۔ اور میری امت کے امام اسکے عمود ہیں اور اسمیں ہمارے محبین اور دشمن کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں (الدیلمی۔ ارجح المطالب باب تیسرا ص۳۴۵ بار سوم)

پندرھویں حدیث شریف:۔ قال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم من اراد ان یحیی حیاتی۔ و یموت موتی۔ و یسکن جنة عدن التی غرسها ربی۔ فلیتوال علیاً بعدی و لیوال اولیاءه و لیتبع الائمة بعدی فانهم عترتی و خلقوا من طینتی و اعطوا فهمی و علمی۔ فویل لمن کذبهم بعدی من امتی القاطعین فیهم رحمی لا انالهم الله شفاعتی۔ (حلیۃ ابو نعیم) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص ارادہ کرے کہ میری حیاتی کی مانند حیاتی کرے اور موت کی مانند موت اور جنت عدن میں اسکا مکان ہو جسکو خداوند تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ پس دوست رکھے جناب علی علیہ السلام اور اسکی اولاد کو اور میرے بعد اماموں کی پیروی کرے کیونکہ وہ میری اولاد ہیں۔ انکی پیدائش میری طینت سے ہے۔ اور انکو میرا علم اور فہم عطا کیا گیا ہے۔ پس اس شخص کیواسطے دوزخ ہے کہ بعد میرے انکو جھٹلائے اور وہ میرا امتی ہو اور انکے درمیان قطع رحمی کرے خداوند کریم ایسے شخص کیواسطے میری شفاعت نہ کرائے گا۔

سولھویں حدیث شریف:۔ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان خلفای و اوصیای و حجج الله علی الخلق بعدی الاثنا عشر اولهم اخی و آخرهم ولدی قیل یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و من اخوک قال علی ابن ابی طالب علیه السلام قیل فمن ولدک قال المهدی الذی یملاها قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً۔ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے خلیفہ اور وصی اور خلق خدا پر حجت میرے بعد بارہ ہیں جنکا اول میرا بھائی ہے اور انکا آخر میرا لڑکا۔ پوچھا گیا کہ آپکا لڑکا کون ہے اور بھائی کون ہے۔ فرمایا بھائی میرا علی ابن ابی طالبؑ ہے اور میرا لڑکا مہدی علیہ السلام جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جبکہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی۔ (روضۃ الاحباب ص۴۵۰ (حموینی)

سترھویں حدیث شریف:۔ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاطمة بهجة

قلبی۔ وانہا ثمرۃ فوادی وبعلہا نور بصری والائمۃ من ولدہا امناء ربی وحبلہ الممدود بینہ وبین خلقہ۔ من اعتصم بہم نجی۔ ومن تخلف عنہم هلك والی جھنم سلك۔ ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام میرے دل کا روح ہے اور اسکی اولاد میرے دل کا میوہ ہے اور اسکا شوہر میرا نور چشم ہے اور امام اسکی اولاد سے میرے پروردگار کے امین ہیں اور خدا اور مخلوق خدا کے درمیان محکم رشتے ہیں جس شخص نے ان کو مضبوط پکڑا۔ گمراہی اور ہلاکت سے نجات پا گیا۔ اور جس نے انکو چھوڑا ہلاک ہوا۔ اور دوزخ میں جا داخل ہوا (ربیع الابرار زمخشری)

اٹھارہویں حدیث شریف:۔ قال رسول اللہ من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ ویستمسك بالعروۃ الوثقی ویعتصم بحبل اللہ المتین۔ فلیوال علیًا بعدی۔ ویعاد عدوہ ولیاتم بالائمۃ المھداۃ۔ من ولدہ فانہم خلفائی واوصیای وحجج اللہ علی خلقہ بعدی۔ وسادات امتی وقادۃ الاتقیاء الی الجنۃ حزبہم حزبی۔ وحزبی حزب اللہ وحزب اعدائہم حزب الشیطان (مودۃ القربیٰ ہمدانی شافعی مودت عاشرہ) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ نجات کی کشتی میں سوار ہو اور مضبوط دستے کو مضبوط کر کے پکڑے اور اللہ کی مضبوط رسی کو ہاتھ میں تھامے۔ اسکو چاہئے کہ میرے بعد علی علیہ السلام سے دوستی رکھے اور اسکے دشمن سے دشمنی کرے اور ہدایت کرنیوالے اماموں کی جو اسکی اولاد میں ہونگے۔ پیروی کرے کیونکہ وہ معصومین علیہم السلام میرے جانشین اور میرے وصی اور میرے بعد خلق خدا کے اوپر خدا کی حجتیں ہیں اور میری امت کے سردار اور جنت کیطرف پرہیزگاروں اور متقیوں کے رہبری کرنیوالے ہیں۔ انکا گروہ میرا گروہ ہے۔ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ اور انکے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

انیسویں حدیث شریف:۔ امام حموینی اپنی کتاب فرائد السمطین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجاہد جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسناد سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک بار ایک یہودی نعثل نامی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میرے دل میں عرصہ سے چند سوالات ہیں اگر آپ انکا جواب دیدیں تو میں فوراً اسلام قبول کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابو عمارہ (کنیت یہودی) سوال کرو۔

یہودی:۔ آپ اپنے پروردگار کی تعریف فرمائیے۔

حضور سرورِ عالم صلعم:۔ اسکی تعریف اسیقدر ہو سکتی ہے جو اسکی ذات میں ہے اور جس کو خود اس نے بیان کیا ہے۔ اور پھر ایسی خالق کی جسکی دریافت میں عقلیں عاجز اور اسکے تجسس میں گمان حیران اور اس کی تلاش وحدت میں خیالات انسانی قاصر۔ آنکھیں اسکے دیکھنے سے عاجز۔ وہ تمام تعریف کرنیوالوں کی تعریف سے بالاتر۔ دور سے قریب اور قریب سے دور ہے وہ کیف الکیف اور این الاین کی صفات سے موصوف ہے۔ وہ کہاں ہے اسکے لئے نہیں کہا جاسکتا اس کیلئے کوئی کیفیت اور حالت ضرور نہیں۔ وہ یکتا ہے اور بزرگ ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد اور اس سے بڑھکر کسی بلیغ سے بلیغ تعریف کرنیوالے سے بھی اسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔

یہودی:۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپکی تصدیق کرتا ہوں مگر آپ مجھکو یہ بتلاویں جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں کہ خدا کے لئے مثال کوئی نہیں ہو سکتی تو کیا ایک خدا ہی واحد کہلا سکتا ہے اور انسان نہیں کہلا سکتا۔

حضور سرورِ عالم صلعم:۔ خدا تعالیٰ واحد حقیقی ہے اور واحد حقیقی کے معنے یہ ہیں کہ اسکے لئے کوئی جزو یا ترکیب نہو سکے اور انسان کی تنہائی صرف توصیفی ہے نہ تحقیقی۔ کیونکہ انسان جسم اور روح سے ترکیب پایا ہوا ہے۔

یہودی:۔ میں آپکے کلام کی دل سے تصدیق کرتا ہوں اب آپ مجھے اپنے قائمقام اور جانشینوں کی خبر دیجئے۔ کہ انمیں سے کون نبیؐ اول ہوگا۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں جناب موسیٰ ابن عمران علیہ السلام نے اپنے بعد یوشع بن نون کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔

حضور سرورِ عالمؐ:۔ میرے بعد میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور بعد ان کے میرے دونوں نواسے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام ہیں۔ اور انکے بعد نو امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

یہودی:۔ ان بزرگواروں کے نام بھی بتلائے جائیں۔

سرورِ عالمؐ:۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام وفات پاجائینگے۔ تو انکے بیٹے علیؑ (امام زین العابدینؑ) انکے وصی ہونگے۔ انکی وفات کے بعد انکے بیٹے محمدؑ۔ انکے بعد انکے بیٹے جعفرؑ انکے بعد انکے بیٹے موسیٰؑ انکے بعد علیؑ انکے بعد محمدؑ انکے بعد علیؑ انکے بعد حسنؑ انکے بعد حجت القائم المہدی علیہ السلام یہی بارہ بزرگوار ہیں۔

یہودی:۔ اب آپ مجھکو بتلا دیں کہ علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہ السلام کی وفات کیسی واقع ہوگی۔

حضور سرورِ عالم:۔ جناب علی علیہ السلام سر کی ضرب کی وجہ سے انتقال فرماویں گے۔ امام حسنؑ

علیہ السلام زہر سے مارے جائیں گے ۔ اور امام حسین علیہ السلام ذبح کئے جائیں گے ۔

یہودی :- آپ انکے درجات سے مطلع فرمائے ۔

حضور سرور عالم صلعم :- یہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہونگے ۔

یہودی :- آپ رسول برحق ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یہی حضرات آپکے بعد قائمقام اور وصی ہیں ۔ قسم خدا کی ہم نے انبیاء سابقین علیٰ نبینا و علیہم السلام کی کتابوں میں بھی ایسا ہے اور اسی طریقہ پر ہم سے جناب موسیٰ ابن عمران علیہ السلام نے عہد و میثاق لیا تھا ۔ کہ زمانۂ آخر میں ایک نبی مبعوث ہوگا جسکا نام احمدؐ اور محمدؐ ہوگا ۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہوگا ۔ اسکے بعد پھر کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اسکے بعد اسکے بارہ وصی ہونگے ۔ اُن میں کا اول اسکا ابن عم اور اسکا داماد ہوگا ۔ اور دوم و سوم دو بھائی اسکے دو صاحبزادہ ہونگے ۔ جنہیں اول کو امت نبی تلوار سے دوسرے کو زہر سے اور سوم کو معہ اسکی اہلبیت کے پیاس اور غریب الوطنی کی حالت میں مثل گوسفند کی تلوار سے ذبح کر ڈالیں گے ۔ اور وہ بزرگواران تمام مصائب پر اسلئے صبر فرماوینگے ۔ کہ اس شہادت کے باعث سے انکی اور انکی اہلبیت اور ذریت کے مدارج رفیع ہوں اور انکے دوست دار اور پیرو ۔ دوزخ کی عقوبت سے محفوظ رہیں اور اس تیسرے وصی کی اولاد سے نو اوصیا پیدا ہوکر بارہ اسباط موسیٰ علیہ السلام کی تعداد کے برابر ہونگے ۔

حضور سرور عالمؐ :- تو اسباط موسیٰ علیہ السلام کو جانتا ہے ۔

یہودی :- ہاں ۔ وہ بزرگوار بھی بارہ تھے ۔ ان میں کے اول لاوی بن برخیا ہیں ۔ اور یہ وہ بزرگ ہیں قوم بنی اسرائیل سے غائب ہوگئے تھے ۔ پھر ظاہر ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے پھر شریعت کو انہی کے ذریعہ خراب ہو جانے کے بعد جاری فرمایا ۔ اور یہی بزرگ شاہ قرسطیا سے لڑے یہانتک کہ اسکو قتل فرمایا ۔

حضور سرور عالمؐ :- میری امت کی مثال بنی اسرائیل کی سی ہو بہو ہے ۔ ہمارا بارہواں وصی بھی حالت غیب میں رہیگا ۔ یہانتک کہ نہیں دکھلائی دیگا ۔ وہ کسی کو اور میری امت میں سے کوئی شخص نہ پائے گا ۔ اسکو اور وہ زمانہ بھی ایسا آئیگا ۔ کہ دنیا میں نام کے سوائے نہ اسلام اور نہ سوائے اسم الخط کے قرآن بس اسی زمانہ میں خدا سبحانہ تعالیٰ اسکو ظاہر ہونیکی اجازت دیگا ۔ اور پھر خدائے تبارک و تعالیٰ اسلام کو اسی کے ذریعہ سے ظاہر فرمائے گا ۔ اسکو زندہ کریگا ۔ طوبیٰ اسی کیلئے ہے جو اس سے محبت کرے ۔ اور اسکی متابعت اور وہ اس کیلئے ہے ۔ جو اسکے ساتھ بغض رکھے ۔ اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو ۔

آنحضرت صلعم کی کلام صداقت التیام سنکر نعثل یہودی نے ذیل کے اشعار منظوم کئے۔ ؎

صلی اللہ ذو العلے علیك یاخیر البشر انت النبی المصطفے والہاشمی المفتخر

خدای بزرگ اور برتر تجھپر درود بھیجے اے سب آدمیوں سے بہتر۔ تو نبی برگزیدہ ہے اور تمام ہاشمیوں کا جائے فخر ہے

لکم ھدانا ربنا وفیك ترجو ما امر ومعشر سمیتہم ائمۃ اثنا عشر

آپ کے ذریعہ خداتعالیٰ نے ہمکو ہدایت دی اور احکام الٰہی آپ سے ملے۔ اور بارہ ذوات مقدسہ جن کے نام آپ نے لئے۔

حباھم رب العلی ثم اصطفاھم من کدر قد فاز من والاھم وخاب من عادی الزمر

انکو خداتعالیٰ نے تمام الائش سے پاک وصاف کیا۔ وہ ماجور ہوگا جس نے انکی محبت کی وہ سزایاب ہوا جس نے دشمنی کی

اخرھم یسقی الضماء وھو الامام المنتظر وعترتك الاخیار لی والتابعین ما امر

اور آخری انکا پیاسا کو سیراب کریگا اور وہی امام منتظر ہے۔ اور آپکی نیک اولاد ہمارے لئے اور تمام امت کیلئے ہے۔

من کان عنہم معرضا فسوف تصلاہ سقر

اور جو کوئی اُن سے خلاف ہوگا پھر اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(ینابیع المودت باب ۷۶ صفحہ ۳۶۹) (ماثر الباقریہ صفحہ ۱۷) (ومناقب اخطب خوارزم)۔

بیسویں حدیث شریف:۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہے جبکی مفصل بحث پیچھے گذری حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ ودیگر احادیث صحیحہ بشریہ امامت پڑھیئے اولی الامر وخلفاء اثنا عشر کی امامت وخلافت بلافصل کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ بعد النبی خیر البشر خلفاء سید البشر یہی آئمہ اثنا عشر ہیں۔

اکیسویں حدیث امارت:۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ شیر خدا صلوات اللہ علیہ کے امارت اور وصی کا ثبوت روضہ ندیہ میں ہے کہ جب وفد ثقیف آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب رسول خدا صلعم وفد کیطرف مخاطب ہوئے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم لوفد ثقیف لتسلمن اولا بعثن علیکم رجلا منی اوقال من نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ماتمنیت الامارۃ الا یومئذ فجعلت انصب صدری وجاء ان یقول ھوھذا فالتفت الی علی واخذ بیدہ وقال ھو ھذا ھوھذا (روضہ ندیہ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صفحہ ۱۱۸) **ترجمہ:۔** عبدالرزاق نے اپنی جامع میں اور ابو عمر نمری اور ابن سمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے وفد ثقیف سے فرمایا کہ تم لوگ

اسلام لاؤ گے یا ہم ایسے شخص کو تم پر بھیجیں جو ہم سے ہو یا مثل میری جان کے ہو کہ تمہاری گردنوں کو مار یگا اور تمہاری اولاد کو قید کر یگا۔ اور تمہارے مال کو لیگا حضرت عمر نے کہا کہ قسم خدا کی میں نے کبھی امارت کی تمنا نہ کی۔ جناب عمر نے باوجود دو بار خیبر میں شکست کھا نیکے فرمان لاعطین الرایۃ کا سنکر تمنائے امارت کی تھی۔ مگر آرزو پوری نہ ہوئی۔ مگر اس روز کہ اپنے سینہ کو اونچا کرنے لگا اس امید پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف اشارہ فرماویں مگر حضور انور صلعم جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے وہ شخص یہ ہے۔

بائیسویں حدیث شریف: سید علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور حاجی عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد نے اپنی تفسیر میں زیر آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ میں لکھا ہے۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو یعلم الناس متی سمی علیؑ امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی بذالک وادم بین الروح والجسد حین قال الست بربکم قالوا بلی فقال اللہ تعالی انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم۔ ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگ یہ جانتے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کب سے امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے تو انکی فضائل سے منکر نہ ہوتے خداوند کریم نے جناب علی المرتضیٰ کا نام امیر المومنین اسوقت رکھا جبکہ حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اسوقت اللہ تعالی نے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ ارواح عالم نے عرض کیا۔ ہاں اے پروردگار پس اللہ تعالی نے فرمایا میں تمہارا رب ہوں اور محمد صلعم تمہارا نبی ہے اور علیؑ تمہارا امیر ہے۔ (زیادہ دیکھو عبقات الانوار جلد سوم ص ۳۳)

علی کا مرتبہ اللہ اکبر　　خدائی تیغ دی احمدؐ نے دختر

علی امام منست ومنم غلام علیؑ　　ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

نوٹ: جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل کے ثبوت میں ثبوت خلافت حصہ اول دیکھو جسمیں آیات بینات اور احادیث سرور کائنات صلعم سے مکمل استدلال کیا گیا ہے۔

مختصر حالات آئمہ اثنا عشر آل سید البشر علیہم الصلوٰۃ والسلام

پہلا امام سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام جناب علیؑ ابن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی۔ آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوالحسن وابو تراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا آپ پہلے ہی ہاشمیہ تھیں۔ کہ خاندان ہاشمیہ میں منسوب ہوئیں۔ اور اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی علیہ السلام عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اور از روئے مواخات رسول اللہ صلعم کے بھائی تھے حضرت فاطمہ سیدۃ النساء العالمین بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شوہر تھے۔ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں تھے۔ اور عالم ربانی مشہور شجاع۔ بے نظیر زاہد۔ بے بدل اور مشہور و معروف خطیب تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کر کے خدمت رسالت صلعم میں پیش کیا تھا۔ آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ تھے۔ اور ابو السبطین معظمین تھے۔ صحابہ و علماء کا اس پر اجماع ہے۔ کہ آپ اسلام میں قدیم ہیں۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں بُعث رسول اللہ صلعم یوم الاثنین واسلمت یوم الثلثاء کہ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے۔ اور سہ شنبہ کے روز میں آپ پر ایمان لایا اسوقت آپکی عمر آٹھ سال یا نو کی تھی۔ حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپنے ابتداء عمر سے ہی کبھی بُت نہیں پوجے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ شریف کو ہجرت کی تو آپکو مکہ میں رکھ کر اپنی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو پہنچا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ اسکی تعمیل کر کے حکم کے موافق مع اہل عیال کے مدینہ شریف میں حاضر ہو گئے۔ آپ بدر اور احد اور تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ سوائے جنگ تبوک کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپکو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑ آئے تھے۔ تمام لڑائیوں میں آپکے آثار مشہور ہیں۔ اور اکثر موقعوں پر آپکو خود جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھنڈا عطا فرمایا ہے۔

سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپنے سولہ زخم کھائے تھے۔ صحیحین سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ صلعم نے جھنڈا آپکو عطا فرمایا تھا۔ اور یہ خبر دیدی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ آپکی شجاعت اور زور کی مثالیں ایسی مشہور ہیں کہ محتاج بیان نہیں چنانچہ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آپ نے دروازہ خیبر تنہا اپنی پشت مبارک پر اٹھایا اور مسلمانوں کو اُسپر سوار کر کے قلعہ کے اندر پہنچا دیا اور پھر اٹھا کر پھینکدیا۔ یہ دروازہ بیچ چالیس آدمیوں کا زور کا

بغیر نہ ہلا ابن اسحق نے مغازی میں اور ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا لیا اور اس سے اپنی ڈھال کا کام لیکر برابر لڑتے رہے اور جب قلعہ فتح ہو گیا تو اسکو اٹھا کر پھینک دیا اس کے بعد اسی آدمیوں نے اس دروازے کو لوٹا دینے کا ارادہ کیا مگر ان سے کھسکا تک نہیں (دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی مسمیٰ مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۹۰)

فضائل سبحانی جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ حسب و نسب میں جناب رسول اللہ صلعم کے ہم سر تھے۔ آپ کا رشتہ خون ایک ہی تھا۔

(۲) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپکو اپنا جان و تن اور روح بدن سمجھتے تھے۔ لحمک لحمی دمک دمی ونفسک نفسی وجسمک جسمی فرمان نبوی شاہد ہے ؎

گر لحمک لحمی یہ حدیث نبوی ہے ۔۔۔ بے صل علیٰ نام علیؑ بے ادبی ہے۔

(۳) حسب ارشاد نبوی انا و علی من نور واحد جناب رسول صلعم اور آپکی خلقت ایک نور سے تھی

(۴) آپ داماد جناب رسول اللہ صلعم نبی آخر الزمان کے تھے! اور داماد بھی کیسے جناب خیر النساء سیدہ معصومہ خاتون قیامت دو جہان کی عورتوں کے سردار کے خاوند اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ سرداران بہشت و فرزندان نواسہ ہائے رسول مقبول صلعم کے باپ۔

(۵) آپکو اور آپکی پاک و مقدس بی بی اور آپکے دونوں صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوی صلعم کے ساتھ خطاب کیا ہے۔

(۶) آپ گیارہ معصوم و پاک اماموں کے باپ ہیں۔ آپکی اولاد قیامت تک سید سردار رہیگی۔ آپکا آخری فرزند سیدنا امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام مامور من اللہ و خلیفۃ اللہ قیامت کے نزدیک ظاہر ہوگا اور دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا۔ تمام دنیا مسلمان ہو گی اور جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انکے پیچھے نماز پڑھینگے۔ آپ تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی ولائیت کے سرتاج ہیں۔

(۷) جناب امیر المومنین کی غذا و لباس سادہ تھی کسب حلال کے واسطے مزدوری کر لیا کرتے تھے۔ اکثر جو کی روٹی کھاتے تھے۔ کبھی سوال نہ رد فرماتے تھے۔ سب سے زیادہ سخی۔ عابد و زاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت و عرفان کامل آپکو نصیب تھا۔ خدا تعالیٰ کا یقین اس درجہ کمال تک رکھتے تھے کہ فرمایا۔ لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا یعنی اگر پردہ الٹ جاتا تو میرا یقین نہ بڑھتا۔ آپ دنیا کو محض بے حقیقت جانتے تھے۔ دنیاوی اسباب کچھ نہ تھا۔ موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ جو کچھ کماتے راہ خدا میں لٹاتے۔ اکثر زمین پر بیٹھے یاد خدا میں مشغول رہتے۔ آپ نہایت مہمان نواز تھے۔ آپ علم میں حضرت آدم علیہ السلام سے۔ درجۂ خلت میں حضرت ابراہیمؑ سے۔

ہیبت میں حضرت موسیٰؑ سے اور عبادت میں حضرت عیسیٰؑ کے مشابہ تھے۔ آپ نے کسی پر ظلم کیا اور نہ کسی کا مال غصب کیا۔ اور نہ کسی کو برا کہا۔ خندہ پیشانی و تبسم چہرہ تھا۔

(۸) آپ نے ناجائز طور کسی کا خون نہ کیا۔ اپنے مقابل حریف و دشمن سے مکر و فریب حیلہ و چالبازی نہ کی۔ قیدیوں سے نرمی برتی۔ کبھی فتنہ فساد کے گرد نہ پھرے۔ حق تلفی ہوئی۔ باغ فدک چھین گیا۔ خمس بند ہوا۔ خلافت ہاتھ سے جاتی رہی۔ قتل کی دھمکی ملی۔ مکان پر آگ لگانے کی دھمکی دیگئی مگر آپ نے صبر و تحمل کیا اور مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالا۔ ہمیشہ اسلام کی حمائیت و اشاعت میں مشغول رہے۔ (۹) آپ بہت ہی فصیح البیان و حاضر جواب تھے۔ فیصلہ مقدمات مطابق کتاب اللہ و سنت کرتے۔ آپ نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت میں سینکڑوں انکے فیصلے توڑے۔ اور انکو صراط مستقیم پر رکھا۔ حضرت عمر ہمیشہ آپکی شان میں کہا کرتے تھے۔ لولا علی لہلک عمر۔ اگر حضرت علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی۔ اے علیؑ مجھکو آپکے بعد اللہ زندہ نہ رکھے۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۵۴)

(۱۰) آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ مجھے اسکا شان نزول اور مقام نزول معلوم نہ ہو اور نیز یہ کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے خدا نے مجھے قلب عاقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۴۹ مطبع صدیقی)

(۱۱) ایک یہودی آپکے پاس آیا اور پوچھنے لگا۔ کہ ہمارا خدا کہاں ہے۔ اس سوال سے آپکا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ کسی زمانہ میں نہ تھا۔ اور بعد میں ہو گیا نہ اسکے لئے کینونیت امکان ہے۔ نہ کیف اسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ وہ ہر ابتدا کی ابتدا۔ اور ہر انتہا کی انتہا ہے۔ اور اسکے سوائے اور تمام انتہائیں خاتمہ پذیر ہیں۔ یہ سنکر یہودی فوراً ایمان لے آیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۹۹ سطر ۵۔ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۲۷

(۱۲) معاویہ بن ابوسفیان امیر شام نے حضرت ضرار بن حمزہ اصحاب جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السّلام سے کہا کہ کچھ اوصاف حضرت علی علیہ السّلام کے میری روبرو بیان کرو۔ اس نے کہا کہ معاف کیجئے معاویہ نے اسکو قسم دی حضرت ضرار نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سب سے زیادہ زاہد اور متقی و پرہیز گار تھے۔ نہایت ہی بہادر اور طاقتور۔ انکا قول فیصل اور انکا حکم انصاف تھا۔ اور علم انکی طرف جاری اور زبان حکمت سے پر تھی دنیا اور زینت دنیا و آرائش سے بالکل نفرت کرتے تھے اکیلا رہنا پسند کرتے اور تمام

وبلیات پر صبر کرتے۔ ہمیشہ متفکر رہتے۔ آنسو جناب کی ہمیشہ جاری رہتیں۔ خوراک و پوشاک سادہ اور قناعت کرنے والے تھے۔ اپنے آپکو ایک عام مسلمان جانتے تھے۔ اگر کوئی سوال پوچھتا تو جواب دیتے ورنہ چپ رہتے۔ باوجودیکہ ہم ان سے زیادہ نزدیک رہتے اور ہم مجلس تھے۔ لیکن ہم پر انکا رعب ایسا طاری رہتا کہ کچھ بول نہ سکتے تھے۔ اہل دین کی عزت کرتے مسکین لوگوں پر زیادہ مہربانی فرماتے جھوٹھ کو نہ سنتے اور کمزور کا انصاف فرماتے اکثر رات کیوقت ریش مبارک کو پکڑ کر روتے جاتے اور فرماتے کہ اے دنیا میں تیرے حسن پر مغرور نہ ہونگا اور تجھ سے فریب نہ کھاؤں گا مجھ سے سوا کسی اور کو لالچ دے میں تجھ سے بیزار ہوں افسوس کہ تیری محبت مجھ سے دور ہے اور تجھکو تین طلاق بائین دے چکا ہوں تیری عمر تھوڑی ہے اور خطرہ زیادہ ہے آہ آہ سفر خرچ تھوڑا ہے اور سفر دور ہے اور راستہ کا ڈر ہے معاویہ یہ سنکر رونے لگا اور کہنے لگا خدا تعالیٰ ابوالحسنؑ پر رحمت کرے اور وہ انہی صفات میں موصوف تھے اور جو کچھ تونے بیان کیا ہے سب سچ ہے (صواعق محرقہ فارسی ص۲۲۹)

۱۳۔ حضرت سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایکدن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں۔ قوموں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کے گھر میں اس پرانے بوریئے کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو ہمارے آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اسکے طرف جانے والے ہیں سوید کہتے ہیں بخدا آپ کی کلام نے مجھے رلا دیا (ارجح المطالب باب دل ص۱۸۴ جناب امیر علیہ السلام کا فرش)

۱۴۔ جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے میں وہ شخص ہوں جس نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی یعنی میں سب سے پہلے اسلام لایا ہوں (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص۲ دوم)

۱۵۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد کوئی شخص نہ کہیگا مگر جھوٹھا۔ میں نے سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑھی (ایضاً ص۶) (میزان الاعتدال ذہبی جلد دوم ص۱۱ مطبوعہ مصر)

(۱۶) جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے سوا اس امت میں کسی کو نہیں جانتا کہ میرے برابر خدا کی عبادت کی ہو کہ میں نے اللہ کی نو برس عبادت کی پہلے اس سے کہ کوئی اس امت میں سے عبادت کرے۔ (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص۶)

معیار معرفت منافق و مومن یہ ہے کہ جناب امیر کا دشمن منافق اور آپکا دوست مومن ہے ؎

منافق اور مومن کی یہ ہے نشانی جو لیں نام علیؑ کا تو بولے پیشانی (ترمذی)

(۱۷) **قضایائی مرتضویؑ** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ (بخاری) تم میں سب سے زیادہ قاضی علیؑ ہے۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ حضرت علیؑ ہم سب میں زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اگر حضرت علی علیہ السلام موجود نہ ہوتے تھے۔ اور پیچیدہ معاملات آپڑتے تھے۔ تو آپ (عمر) ہمیشہ گھبرایا کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ اور جب کبھی کسی مسئلہ میں ہم نے حضرت علیؑ سے استفسار کیا آپ نے جواب باصواب فرمایا۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ سوا حضرت علیؑ کے اور کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت علیؑ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ان سے بڑھکر سنت کا واقف اب کوئی باقی نہیں رہا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور صـ۹۲ وصواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صـ۲۱۶)

(۱۸) شریح بن ہانی نے جناب بی بی عائشہ سے موزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا آپ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھو۔ (ارجح المطالب باب۳ صـ۱۵۴ بار اول)

(۱۹) عبدالرحمٰن بن اذینۃ العبدی اپنے والد اذینہ بن سلمۃ العبدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں۔ حضرت عمر نے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھ (ارجح المطالب باب۳ صـ۱۵۴ بار اول)

(۲۰) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابوالحسنؑ نہ ہوں۔ (رواہ احمد ارجح المطالب باب۳ صـ۱۵۴)

(۲۱) حضرت عمر ابن خطاب سے کہا گیا اگر کعبہ کے زیورات کو آپ لیکر مسلمانوں کے لشکر میں آپ صرف کردیں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں۔ عمر نے جناب امیر علیہ السلام سے اس امر کی نسبت پوچھا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خداتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جسکو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جرمانہ ہے اسکو مستحقوں پر بانٹا ہے اور ایک مال خمس ہے وہ خدا نے جنکو دینا تھا دیا اور ایک زکوۃ ہے وہ بھی جنکا حق تھا انکو دینے کا حکم دیا پس ان دونوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا۔ خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے بھولکر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسے اسیطرح برقرار رہنے دو جسطرح پر خدا نے اور خدا کے

رسول صلعم نے اسے رہنے دیا حضرت عمر کہنے لگے اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی ۔ (ارجح المطالب باب ۳ صفحہ ۱۵۵)

(۲۲) حضرت عمر حجر اسود کے پاس آئے اُسے چوما پھر کہنے لگے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ سکتا ہے نہ فائدہ دے سکتا ہے اگر میں نے آنحضرت صلعم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے چومتے تھے تو میں بھی تجھکو نہ چومتا ۔ (بخاری پ ۶ کتاب المناسک صفحہ ۸۱ مطبع احمدی لاہور) حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ اے عمر یہ فائدہ اور ضرر دے سکتا ہے ۔ قیامت کے دن اسکی آنکھیں ہونگی ۔ اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دیگا ۔ حضرت عمر نے کہا اے ابو الحسن جہاں تم نہ ہو ۔ وہاں اللہ مجھکو نہ رکھے ۔ (حاشیہ ایضاً) روضتہ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۵۵ ۔ ارجح المطالب باب ۳ صفحہ ۱۵۶)

(۲۳) لوگ جناب عمر ابن خطاب کے پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زناہ کیا تھا ۔ جناب عمر نے اس کے رجم (پتھراؤ کرنا) کا قصد کیا حضرت علی علیہ السلام نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپکو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے ۔ حضرت عمر نے کہا کیا فرمایا ہے ۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے ۔ مجنون سے جبتک کہ وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے جبتک وہ بالغ نہ ہو ۔ اور سوئے ہوئے سے جبتک کہ وہ نہ جاگے پس جناب عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا ۔ (ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۵۷ اور بقول ابو داود تکبیر پڑھنے لگے (ابو داود مترجم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۱۱۷ سطر ۶)

(۲۴) حضرت عمر نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنی تھی ۔ پس جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وحمله وفصاله ثلاثون شهرا بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچہ کا دودھ چھڑانا دو برس کے بعد ہے ۔ وفصاله فی عامین پس حمل کی مدت چھ ماہ ہوئی ۔ اور دودھ چھڑانیکی دو برس پس حضرت عمر نے اسکو رجم کرنے سے چھوڑ دیا ۔ اور کہا لولا علیؑ لهلک العمر (ارجح المطالب صفحہ ۱۵۷) ؎

علیؑ گر میرا مولا نہ ہوتا عمر کے منہ کبھی لولا نہ ہوتا

(۲۵) حضرت عمر کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس عورت نے اپنی زنا کا اقرار کیا حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنیکا حکم دیا راہ میں جناب علیؑ نے دیکھا اور حضرت عمر سے کہا کہ تم نے اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیا حضرت عمر نے کہا ہاں

عورت نے میرے پاس اپنے فجور کا اعتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر تو تمہارا یہ حکم ہے اور اسکے پیٹ میں جو کچھ ہے اسپر تمہارا کیا حکم ہے۔ پھر جناب علیؑ نے فرمایا شاید تم نے اسکو جھڑکا اور دھمکایا ہوگا حضرت عمر نے کہا ہاں میں نے دھمکایا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا شاید آپ نے نہیں سنا ہے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بعد تشدد کے اعتراف کرنیوالے پر حد نہیں ہے۔ جسکو کہ آپ نے قید کیا اور دھمکایا پس اسکا اقرار نہیں حضرت عمر نے اسکو چھوڑ دیا اور کہا عجزت النساء ان تلدن مثل علیؑ ابن ابی طالبؑ یعنی عورتیں جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔ (ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۵۶)

(۲۶) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمر نے اوسکے اور اسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا۔ اور اسکے مہر کو بیت المال میں رکھا۔ اور کہا کہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہ ہونگے۔ یہ بات حضرت علیؑ کے پاس پہنچی آپنے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو بدلے اس حظ کے کہ اس سے مرد کو حاصل ہوا ہے مہر دلانا چاہیے۔ اور جب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اس کے ساتھ نکاح کرے۔ پس حضرت عمر نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جہالتوں کو سنت کیطرف رد کرو۔ پس حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام کے قول کی طرف رجوع کیا۔ (ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۵۸)

(۲۷) حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اس سے انصاری کا وصال میسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینک دیا اور اسکی سفیدی کو اپنے کپڑے اور جنگاسوں پر چھڑک کر حضرت عمر سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں مقام پر رسوا کیا ہے۔ حضرت عمر اس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہوگئے۔ جناب مرتضیٰؑ انکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکتی ہے۔ اے امیر المومنین آپ میری بات میں جلدی نہ کریں۔ آپکو میری بیگناہی ثابت ہو جائیگی۔ حضرت عمر نے جناب مرتضیٰؑ سے کہا آپ اس عورت کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں۔ جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کے کپڑے پر سفیدی کو دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر گانٹھا ہے۔ تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ۔ جب لوگ پانی اٹھا لائے آپ نے اس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا۔ کپڑے سے انڈے کی سفیدی پھولکر اٹھ آئی۔ پھر آپنے اسے سونگھا تو اس میں سے انڈے کی بساند آنے لگی۔ آپنے اس عورت کو دھمکایا اس نے اقرار کیا کہ میں نے مکر

کا نتھا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب امیر علیہ السلام کی برکت سے اس انصاری سے عقوبت کو دفع کیا۔
(ارجح المطالب باب سوم ص۱۵۹)

خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر کی طرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کیطرح سے فعل کراتا ہے۔ جناب ابوبکر نے صحابہ سے شورہ کیا بعض نے کہا اسکو قتل کرنا چاہئے بعض نے کہا سنگسار کیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا عرب کے لوگ مثلہ کرنیکو بہت برا جانتے ہیں آپ کی اسمیں کیا رائے ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہئے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔ (ارجح المطالب ص۱۶۱)

(۲۸) محمد بن یحییٰ بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو جورؤیں تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اس نے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا۔ پھر اسی برس میں حبان مرگیا انصاریہ عورت کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرافعہ حضرت عثمان کے پاس لیگئے حضرت عثمان نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لیگئے جناب علی علیہ السلام نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھا لے کہ تجھے تین حیض نہیں گذرے تو تجھے میراث میں شریک کیا جائیگا پس انصاریہ نے حلف اٹھائی اور وہ میراث میں شریک کیگئی۔ (ارجح المطالب باب سوم ص۱۶۱)

(۲۹) جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا۔ ہر ایک انمیں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو انکے فیصلہ میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کیخدمت میں فیصلہ کے لئے بھیجدیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھئے کو لاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے۔ لڑکے کی ماں چلانے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیں۔ دوسری عورت لجنیبہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر علیہ السلام نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی اصلی ماں کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا لڑکا مرگیا اس زندہ لڑکے کیواسطے تنازع ہوا۔ ارجح المطالب باب سوم ص۱۶۳)

(۳۰) امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان پاس ایک عورت آئی جسکا بچہ چھ مہینہ میں پیدا ہوا تھا آپنے اسکے رجم کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس پر رجم نہیں ہوسکتا۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں

وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلَاثُوْنَ شَھْرًا آدمی کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُتِمَّ الرَّضَاعَۃَ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلاویں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔ تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اسوجہ سے رجم نہیں حضرت عثمان نے یہ سنکر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے تاکہ اسکو رجم نہ کریں دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی۔ حضرت عثمان کی لاعلمی کے سبب مفت کی جان گئی (کشف المغطاء عن کتاب المعطا باب رجم صفحہ ۵۳۵ مطبع صدیقی لاہور)

(۳۱) سعید بن المسیب سے روایت ہے ایک شخص شام والوں میں سے (ابن جیبری) نے اپنی عورت کیساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مرد عورت دونوں کو۔ معاویہ بن ابوسفیان حاکم شام کو اسکا فیصلہ دشوار ہوا انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم حضرت علیؑ سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ ابوموسیٰ نے حضرت علیؑ سے پوچھا حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں تمکو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو۔ کہاں یہ امر ہوا۔ ابوموسیٰ نے کہا مجھے معاویہ ابن ابوسفیان نے لکھا ہے۔ کہ میں آپ سے اس مسئلہ کو پوچھوں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں ابوالحسنؑ ہوں اگر چار گواہ کو نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جائے (کشف المغطاء عن کتاب الموطا صفحہ ۴۷۹ مطبع صدیقی لاہور۔

(ف) حضرت علیؑ قضایا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اسقدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہو گئی۔ قضیۃ ولا اباحسن لھا۔ یہ ایک جھگڑا ہے اور کوئی اباحسن نہیں ہے (ایضاً)

(۲) **ابو محمد امام حسنؑ بن امام علی المرتضیٰؑ کے** ان کا نام حسنؑ۔ کنیت ابو محمد۔ لقب نقی اور سید۔ ہجرت کے تیسرے سال نصف رمضان کو مدینے میں بطن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ سے پیدا ہوئے۔ ساتویں روز انکے نانا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا عقیقہ اور ختنہ کیا۔ اور اسی روز انکا نام حسنؑ رکھا۔ انکا سراپا پیغمبرؐ صاحب کے سراپا سے بہت ہی ملتا جلتا تھا یعنی سر سے سینہ تک پیغمبرؐ صاحب کے بالکل مشابہ تھے۔ اسکی تائید اُس اثر سے خوب ہوتی ہے۔ جسے طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر امام حسنؑ کو اپنے کندھے پر چڑھائے ہوئے فرما رہے تھے کہ بخدا یہ پیغمبرؐ صاحب کے بہت ہی مشابہ ہیں علیؑ سے تو کچھ بھی نہیں ملتے۔ اور علیؑ تھے کہ اسی موقع پر کھڑے مُسکرا رہے تھے۔ پیغمبرؐ صاحب نے انکے اور ان کے بھائی امام حسینؑ کے حق میں فرمایا کہ یہ دونوں جوانان بہشت کے سردار ہیں حضرت

امام حسنؑ نے ۴۹ھ ہجری میں انچاس برس کی عمر کو پہنچ کر مدینے میں وفات پائی انکے پیچھے گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کل بارہ اولادیں باقی رہیں صاحبزادی کا نام توام ام الحسنؓ تھا۔ اور صاحبزادوں کے نام عبداللہؓ قاسمؓ حسنؓ۔ زیدؓ۔ عمرؓ۔ عبیداللہؓ۔ عبدالرحمنؓ۔ احمدؓ۔ اسمعیلؓ۔ حسینؓ۔ عقیلؓ تھے۔ انمیں اہل العقب یعنی جن سے آگے کو نسل چلی ذیل کے صرف پانچ حضرات ہیں حسنؓ۔ زیدؓ۔ حسینؓ۔ عقیلؓ۔ ام الحسنؓ۔

حسن جن کو مثنیٰ بھی کہتے ہیں اپنے وقت کے تمام علماء وفضلاء کے امام اور عباد و زہاد کے مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے۔ ۹۷ھ میں کچھ اوپر پچاس برس کی عمر پاکر انتقال کر گئے۔ اور اپنے پیچھے چھ صاحبزادے محمد۔ عبداللہ۔ ابراہیم۔ حسن۔ جعفر۔ داؤد۔ اور پانچ صاحبزادیاں زینبؓ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ ملکیہ۔ ام القاسم۔ چھوڑیں حسن مثنیٰ کی اولاد ذکور میں۔ عبداللہ اپنے سب بھائیوں میں ممتاز تھے جنکو المحض کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ منصور عباسی نے جب انکی شہرت مرجعیت کی عام خبریں سنیں تو مدینے سے بلا کر قید کر لیا۔ اور انہوں نے ۱۴۵ھ کو قیدخانے ہی میں انتقال کیا۔ انکے پانچ صاحبزادے تھے۔ محمد النفس الزکیہ۔ ابراہیم النفس الرضیہ۔ یحیی النفس المرضیہ ادریس۔ موسیٰ۔ محمد النفس الزکیہ اس وجہ سے کہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ قابل۔ سب سے زیادہ دانشمند۔ سب سے زیادہ خوش رو تھے۔ اپنے والد عبداللہ المحض کو بہت عزیز تھے۔ جب عبداللہ المحض کا منصور عباسی کی محبس میں انتقال ہو گیا۔ تو اہل حجاز نے محمد النفس الزکیہ سے بیعت کی اور انکو اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کر کے منصور عباسی پر خروج کیا۔

منصور عباسی نے یہ خبر سنکر ایک لشکر جرار مدینے کیطرف روانہ کیا۔ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور کئی روز تک نہایت سختی کیساتھ کشت وخون ہوتا رہا۔ آخر محمد النفس الزکیہ عباسیوں کے ہاتھ سے عین معرکے میں شہید کئے گئے اور بقیع میں مدفون ہوئے انکے بعد ان کے بھائی ابراہیم النفس الرضیہ نے علم امامت اونچا کیا۔ عراقیوں کے ایک جم غفیر نے ان سے بیعت کی اور دوبارہ منصور عباسی پر خروج کرنیکی غرض سے لشکر کی ترتیب دی۔ موضع باخمرا میں دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی اور ایک عام خونریزی کے بعد ابراہیم شہید کر دیے گئے۔ پھر آگے چل کر ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں عبداللہ المحض کے تیسرے فرزند یحییٰ النفس المرضیہ نے امامت کا دعویٰ کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں ہارون الرشید کے اشارے سے زہر ہلاہل دیکر مار ڈالے گئے۔ انکے بعد ادریس نے مغرب میں امامت کا جھنڈا اونچا کیا۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ موسیٰ نے نہ تو خلافت میں کسی طرح کی نزاع کی۔ اور نہ مدعی امامت ہوئے۔ اسیوجہ سے جبتک زندہ رہے

تمام خرخشوں اور جھگڑوں سے محفوظ رہیں اور خلفائے عباسیہ اور معاندین اہلبیت کی ریشہ دوانیوں سے بےخوف و مطمئن زندگی بسر کی۔
حسن مثنیٰ کے دوسرے صاحبزادے جنکو حسن مثلث کہتے تھے اپنے بھائی عبداللہ کیساتھ منصور عباسی کی مجلس میں مقید تھے عبداللہ کے
انتقال کے بعد منصور کی رائے ہوئی کہ حسن مثلث سے محض بیمار لیکر چھوڑ دیا جائے مگر بعض حاسدان اہلبیت کے کہنے سننے سے اسکی رائے بدل گئی اور حسن مثلث زندہ قید
ہی کی حالت میں وفات پائی۔ حسن مثلث کے بیچھے اگرچہ انکی کئی اولادیں باقی رہیں مگر سب میں زیادہ فاضل سب میں زیادہ معتقد سب
میں زیادہ شجاع دو صاحبزادے علی اور عباس تھے۔ پھر انمیں علی بڑی قدر و منزلت کے آدمی تھے۔ اور بلحاظ عبادت
و زہد اور ورع و تقویٰ حسنیین میں بالکل اسی مرتبہ کے تھے جیسے امام زین العابدینؑ حسینیین میں۔ علی کی بھی
کئی اولادیں تھیں مگر سب میں زیادہ قابل اور ہوشیار حسین تھے جنہوں نے حجاز میں دعوے امامت کیا اہل حجاز
اور عراقیوں نے ان سے بیعت کی اور اپنا امام برحق تسلیم کیا۔ منصور کا پوتا مہدی کا بیٹا ہادی ان دنوں کرسی خلافت
پر متمکن تھا۔ اسکو یہ خبر پہنچی تو ایک نہایت خونخوار فوج حجاز کو روانہ کی۔ علی عمرہ کرنیکی غرض سے مکہ گئے ہوئے تھے
اور ابھی محرم ہی تھے کہ لشکر ہادی نے موضع فخ میں جو مکے اور تنعیم کے درمیان میں ہے انکو قتل کر ڈالا۔ ان کے
ساتھ اہلبیت کی ایک جماعت بھی قتل کیگئی جنمیں سلیمان بن عبداللہ بن حسین اور عبداللہ بن حسین بن علی
زین العابدینؑ بھی موجود تھے۔ حسن مثنیٰ کے تیسرے صاحبزادے ابراہیم ہیں جو اسوجہ سے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت ہی ملتے جلتے تھے الشبیہ کے ساتھ پکارے جاتے تھے انکی بھی کئی اولادیں
تھیں لیکن سب میں ممتاز اسمٰعیل تھے۔ نجد یمن میں اکثر امام ان ہی کی اولاد میں تھے اور جیل اور دیلم میں بھی
انکی بہت سی اولاد بستی تھی۔

امام حسنؑ بن علی المرتضیٰؑ کے دوسرے صاحبزادے جن سے آگے کو نسل چلی زید ہیں۔ یہ اور
انکے بھائی حسن مثنیٰ اور انکے ابن عم زین العابدین اس زمانے میں نہایت عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھے
جاتے اور مذہبی مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے زید نے ۱۲۰ھ میں وفات پائی اور اپنے بیچھے اپنی کئی ہونہار
اور جیتی جاگتی یادگاریں چھوڑیں جنمیں سب سے زیادہ فاضل سب سے زیادہ بزرگ حسن تھے انکی صاحبزادی نفیسہ مصر
میں ولیہ کے نام سے مشہور تھیں اور بلحاظ علم و فضل خواتین مصر بلکہ عراق و شام میں بھی انکی کوئی نظیر نہ تھی
حسن بن زید کے انتقال کے بعد انکے صاحبزادے قاسم کو دینی و دنیاوی دونوں طرح کا عروج اور
وجاہت اور وہ قدر و منزلت حاصل ہوئی کہ سادات حسنیہ کے پچھلے طبقے میں کسی کو میسر نہیں ہوئی۔
رہے امام حسنؑ بن علی المرتضیٰؑ کے باقی تین صاحبزادے انکے حالات باوجود تحقیقات کے کہیں نہیں ملے (اجتہاد)

ابو عبداللہ امام حسینؑ بن امام علی المرتضیٰؑ

انکا نام حسینؑ۔ کنیت ابو عبداللہ۔ لقب شہید اور سید اور سید الشہداء ائمہ اثنا عشر میں انکا تیسرا نمبر ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی چوتھی تاریخ منگل کے روز مدینے میں پیدا ہوئے حضرت حسنؑ کی ولادت کے پچاس روز بعد انکا علوق بطن مادر میں پڑا۔ یعنی امام حسینؑ اپنے بھائی امام حسنؑ کی پیدائش کے پچاس روز بعد اپنی والدہ کے شکم مبارک میں آئے۔ پیغمبر صاحب نے انکا بھی ساتویں روز عقیقہ اور ختنہ کیا اور اسی روز حسینؑ نام رکھا یہ سینے سے پاؤں تک پیغمبر صاحب کے مشابہ تھے پیغمبر صاحب انکے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے۔ خدا اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اور اسکو ذلیل وخوار کرتا ہے جو حسینؑ سے عداوت رکھتا ہے۔ انکے دعوائے خلافت اور شہادت کا مختصر تذکرہ ضمیمےؑ میں لکھا گیا ہے وہاں دیکھو۔ امام حسین علیہ السلام کے چھے صاحبزادے علی اکبرؑ۔ علی اصغرؑ۔ عبداللہؑ۔ محمدؑ۔ جعفرؑ۔ حسنؑ۔ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ زینب۔ سکینہ۔ فاطمہ۔ علی اکبر اور عبداللہ تو اپنے والد امام حسینؑ کے ساتھ موضع کربلا میں شہید ہو گئے۔ اور محمد اور جعفر اور حسن کم سنی ہی میں انتقال کر گئے صرف علی اصغر یعنی امام زین العابدین عمر طبعی کو پہونچے۔ اور انہی سے امام حسین علیہ السلام کی آگے نسل چلی (اجتہاد)

امام علی الاصغر زین العابدینؑ بن امام حسینؑ بن امام علی المرتضیٰؑ

یہ ائمہ اثنا عشر میں چوتھے امام ہیں انکا نام علی الاصغر کنیت ابو محمد اور ابو بکر یا ابو الحسن لقب سجاد اور زین العابدینؑ۔ ہجرت کے چھتیسویں یا اڑتیسویں سال مدینے میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام شہر بانو تھا اور وہ صاحبزادی تھیں یزدجرد بادشاہ ایران کی۔ انکے زین العابدینؑ کے ساتھ ملقب ہونیکے متعلق اہل تاریخ نے ایک نہایت ہی عجیب اور دلچسپ حکایت نقل کی ہے۔ کہ محترم امام ایک رات نماز تہجد میں مصروف تھے۔ شیطان لعین ایک نہایت خوفناک اژدہے کی صورت میں متمثل ہوکر انکے سامنے آکھڑا ہوا تاکہ انکو اسوقت کی نماز سے باز رکھے اور جب انہوں نے اسکی طرف کچھ التفات نہیں کیا۔ اور حسب دستور خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے چلے گئے تو اس نے انکے پاؤں میں کاٹ کھایا اور اس زور سے کاٹا کہ فاضل امام باوجود اس محویت اور استغراق کے جو آپکو حالت نماز میں حاصل تھا بے چین ہو گئے۔ پاؤں حد سے زیادہ ورم کر آیا اور زخم میں سے نیلا نیلا

پانی بہنے لگا۔ اس حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ امام زین العابدینؑ کو سخت تکلیف ہوئی ہوگی یہ سب سچ تھا لیکن فاضل امام اسیطرح معروف نماز تھے جسطرح مصروف ہونا چاہیئے تھا۔ اسی اثنا میں دفعتہً ایک طرف سے آواز آئی کہ یہ اصل میں اژدہا نہیں ہے۔ شیطان ہے اژدہے کیصورت میں امام زین العابدینؑ نے اس کے ایک طمانچہ مارا اور لاحول پڑھی۔ اس سے وہ اژدہا دھواں بن کر ہوا میں اڑ گیا۔ اور غیب سے آواز آئی کہ یا زین العابدینؑ اسی روز سے آپ اس لقب کیسا تھ مشہور ہو گئے یہ واقعہ کربلا میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ موجود تھے۔ مگر علالت کیوجہ سے لشکر یزید کے مقابلے میں نہ آسکے اور اسی سبب سے آخر کار یزید نے انکو رہا کر دیا۔

امام زین العابدینؑ اپنے زمانے کے مشہور اور نامور فضلا میں اول نمبر کے ممتاز فاضل تھے اور زہد و عبادت اور ورع و تقویٰ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور اسیوجہ سے مرجع الخلائق بھی تھے لوگ دور دور سے ریگستان عرب کی سخت اور دشوار گزار منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوتے اور ظاہر و باطن کے فیض سے مستفید و مستفیض ہوتے۔ عبدالملک بن مروان کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے یہ خیال کر مبادا امام زین العابدینؑ خروج کر کے خلافت کے دعویدار ہوں۔ انکو بلا کر قید کر دیا لیکن جب اسے اچھی طرح تحقیق ہو گیا کہ یہ دعویٰ خلافت کرنے اور لڑنے بھڑنے کے لوگ نہیں ہیں تو قید سے رہائی دی اٹھارہویں محرم سنہ ۹۴ھ کو انتقال کیا کہتے ہیں کہ معاندین اہل بیت کی سازش سے زہر دیا گیا۔ انکے انتقال کے بعد روئے زمین پر بجز انکی نسل کے اور کوئی حسینی نہ تھا انکی اولاد کا شمار دس کے قریب تک پہنچتا ہے۔ لیکن انکے پانچ صاحبزادے علم و فضل میں مشہور اور زہد و اتقا میں معروف ہیں۔ محمد الباقرؑ ایک یہ عمر میں سب سے بڑے اور علم و فضل میں سب سے ممتاز تھے۔ زیدؒ انکا لقب تھا صاحب المذہب انکے مناقب و فضائل تواریخ میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں اور انکی ان تصانیف مفیدہ کو بھی بعض مورخوں نے گنوایا ہے۔ جو انھوں نے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت تصنیف کی ہیں۔ آخر میں انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا اور سنہ ۱۲۱ھ میں ہشام بن عبدالملک کے لشکر نے انہیں قتل کر ڈالا انکی قبر خراسان میں ہے ان کے انتقال کے بعد انکے صاحبزادے یحییٰ دعویدار خلافت ہوئے اور انجام کار ہشام کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ انکی قبر بلاد عجم کے مشہور موضع جورجان میں ابتک موجود ہے یحییٰ کے علاوہ زید بن علی کے چھ فرزند اور بھی تھے۔ عیسیٰ۔ محمد۔ حسن۔ عبداللہ۔ عمر۔ حسین۔ مگر ان میں سے کسی نے خلافت کا دعوےٰ نہیں کیا او

آگے کو انکی نسل بھی نہیں چلی یہیں سے بنی امیہ کی دولت کا زوال اور بنو العباس کی خلافت کا آغاز ہوا۔ عباسیوں کا زمانہ اہلبیت کے حق میں بنو امیہ کے زمانے سے بھی زیادہ خطرناک تھا اس زمانے میں جو محنتیں اور تکلیفیں اہل بیت نے اٹھائیں قابل ذکر نہیں (کتاب اجتہاد)

امام محمد الباقرؑ بن علی زین العابدینؑ انکا نام محمد۔ کنیت ابو جعفر۔ لقب باقر۔ یہ امام زین العابدینؑ کے فرزند اکبر ہیں ۵۷ھ صفر کے مہینے میں جمعے کے روز مدینے میں پیدا ہوئے انکی والدہ کا نام فاطمہ تھا اور وہ صاحبزادی تھیں امام حسنؑ بن علی المرتضیٰؑ کی۔ جابر بن عبد اللہ پیغمبرؐ صاحب کے مشہور صحابی جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے موجود تھے۔ امام باقرؑ نے انکا شہرہ سُنا تو ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ جابر نے فرمایا صاحبزادے! تم کون ہو۔ امام باقرؑ نے کہا میں ہوں حسینؑ کا پوتا۔ زین العابدینؑ کا بیٹا۔ باقرؑ۔ حضرت جابر نے انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کمال الفت و مہربانی سے اپنے پاس بٹھالیا۔ اِن کا انتقال ساتویں ذیحجہ ۱۱۴ھ کو مدینے میں ہوا ستاون برس کی عمر پائی۔ مدینے کے گورستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ انکی کئی اولادیں تھیں لیکن علم و فضل کی شہرت صرف دو صاحبزادوں یعنے جعفر الصادقؑ اور عبد اللہ کو حاصل تھی۔ اول الذکر روایت و درایت اور حفظ میں انتہا درجے کا ملکہ رکھتے تھے اور عبد اللہ حفاظ حدیث میں اول نمبر کے حافظ شمار کئے جاتے تھے (از کتاب اجتہاد)

امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقرؑ انکا نام جعفر۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب صادق ۸۰ھ میں ربیع الاول کی تیرھویں تاریخ روز دوشنبہ کو پیدا ہوئے انکی والدہ کا نام ام فروہ تھا اور وہ صاحبزادی تھیں قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق کی۔ یہ اہل بیت کے موجودہ لوگوں میں نہایت بزرگ تسلیم کئے جاتے تھے۔ اور انکا تقدس و تعزز تمام اہل حجاز کے نزدیک مسلم تھا۔ علماء سادات میں اول درجے کے عالم و فاضل شمار کئے جاتے اور جود و کرم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ خلیفہ منصور کو علویوں سے اتنی عداوت تو نہ تھی جتنی اور خلفاء عباسیہ کو لیکن تاہم وہ ان لوگوں سے بدظن ضرور تھا اور اسیوجہ سے وہ کبھی انکیطرف سے مطمئن نہیں رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل بیت کے کسی دشمن نے خلیفہ منصور سے امام جعفر صادقؑ کی چغلی جا لگائی اور اُس نے اپنے مصاحب ربیع نام کو انکے بلانے کو بھیجا۔ جب یہ دربار میں پہنچے تو خلیفہ نے ایک نہایت طیش اور برہمی کے لہجے میں کہا جعفرؑ! اگر میں تم کو قتل نہ کروں تو خدا مجھکو قتل کر ڈالے۔ جب سے میرے کان میں یہ لفظ پڑے ہیں کہ تم زمین میں ہر طرف فسادات برپا کرتے پھرتے اور چاہتے ہو کہ زمین کو

مُسلمانوں کی خونریزی سے آلودہ کرو۔ میں اپنی انگلیاں چبا چبا لیتا ہوں۔ امام جعفرؑ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے فرمایا کہ نہ میں نے زمین میں کسی طرح کا فساد پھیلایا نہ پھیلانا چاہتا ہوں۔ مُسلمانوں کی خونریزی کا نہ کبھی مجھے خیال آیا۔ نہ آسکتا ہے۔ جس شخص نے آپکے دلمیں یہ خیال ڈالا ہے۔ محض جھوٹا اور مفتری ہے خلیفہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور امام جعفرؑ کو انکا ہاتھ پکڑکر اپنے تخت پر بٹھالیا۔ اور جس نے انکی چغلی کھائی تھی بلاکر قتل کرادیا۔ امام جعفر الصادقؑ کبھی عراق میں رہتے تھے اور کبھی مدینے میں عبداللہ المحض کے صاحبزادے محمد النفس الزکیہ نے جب عباسیوں پر خروج کیا ہے تو انہیں اپنے ساتھ چلنے اور عباسیوں سے لڑنے کی بڑی سختی کے ساتھ تحریک کی مگر انہوں نے اپنے بڑھاپے اور ضعف کیوجہ سے معذرت کردی اور اپنے دونوں صاحبزادوں عبداللہ اور موسیٰ کو انکے ساتھ کردیا۔

امام جعفر الصادقؑ نے رجب کی پندرھویں تاریخ روز جمعہ سنہ ۱۴۹ھ کو مدینے میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ امام جعفرؑ کے نو فرزند تھے لیکن جن پر تاریخی روشنی پڑچکی ہے پانچ ہیں۔ اسمٰعیلؑ یہ اپنے والد سے پیشتر ہی انتقال کر گئے تھے۔ اور فرقہ اسمٰعیلیہ اپنے تئیں انہی کی طرف منسوب کرتا ہے عبداللہؑ۔ محمدؑ۔ موسیٰؑ۔ اسحٰقؑ یہ پانچوں حضرات اہل فضل اور اہل روایت و درایت کے ساتھ شہرت رکھتے اور علم و فضل کے امام مانے جاتے تھے۔ انمیں سے صرف محمد نے خلافت کا دعویٰ کیا اور حجاز میں انکے لئے بیعت لی گئی۔ آخرکار ہارون الرشید کے فرزند مامون نے انکو نظربند کرلیا۔ اور یہ زمانۂ وفات تک مامون ہی کے پاس رہے۔ (از کتاب اجتہاد)

امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اسکی وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے معاصر اور ہمسر تھے۔ اس لئے انکی شاگردی کیونکر اختیار کرتے لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں لیکن فضل و کمال میں انکو حضرت امام جعفر صادقؑ سے کیا نسبت ہے۔ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہل بیت کے گھر سے نکلے وصاحب البیت ادری بما فیہا (گھر کا مالک گھر کی اشیاء کو جانتا ہے۔ (سیرۃ النعمان شبلی ص۳۶)

امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ ان کا نام موسیٰ۔ کنیت ابوالحسن یا ابوابراہیم۔ لقب کاظم انکی والدہ حمیدہ بربریہ ام ولد تھیں جنکو امام محمد باقرؑ نے

اپنے صاحبزادے جعفر کے لئے ستر دینار کو خریدا تھا۔ امام موسیٰؑ ساتویں صفر روز یکشنبہ ۱۲۸ھ کو موضع ابوا میں جو مکے اور مدینے کے درمیان میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ انہوں نے باوجود اسکے کہ خلافت کے اہل تھے کبھی دعویٰ خلافت کیا نہ کسی خلیفہ پر خروج کرنا چاہا منصور کا بیٹا مہدی یہ سنکر کہ موسیٰ کاظمؑ کے تقدس کا سکہ تمام حجاز میں بیٹھ گیا ہے۔ اور وہ خروج کا ارادہ رکھتے ہیں خود مدینے پہنچا اور امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد میں لاکر قید کر دیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مہدی نے حضرت علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس سے بطریق سرزنش و ملامت فرما رہے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الْمَهْدِیُّ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ[1] مہدی بیدار ہوا تو اس نے ربیع حاجب کو محبس میں آدھی رات کو روانہ کیا۔ وہ امام موسیٰ کاظمؑ کو اپنے ہمراہ لے آیا مہدی نے انکو آتے دیکھا تو جھٹ تعظیماً کھڑا ہو گیا معانقہ کیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ امام موسیٰؑ نہایت متانت اور خاموشی کے ساتھ مہدی کی ساری باتیں سنتے رہے۔ آخر کار مہدی بولا کہ موسیٰؑ کیا تم مجھے اطمینان دلا سکتے ہو کہ مفسدوں کے ساتھ ہو کر مجھ پر خروج تو نہیں کروگے۔ امام موسےٰؑ نے فرمایا واللہ میں نے خروج نہیں کیا اور کرونگا بھی نہیں مہدی نے یہ سنکر اپنے حاجب ربیع کو حکم دیا کہ موسیٰ کیلئے سامان سفر فوراً مہیا کر دو۔ اور دس ہزار درہم انکی نذر کر کے امن و عافیت کیساتھ مدینے پہنچا دو۔ ربیع نے راتوں رات سارا سامان سفر جمع کر دیا۔ اور صبح ہوتے ہی امام موسےٰؑ خلیفہ سے رخصت ہو کر مدینے روانہ ہو گئے۔

امام موسیٰ کاظمؑ ہارون الرشید کے زمانہ خلافت تک نہایت سکون و اطمینان سے مدینے بیٹھے رہے لیکن پھر حساد نے انکی طرف سے جھوٹی جھوٹی بے اصل باتیں ہارون الرشید کے گوش گذار کیں۔ اور اس نے انکو مدینے سے بلاکر بغداد میں قید کر دیا اور یہ قید خانے ہی میں انتقال کر گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کے وزیر اعظم نے ہارون الرشید کے ایماء سے امام موسیٰ کاظمؑ کو چھوہارے میں زہر ملاکر دیدیا اور محترم امام تین روز بعد ۱۸۳ ہجری میں روز جمعہ کو انتقال کر گئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے انتقال کے بعد انکی تیس ۳۰ اولادیں ذکور واناث باقی رہیں جنمیں علی الرضاؑ اور احمد بڑے پائے کے آدمی تھے

[1] یہ سورہ محمد کے تیسرے رکوع کی آیت ہے مفسرین نے اسکے معنے میں اختلاف کیا ہے۔ اور اختلاف پیدا ہوا تولیتم کے لفظ سے لغت تولی کے دو معنے ہیں روگردانی کرنے اور والی وحاکم ہونیکے آیت کا سیاق وسباق چاہتا ہے پہلے معنے کو۔ اسی لئے اکثر مفسرین نے یہی اختیار کئے ہیں۔ اور ہم نے بھی اسکو ترجیح دی چنانچہ ہم نے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا ہے۔ کہ (منافقوں) کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ اگر (جہاد کرنے سے) پھر بیٹھو تو (اس صورت میں بھی) لگو ملک میں فساد کرنے اور اپنے رشتوں ناطوں کو توڑنے مگر بعض مفسرین نے دوسرے معنے لئے ہیں اور وہ اس آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ اگر تم (ملک کے) حاکم قرار دئے جاؤ تو لگو ملک میں فساد کرنے اور اپنے رشتوں ناطوں

اوران دونوں میں علی الرضا خصوصیت کے ساتھ بڑے مقتدر اور صاحب علم وفضل تھے۔ (از کتاب اجتہاد)

امام علی الرضا ابن امام موسیٰ الکاظم ع۸ ان کا نام علی۔ کنیت ابوالحسن۔ لقب رضا۔ ۱۵۱ھ ہجری ربیع الاول کی گیارہویں تاریخ روز پنجشنبہ کو پیدا ہوئے

یہ بھی ایک ام ولد کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ جس کے نام کی تعیین میں مورخوں کا اختلاف ہے۔ کوئی ام البنین بتاتا ہے کوئی خماتہ اور کسی نے نجیبہ لکھا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے بعد اسکا فرزند مامون تخت نشین ہوا۔ تو اس نے شروع شروع میں اپنے دربار میں علویوں کا وہی ادب و احترام قائم رکھا جو ان کی شان کے شایاں و سزاوار تھا۔ اور امام علی الرضاؑ سے تو اسقدر محبت ہو گئی تھی کہ بے انکے چین ہی نہیں پڑتا تھا۔ آخرکار مامون نے امام علی الرضاؑ کو اپنا ولیعہد قرار دے دیا۔ اور اب دونوں میں وہ اتحاد و اتفاق دکھائی دینے لگا جو ایک حقیقی پاک نفس مہربان بھائی کو بھائی کے ساتھ ہوا کرتا ہے امام علی الرضاؑ جب مامون سے ملاقات کرنے دربار میں جاتے تو امراء دربار نہایت جوش محبت اور تعظیم کے ساتھ ان کا استقبال کرتے اور سراپردہ جو خلیفہ کے آگے لٹکا رہتا تھا ان کے داخل ہونے کیلئے اٹھاتے تھے مگر مامون کانوں کا بہت کچا تھا اور اسکی طبیعت میں زیادہ ثبات و استقلال نہ تھا۔ بعض امراء دربار کے حسد و بغض کی وجہ سے بے تحقیق کئے امام علی الرضاؑ سے بدگمان ہو گیا۔ پہلے انہیں بیعت کی تکلیف دی اور جب وہ اس سے بیعت کر چکے تو بلاد عجم میں انہیں جلاوطن کر دیا اور اس سے بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا تو زہر دلوا کر مروا ڈالا امام علی الرضاؑ کا انتقال ولائیت طوس کے موضع سنابا میں نویں رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو ہوا (اجتہاد)

امام محمد تقی ابن علی الرضا ع۹ ان کا نام محمد۔ کنیت ابوجعفر۔ لقب تقیؑ۔ انکی والدہ کا نام ریحانہ تھا جو ماریہ قبطیہ کے قبیلے سے تھیں۔ دسویں رجب ۱۹۰ھ ہجری روز جمعہ کو مدینے میں پیدا ہوئے۔ چونکہ کمال علم و ادب اور فضل و بزرگی کے ساتھ موصوف تھے۔ حجاز و عراق کا جم غفیر ان کے فیض باطن سے مستفید و مستفیض تھا مامون الرشید کی پیشانی پر امام علی رضاؑ کی زہر خورانی کا داغ بدنامی لگتا تھا الگ کر رہا لیکن ساتھ ہی وہ اپنی اس حرکت بیجا سے نہایت ہی شرمندہ ہوا اور اس داغ بدنامی کے مٹانے کیلئے اس نے اپنی لخت جگر ام الفضل کو جو اسے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھی امام محمد تقیؑ کے نکاح میں دیکر انکے ہمراہ مدینے روانہ کر دیا۔ اور ہزار دینار سالانہ انکے خرچ کیلئے بیت المال سے بھیجتا رہا۔

مامون الرشید کا انپر اس سے مہربان ہونیکے متعلق ایک نہایت دلچسپ حکایت کتب تواریخ میں لکھی ہے کہ امام محمد تقیؑ کی گیارہ برس کی عمر تھی اور یہ محلے کے بچوں کے ساتھ بغداد کے ایک منظر عام میں کھڑے ہوئے تھے مامون شکار کیلئے باہر جاتے ہوئے ادھر سے گزرا اور لڑکے تو خلیفہ کی سواری دیکھکر بھاگ گئے لیکن امام محمد تقیؑ اسی جگہ کھڑے رہے مامون انکے قریب پہنچا تو اس نے اپنی سواری روک لی اور انکی طرف روئے سخن کر کے کہا لڑکے! تو اور لڑکوں کی طرح یہاں سے کیوں نہیں بھاگا امام محمد تقیؑ نے جواب دیا کہ کچھ ایسا تنگ تو تھا نہیں کہ میرے چلے جانے سے کشادہ ہو جاتا اور میں کسی جرم کا مرتکب بھی نہیں ہوا ہوں کہ اسکے خوف سے بھاگ جاتا علاوہ بریں میرا گمان آپکے حق میں یہ ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ آپ کسی کو ناحق تکلیف نہیں پہنچاتے امام محمد تقیؑ کا یہ برجستہ اور معقول جواب سنکر مامون بہت خوش ہوا اور اس نے دوبارہ پوچھا کہ صاحبزادے تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے والد کون ہیں۔ امام محمد تقیؑ نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے لہجہ میں فرمایا میرا نام محمد ہے اور میرے والد مرحوم کو علی الرضاؑ کہتے ہیں مامون نے یہ سنا تو فوراً علی الرضاؑ کی صورت اسکی آنکھوں تلے پھر گئی اور امام محمد تقیؑ کی محبت و وقعت اسکے دل میں گھر کر گئی شکار گاہ سے لوٹے تو وہ انہیں اپنے ہمراہ لے گیا اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور آخرکار اپنی بیٹی ام الفضل سے انکا نکاح کر دیا ۲۲۰ھ میں انکا انتقال ہوا اور اکثر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ذیقعدہ روز سہ شنبہ کو امام محمد تقیؑ نے زہر کے صدمے سے وفات پائی اکثر کہتے ہیں معتصم باللہ کے ایما سے جو مامون کے بعد خلیفہ ہوا انکو زہر دیا گیا

امام علی نقیؑ بن امام محمد تقیؑ کے انکا نام علی کنیت ابو الحسین و ابو الحسن لقب عسکری اور نقی انکی والدہ کا نام ام الفضل تیرہویں رجب ۲۱۲ھ کو مدینے میں پیدا ہوئے خلیفہ متوکل ان پر بہت مہربان تھا اور انکے علم و فضل کی انتہا سے زیادہ قدر کرتا تھا اور اسی وجہ سے دربار خلافت میں انکا وہ ادب اور احترام کیا جاتا تھا جو انکی شان کے لائق تھا لیکن معاندین اہل بیت نے کسی زمانے میں اس محترم خاندان کے لوگوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور ہمیشہ انکی تکلیف و ایذا کے درپے رہے امام علی نقیؑ کا زمانہ بھی حاسدوں سے خالی نہ تھا لیکن کسی بدخواہ اہل بیت نے خلیفہ متوکل سے جا لگایا کہ علی نقیؑ نے بیشمار خزانہ اپنے گھر میں جمع کر رکھا ہے اور بہت سے ہتھیار عراق و شام سے منگا کر فراہم کئے ہیں اگر خلیفہ نے بہت جلد اسکا تدارک نہ کیا تو کوئی دن آتا ہے کہ علی نقیؑ بغاوت کا جھنڈا اونچا کر کے ایسے فساد برپا کرینگے جنکا دفع کرنا خلیفہ کو سخت مشکل پڑ جائیگا متوکل یہ سنکر خوف کے مارے سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا اور اس نے فوراً اپنے ایک مقرب سعید نامی کو بلا کر کہا کہ آج جب آدھی رات گذر جائے تو فوج کا ایک دستہ لیکر علی نقیؑ کے مکان پر پہنچو اور غفلت کا وقت تاک کر مکان میں گھس جاؤ پھر از قسم ہتھیار و مال و دولت جو چیز گھر میں ہاتھ لگے وہ سب نکال لاؤ سعید نے نہایت چستی کیساتھ اسکا انتظام کیا اور آدھی رات گذر لی تو چند تجربہ کار دلیر سواروں کو ہمراہ لیکر امام علی نقیؑ کے مکان پر جا پہنچا مکان کے اندرونی حصے میں سکوت و خاموشی پھیلی ہوئی تھی اور سب طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا سعید اس خانہ کو خالی خیال کر کے سیڑھی کے ذریعہ مکان میں اتر گیا اور دیوانہ وار ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا امام علی نقیؑ اپنے حجرے میں مشغول نماز تھے سلام پھیر کر آواز دی کہ سعید ذرا ٹھہر جا کہ میں شمع روشن کر دوں سعید بیان کرتا ہے کہ شمع روشن ہوئی تو میں نے دیکھا کہ امام علی نقیؑ نے جسم کو بالوں کا لباس چھپائے ہوئے ہے اور خود ایک مصلے پر رو بقبلہ بیٹھے ہیں اور فرما رہے ہیں سارا گھر تمہارے سامنے پڑا ہوا ہے شوق سے تلاش کرو میں نے سارا گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر مجھے تو بجز اشرفیوں کی ایک سربمہر تھیلی اور ایک تلوار کے کچھ نہ ملا چنانچہ

میں یہ دونوں چیزیں اٹھالیں اور سور ہا میں حاضر ہو۔ خلیفہ متوکل کے سامنے رکھدیں متوکل کو اشرفیونکی سر بمہر تھیلی دیکھکر سخت تعجب ہوا۔ تعجب کیوجہ یہ تھی اس تھیلی پر متوکل کی ماں کی مہر لگی ہوئی تھی متوکل نے دربانیوں سے پوچھا کہ یہ تھیلی کیسی ہے اور اسکا قصہ کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ جس زمانہ میں آپکی رانمیں پھوڑا نکلا تھا تو آپکو یاد ہوگا کہ تمام اطبا اسکے علاج سے عاجز آگئے تھے اور ہم لوگوں کو مایوسی ہوگئی تھی اسحالتمیں علی نقی کیطرف رجوع کیا گیا۔ تو انکی دوا اور دعا سے ایک ہی دن میں پھوڑا پکا اور پھوٹا اور زخم مندمل ہوگیا اس کے شکریہ میں آپکی والدہ نے یہ تھیلی انکی خدمتمیں بھیجی تھی جو ابھی تک ویسی کی ویسی موجود ہے متوکل نے سعید سے کہا کہ اس تھیلی کیسا ایک اور تھیلی ملا کر اور تلوار بمع تلوار کا قبضہ چڑھا کر علی نقی کیخدمت میں لیجاؤ اور میری طرف معذرت کرو سعید نے فوراً تعمیل حکم کی اور امام علی نقی کیخدمت میں خلیفہ کیطرف سے اور خلیفہ کیساتھ اپنی طرف سے بہت کچھ معذرت کی امام علی نقی نے سنکر فرمایا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ انکی وفات مستنصر باللہ کے زمانہ خلافت میں آخر ماہ جمادی الاخری ۲۵۲ھ کو چالیس یا اکتالیس برس کی عمر میں ہوئی (کتاب اجتہاد)

امام حسن زکی بن امام علی نقی ؑ } انکا نام حسن کنیت ابو محمد لقب زکی عسکری انکی والدہ کا نام سوسن تھا ۲۳۲ھ کو مدینے میں پیدا ہوئے اور انتیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ بغداد کے اشارے سے انکے کھانیمیں زہر ملا یا گیا۔ اور اسی سے انکا انتقال ہوا۔

امام محمد مہدی بن امام حسن زکی } انکا نام محمد کنیت ابو القاسم لقب مہدی اور حجۃ اللہ اور قائم اور منتظر تیرھویں رمضان المبارک ۲۵۵ھ کو موضع سُرَّ مَنْ رَائے میں پیدا ہوئے انکی والدہ کا نام نرجس تھا یہ بارھویں امام ہیں جن کے بارے میں اہل تشیع کا اعتقاد ہے کہ امام محمد وہی مہدی آخر الزمان ہیں جنکی نسبت پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں میری امت بلکہ میری اہلبیت میں سے حضرت مسیح کے آسمان سے اترنے سے پیشتر ایک شخص ظاہر ہوگا جسے مہدی کہیں گے وہ روئے زمین سے کفر کی تاریکی کو مٹا کر ہر چہار طرف ایمان کی روشنی کو پھیلاویگا۔ اہل تشیع کا یہ بھی بیان ہے کہ امام محمد مہدی مثل خضر علیہ السلام کیطرح عمر جاوید دئے گئے ہیں اور زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے لیکن بالفعل آدمیوں کی نظروں سے غائب ہیں - حضرت مسیح انکی اقتدا کریں گے اور دونوں ملکر کفار سے جہاد کریں گے واللہ اعلم - وھذا اخو ما لخصناہ من الریاض المستطابۃ للفاضل یحیی بن ابی بکر العامری الیمنی (منقول از کتاب اجتہاد) مذہب سُنّی - یہ ہیں بارہ پاک امام علیہم السلام جنکے مطیع و تابعدار مذہب امامیہ اثنا عشریہ ہے انہی کے فرمان و اقوال پر عمل کرتے ہیں اور یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ ابدی حیات ہیں مگر عوام نے ان مقدس معصوم عابد زاہد علماء علم لدنی و حقیقی وارثان اسلام و پیشوایان ملت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو چھوڑ کر اور صراط مستقیم سے منہ موڑ کر اپنے علیحدہ امام پیشوا اور مجتہد بنالئے ہیں اور کئی من گھڑت اور مصنوعی فرقے بن گئے گھر گھر امام گھر گھر ولی اور گھر گھر پیر و مرشد ہوگئے۔ امت محمدیہ گمراہی میں جا پڑی۔

سبب شہادت معہ لقب و کنیت حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین

اسمائے ازواج	اسمائے اولاد معصومین ع	
	نام پسر	نام دختر
خدیجہ - ام سلمہ - ماریہ قبطیہ - ام حبیبہ - سودہ - جویریہ - خولہ - صفیہ - میمونہ - زینب - فضہ - زبابہ - ریحانہ - ام شریک - عائشہ - حفصہ -	قاسم - عبد اللہ - ابراہیم	حضرت فاطمۂ زہرا ع
جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ع	امام حسن - امام حسین - حضرت محسن	زینب - ام کلثوم
حضرت فاطمہ زہرا - خدیجہ - ام البنین و ام ہانی - زینب - ام جعفر - ام کریہ - ام حبیبہ - حنفیہ - لیلے - امامہ - اسما - ام سعیدا	حسن - حسین - محسن - عباس - محمد اوسط - عون - محمد حنفیہ - اصغر - عبد اللہ - ابوبکر - عثمان - جعفر - یحیے - عبد الرحمٰن	رقیہ - ام ربابہ - ام ہانی - حمامہ - ام سلمہ - خدیجہ - امامہ - فاطمہ - میمونہ - ام جعفر - ام حسن - صغرا - زینب - ام کلثوم - ابو عبد اللہ - ام الحسن - ام الحسین - فاطمہ کبرا
ام الحسن - ام الحسین - [illegible] - مہر - ام اسحٰق - جعدہ - [illegible] - رباب - اسماء -	زید - حسن مثنےٰ - قاسم - عمر - محمد - عبد الرحمٰن - جعفر - اسمٰعیل - ابوبکر - یعقوب - طلحہ - حمزہ	رقیہ - فاطمہ - صغرا - ام سلمہ -
شہر بانو - ام اسحٰق - ربابہ - بنت ابومرہ - ربابہ بنت ام القیس - قضاعہ -	امام زین العابدین - علی اکبر - علی اصغر - عبد اللہ - محمد - جعفر	فاطمہ - سکینہ
ام عبد اللہ	امام محمد باقر - زید - عمر - عبد اللہ - حسن - حسین اکبر - حسین اصغر - عبد الرحمٰن - سلیمان - محمد اصغر - علی اصغر - قاسم -	خدیجہ - فاطمہ - علیہ - ام کلثوم - ام الحسن - ام الحسین -
ام حکم - ام فردہ - لیلے	امام جعفر صادق - عبد اللہ - ابراہیم - علے - عبد اللہ -	زینب - ام سلمہ
فاطمہ - حمیدہ	امام موسےٰ کاظم - اسمٰعیل - اسحٰق - محمد - علی - عباس - عبد اللہ	ام فردہ - فاطمہ - اسماء
ام البنین	امام رضا - ابراہیم - عباس - محمد - قاسم - جعفر - حمزہ - احمد - اسمٰعیل - ہارون - حسن - فضل - عبد اللہ - سلیمان - اسحٰق	فاطمہ کبریٰ - فاطمہ صغریٰ - رقیہ - حکیمہ - میمونہ - ام کلثوم - جعفر - ربابہ - زینب - خدیجہ - آمنہ - عائشہ - ام کلثوم - فردہ - حسن
ام حبیبہ - خیزران	امام محمد تقی - محمد - جعفر - ابراہیم - حسن - حسین	عائشہ
ام الفضل - سمانہ	امام علی نقی - موسےٰ	فاطمہ - امامہ - حکیمہ -
حدیث خاتون	امام حسن عسکری - محمد - حسین - جعفر	عقبہ
نرجس خاتون	حضرت آخر الزمان	.
.	.	.

اولاد و مقام قبور مطہرہ و ...

دوم اہل سنت کے بارہ خلیفہ کون اور کیسے ہیں؟

خاندان بنی امیہ یہ خاندان شروع ہی سے جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا دشمن و حاسد چلا آیا ہے اور جناب سرور عالم صلعم کے ساتھ بائیس سال تک ابوسفیان اموی نے جنگ و جدل رکھے اور اس خاندان کا جناب رسول خدا صلعم پر ایمان لانا بھی خوف سے تھا۔ ابوسفیان کی سپہ سالاری میں جنگ احد میں جناب سرور عالمیان صلعم کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ ابوسفیان کی عورت اور معاویہ کی ماں ہندہ نے جناب سید الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا اور ہندہ جگر خوار مشہور ہوئی۔ ابوسفیان کا بیٹا معاویہ باغی خلافت الہیہ بنا اور معاویہ کے بیٹے یزید نے وہ ستم ڈھایا کہ جناب سید الشہدا سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کربلاء معلی میں تین روز کا بھوکھا اور پیاسا رکھکر شہید کرایا اور اہلبیت رسالت کو در بدر پھرایا ؎

داستانِ پسرِ ہندہ مگر نشنیدی — کہ چہا از ستم او بہ پیمبر برسید
پدر او دُر دندانِ پیمبر بشکست — مادرِ او جگرِ عم پیمبر بمکید
او بناحق حقِ دامادِ پیمبر بگرفت — پسرِ او سرِ فرزندِ پیمبر ببرید
گر بر چنیں قوم تو لعنت نہ کنی شرمت باد — لعنۃ اللہ یزید و علیٰ آل یزید

(روضۃ الصفا)

پس جس مسلمان کو جناب سیدنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلعم سے محبت و مودۃ ہے اور وہ امتی کہلانا چاہتا ہے تو اسپر فطرتًا لازم ہے کہ دشمنان خاندان رسول مقبولؐ و حاسدان ذریت بتول علیہم السلام سے نفرت کرے اور ان سے تبرا رکھے۔ یہ تو فطرتی امر تھا مگر نہیں نہیں اہل سنت والجماعت ہمیشہ اسی خاندان کے خلیفوں اور بادشاہوں کو اپنے خلیفے و امام جانتے رہے ہیں۔ اور آئمہ اطہار اولاد سید الابرار صلعم کو چھوڑ کر اموی ظالم و جابر خلفاء اسلام کو اپنے رہبر و پیشوا مانتے رہے ہیں۔ حالانکہ ان بادشاہوں کی مذمت اللہ اور رسول صلعم نے صاف طور پر بتادی ہے۔ مگر لالچی و دنیا پرست لوگوں نے حصول دولت و عزت کے لالچ سے فرمان روائے سلطنت کے خوشامد میں پڑ کر حدیث اثنا عشر کے اصلی معانی میں کئی رنگ آمیزی و کہانی گھڑی

تاکہ دوازدہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی خلافت و امامت پر پردہ پڑا رہے۔ اور لوگ حقیقی وارثان نبوتؐ کی طرف مائل نہ ہوں اور بادشاہوں کی سلطنت کو زوال نہ پہنچے۔ سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پھل کڑوا تو درخت کڑوا۔ اگر درخت میٹھا تو پھل میٹھا۔ کوئی گمان کر سکتا ہے کہ انوار نبوت سے ظلمات نکلے یا صاف و لطیف چشمۂ فیض نبوتؐ سے میلے کچیلے و گندے ندی نالے جاری ہوئے کیا اس میں ہتک نبوت نہیں و توہین رسالت نہیں کہ آپکی خلافت النبوۃ پر اموی زانی۔ شرابی۔ فاسق و فاجر و بد اعمال مخالفین شریعت محمدیہؐ اچھل اچھل کر بیٹھیں۔ اور شجرہ نبوت کے ساتھ مروانی بندر لٹکتے رہیں۔ مگر مسلمانوں نے اسلام کا صفایا کر دیا اور بنی امیہ کے خلیفوں اور بادشاہوں کو حدیث اثنا عشر کے مطابق بارہ امام و خلیفے بنا دیا۔ سنو!

سُنیوں کے بارہ امام اور خلیفے

(۱) ملا علی قاری مرقاہ شرح مشکوۃ کے صـ۸۷ پر اپنی موضوعی و مصنوعی یہ بارہ خلیفے۔ امام بتاتے ہیں اور مسلمانوں کو اولاد رسول مقبول صلعم کی اطاعت و تابعداری سے ہٹاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علیؑ۔ معاویہ۔ یزید۔ عبد الملک بن مروان۔ ولید بن عبد الملک۔ سلیمان۔ ہشام بن عبد الملک۔ یزید بن عبد الملک۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ۔

(۲) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے صـ۸۴ سطر ۱۸ پر فرماتے ہیں۔ وکان الامر کما قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال اثنی عشر ہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویہ۔ وابنہ یزید۔ وعبد الملک بن مروان۔ واولادہ الاربعۃ وبینہم عمر و بن عبد العزیز (ترجمہ۔ جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ بارہ خلیفے ہونگے۔) پس یہ امر ان بارہ میں رہا۔ چار خلفاء اربعہ۔ معاویہ۔ اسکا بیٹا یزید۔ عبد الملک بن مروان۔ اور اسکے چار فرزند اور حضرت عمرو بن عبد العزیزؒ۔

(۳) اسکی توضیح یوں ہے کہ اجتماع سے مراد یہ ہے کہ لوگوں نے انکی بیعت میں کوئی چون و چرا نہیں کی جیسا کہ حضرت ابو بکر۔ و حضرت عمر و حضرت عثمان۔ و حضرت علیؑ کے معاملہ میں قضیہ صفین تک ہوا۔ کہ جب معاویہ خلیفے تسلیم کئے گئے پھر لوگوں نے حضرت امام حسنؑ کے خلع کرنے کے بعد معاویہ پر اجتماع کیا۔ پھر یزید حالانکہ امام حسینؑ موجود تھے مگر آپ پر اجتماع نہیں ہوا۔ بلکہ آپ شہید کر ڈالے گئے

پھر یزید مرا تو اختلاف پڑ گیا یہانتک کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبد الملک ابن مروان پر اجماع ہو گیا اور اس کے بعد اسکی چاروں اولادوں (ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام) پھر سلیمان اور یزید کے درمیان میں حضرت عمرو بن عبد العزیز کا زمانہ حائل ہوا۔ اس حساب سے خلفاء راشدین کو چھوڑ کر یہ سات خلفائے ہوئے اور بارہواں ولید بن عبد الملک تھا کہ اس کے چچا کے مرنے پر لوگوں نے اجتماع کیا اور قریب چار برس کے حکمران رہا۔

میرے خیال میں وہ بارہ خلفاء یہ ہیں۔ خلفاء اربعہ۔ امام حسنؑ۔ و معاویہ۔ ابن زبیر۔ عمرو بن عبد العزیز یہ کل آٹھ ہوئے۔ انہیں مہدی اور شامل کرنا چاہئے کیونکہ یہ خلیفہ بنو عباس میں اسی پایہ کا ہوا ہے۔ جیسے کہ عمرو بن عبد العزیز بنو امیہ میں اور خلیفہ طاہر کو بھی انہی میں شامل کرنا چاہئے کیونکہ وہ بھی بڑا عادل خلیفہ گذرا ہے باقی رہے دو وہ بھی ہونیوالے ہیں جنمیں سے ایک امام مہدی ہونگے جو اہل بیت رسول خدا صلعم سے ہونگے انتہی (دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی ترجمہ زمیندار پریس لاہور۔ صے۶ سطر ۲۵) اور منہاج السنۃ ابن تیمیہ حنبلی دمشقی صے۳۱ جلد اول مطبوعہ مصر۔ شرح قاضی عیاض ازالۃ الخفاء و تحفہ اثنا عشریہ۔

(۴) پس علماء اہل سنت نے اپنے قیاس و اجماع و اجتہاد کو مقدم رکھکر اور فرمان نبوی صلعم کو پشت کے پیچھے ڈالکر نصوص جلی سے صریح مخالفت کر کے ان بارہ خلفاء کے مقرر کرنے میں اختلاف کا طومار باندھ دیا ہے۔ کوئی کسی سلسلہ کو لیتا ہے۔ کوئی کسی خانوادہ کو مزید لطف یہ کہ ایک سلسلہ بھی پورا نہیں ہوتا کسی سلسلے سے آٹھ کسی سے سات اور کسی سے چار کسی سے پانچ لیکر بارہ کی تعداد پوری کرتے ہیں کوئی تو ظالم۔ فاسق۔ فاجر اور بے دین اموی بادشاہوں کو شامل کرتا ہے۔ اور مرواق سلسلہ قائم کرتا ہے۔ بعض خلفائے بنی عباس تک کھینچ کھچا کر ملا دیتے ہیں۔ بعض تیس خلیفوں کے منتظر ہیں غرض محدثین و متقدمین مورخین اہل سنت دوازدہ آئمہ اطہار سے چشم پوشی و روگردانی کر کے بنی امیہ کے آٹھ خلیفے شامل کر کے بارہ کی تعداد کو پوری کر دکھاتے ہیں۔ ان کی عادات چال چلن انکے اعمال ان کے افعال کی پڑتال نہیں کرتے۔ ان کے طریقہ اسلام و ایمان کی جانچ نہیں کرتے کہ آیا وہ خلافت النبوۃ کے لائق بھی ہے یا نہ۔ زانی۔ شرابی۔ فاسق۔ فاجر۔ ظالم۔ مرواتی بادشاہوں کو خلفائے رسول صلعم مان کر دین اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ اصلی و حقیقی عالم ربانی ائمہ اطہار

مقدس و معصوم اولاد سید الابرار صلعم کو خلافت الہیہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ مسلمانو غور کرو جنکا خلیفہ یزید پلید جیسا ہوگا وہ مسلمان کیسے ہونگے۔ افسوس ہے کہ سُنی صاحبان یزید پلید جیسے فاسق۔ فاجر۔ ظالم شرابی۔ تارک الصلوٰۃ کو نائب رسولؐ مان کر توہین و تحقیر رسالت کرتے ہیں۔ اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے برابر خلافت النبوۃ کی ایک ہی کرسی پر بٹھاتے ہیں۔ بُرا ہو اس نفسانیت کا اور تہہ بڑین ان تعصب پر جس نے دنیا کے وہم پرستوں کی آنکھوں سے حق بینی کے جوہروں کو زائل کر دیا اور نہ انکو خدا کے جھٹلانے میں شرم آئی نہ جناب رسول خدا صلعم پر الزام لگانے میں حیا آئی۔ بھلا ان سے پوچھیئے کہ تم حدیث اثنا عشریہ کی تعداد پوری کرنے والے کون ہو اور اپنی طرف سے خلیفے مقرر کرنیوالے کون ہو جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام خلفاء کرام آئمہ اہل بیت عظام علیہم السلام کے ایک ایک کرکے نام بتلا گئے اور کئی بار کئی مقامات پر اپنے نائب اور وصی فرما گئے تو تم کسطرح ارشاد رسالت پناہی کے برخلاف اجتہاد و قیاس کرتے ہو۔ اور دین اسلام کو خراب کرنیوالے۔ لوگوں میں جور و ظلم کرنیوالے مروانی۔ عیاش۔ شرابی۔ زانی اموی خلیفوں و بادشاہوں کو جناب سرور عالم صلعم کے ولیعہد جانشین اور نائب مقرر کرتے ہو اور پاک و مقدس۔ معصوم۔ عابد۔ زاہد۔ اعلم الناس و اولاد رسول مقبول صلعم کو چھوڑ دیتے ہو کیا یہ تمہاری حقانیت ہے یہی تمہاری صداقت ہے اور یہی تمہارا ایمان و اسلام ہے۔

خاندان بنی امیہ شجرہ ملعونہ ہے

(۱) وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع ۶) اور ہم نے جو خواب تمکو دکھایا تھا تو بس ایسے لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ٹھیرایا تھا اور اسیطرح پر وہ خاندان جسپر قرآن میں لعنت کیگئی ہے تمام مفسرین اہلسنت کا اتفاق ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد خاندان بنی امیہ ہے دیکھو تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ لاہور جسمیں سرکار علامہ حائری مجتہد العصر نے بذیل آیت مذکورہ ایسے عجیبہ نکات حل کر دئے ہیں جو قابل دید ہیں اور مسانید ائمہ حدیث سے ثابت کیا ہے کہ شجرہ ملعونہ فی القرآن بنی امیہ ہیں۔

(۲) وَمَثَلُ کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض مالہا من قرار (پ ۱۳ سورہ ابراہیم ع ۳) یعنی کلمہ خبیثہ کی مثال گندے درخت کی سی ہے کہ جب چاہا زمین کے اوپر سے اکھاڑ پھینکا۔ اسکو قرار نہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس روائت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ بنی امیہ ممبر پر اسطرح اچھلتے ہیں جیسے بندر جس سے آنحضرت صلعم کو بہت رنج ہوا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۰۹) تفسیر نیشاپوری حاشیہ تفسیر طبری جلد ۱۵ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۵۴۴ سُنی۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول صفحہ ۲۷۔

(۴) آنحضرت صلعم نے خواب میں دیکھا اولاد حکم بن امیہ جناب کے ممبروں سے ایسا کھیلتے ہیں جسطرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں اس خواب سے آپکو ملال ہوا تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۶۹۔

(۵) جناب رسول اللہ صلعم نے بنی امیہ کو خواب میں اپنے ممبر پر بندروں کی طرح اچھلتے دیکھا اس سے آپکو ملال ہوا اور مرتے دم تک کسی نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا اللہ تعالی نے آئیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرؤیا التی اریناک (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ۔ بیہقی۔ ابن عساکر وغیرہ سے روائیت ہے)

(۶) جناب بی بی عائشہ نے فرمایا کہ اے مروان تیرا باپ اور دادا قرآن میں شجرہ ملعونہ کا نام حاصل کر چکا ہے (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱)۔

(۷) تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ مراد شجرہ ملعونہ فی القرآن سے بنی امیہ ہے (روضۃ المناظر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۵)۔

(۸) حاکم نے شیخین کی شرط پر ایک صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابی برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام قبیلوں میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بنوامیہ اور معاویہ سب سے زیادہ قابل نفرت شریر اور مضر لوگوں سے تھے۔ (تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)

(۹) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حکم کے بیٹے ملعون ہیں اور بنی امیہ کے لئے دوزخ ہے (ینابیع المودۃ سنی حنفی کتاب صفحہ ۱۵۰)

(۱۰) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارا سب سے زیادہ دشمن قبیلہ بنی امیہ ہے۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۴۳ نصائح کافیہ صفحہ ۱۰۲)

(۱۱) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا کہ مشکوۃ نبوت ہم میں سے ہے اور شجرہ ملعونہ تم میں سے ہے ہاشم بن عبد مناف ہم سے اور امیہ سگ اصلاف تم سے۔ (تاریخ اعثم کوفی صـ۳۱۶ ماہیہ معاویہ ص ۵ ج)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ مراد شجرہ ملعونہ سے بنو امیہ ہیں اولاد حکم بن ابی العاص آنحضرت صلعم نے خواب دیکھا تھا کہ اولاد مروان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منبر کو ہاتھوں ہاتھ پھراتے ہیں تو آنحضرت صلعم نے یہ اپنا خواب تخلیہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر سے بیان کیا۔ اسکے بعد حضرت صلعم نے لوگوں کی زبانی اس خواب کا چرچہ سنا تو آنحضرت صلعم پر نہائیت سخت گذرا اور حضرت عمر کو متہم کیا۔ آنحضرت صلعم کے راز کو اس نے فاش کیا بعد اس کے معلوم ہوا کہ حکم چھپ کر سن رہا تھا جس پر حضرتؐ نے اسکو مدینہ سے نکلوا دیا (تفسیر کبیر جلد ۵ صـ۶۶ بحوالہ مناظرہ امجدیہ حصہ دوم)

(ب) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ ابن ملجم نے آپ پر تلوار چلائی کہ جناب رسول اللہ صلعم نے تمام اختلافات کا ذکر فرمایا تھا اور مجھکو طلحہ و زبیر اور معاویہ و عائشہ اور خوارج نہروان سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور میری شہادت کی خبر دی۔ اور میرے بعد معاویہ اور اسکے بیٹے یزید پر مروانی پھر عباسیوں کی حکومت کی خبر دی اور مجھکو قتل گاہ امام حسینؑ کی خاک کھلائی۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول صـ۲۷ سطر ۱۲)

۱۳۔ **حدیث** عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال مات النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف و بنی خیفۃ و بنی امیۃ۔

(ترمذی بحوالہ مشکوۃ شریف باب مناقب قریش صـ۵۴۳ مطبع گلزار محمدی لاہور) ب شر قبائل العرب بنو امیہ و بنو خیفہ و ثقیف (تطہیر الجنان صـ۶۲) **ترجمہ**:۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی اور وہ تین قبیلہ بنی ثقیف و بنی خنیفہ و بنی امیہ سے ناخوش گئے۔
ب۔ قبائل عرب سے شریر بنو امیہ بنو خیفہ و ثقیف ہیں۔

۱۴۔ **حدیث** عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان لکل دین افۃ و افۃ ھذا الدین بنو امیۃ (نعیم بن حماد فی الفتن۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم صـ۳۰ مطبوعہ مصر (افعال بنو امیہ) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک دین کیواسطے آفت ہے اور اس دین اسلام کے واسطے آفت بنو امیہ ہیں۔

۱۵۔ حدیث عن سعید بن المسیب قال رائی لنبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بنی امیۃ فی منابرھم فساء ذالک فاوحی اللہ الیہ انما ھی دنیا اعطوھا فقرت عینہ وھو قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرویا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس (ابن ابی حاتم وابن مردویہ (حق)، بیہقی فی الدلائل (کر)، منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خواب میں بنو امیہ کو ممبروں پر دیکھا تو اس پر حضور انور صلعم ناخوش ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ یہ دنیا ہے ان لوگوں کو دیگئی ہے پس حضور انور صلعم خوش ہوئے اسی کے مطابق فرمان الٰہی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرویا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس۔

۱۶۔ حدیث ترمذی نے بروایت یوسف بن سعد نقل کیا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کی بیعت کر لی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا۔ آپ نے فرمایا خدا تجھ پر رحمت کرے مجھے ملامت نہ کر کیونکہ جناب رسول اللہ صلعم نے خواب میں بنو امیہ کو ممبر پر دیکھا تو آپکو بہت ہی برا معلوم ہوا۔ پھر انا اعطینٰک الکوثر اور انا انزلنہ فی لیلۃ القدر نازل ہوئی یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں تو کیا دیکھتا ہے کہ رات قدر کی کیا ہے۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینہ سے۔ ہزار مہینہ کے بعد بنو امیہ تیرے بعد مالک ہونگے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو بیعت معاویہ ٹھیک ہزار ہی مہینہ کے بعد واقع ہوئی۔ کم نہ زیادہ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ زمیندار پریس لاہور صفحہ ۲۰۶ فصل احادیث مشعر بہ اشارات خلافت بنی امیہ) ازالۃ الخفاء اول صفحہ ۲۰۶

۱۷۔ حدیث مروانی بندر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بروایت عباس ابن سہل لکھا کہ رسول اللہ صلعم نے خواب میں بنی الحکم میں ابو العاص کو بندر کیطرح منبر پر کودتے دیکھا آپ کو یہ ناگوار ہوا۔ اسکے بعد وفات شریف تک کسی نے انکو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وما جعلنا الرویا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس کا شان نزول بھی یہی خواب ہے۔ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔ لیکن احادیث عبد اللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور سیدنا امام حسین بن علی علیہ السلام اسکے شواھد ہیں۔ میں نے اس حدیث کو معہ دیگر طریقوں کے کتاب التفسیر و المسند میں نقل کیا ہے۔ اور کتاب لباب النزول میں اسکی طرف اشارہ ہے (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ زمیندار پریس لاہور صفحہ

تطہیر الجنان صت۱۴۷ حاشیہ صواعق محرقہ مصری۔

(۱۸) الشجرۃ الملعونۃ یعنی الحکم وولدہ۔ شجرہ ملعونہ حکم اور اسکی اولاد ہے (در منثور سیوطی جلد ۴ ص۱۹۱)

(۱۹) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے معاویہ ابن ابو سفیان اموی امیر شام کو لکھا۔ آج کے دن (بعد رحلت پیغمبرؐ) ہم دین پر قائم رہے اور تم نے فتنہ وفساد کیا۔ حالانکہ تم میں سے کوئی مسلمان اسلام نہیں لایا مگر کراہت سے (نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغت صت۴۷۳)۔ ہم ایمان لائے تم نے کفر اختیار کیا۔

(ب) پھر تم کیونکہ ہمارے ہم مرتبہ اور ہمسر ہو سکتے ہو جبکہ پیغمبرؐ ہم میں سے ہے اور تکذیب کرنیوالا ابو جہل تم میں سے اسد اللہ (جناب امیر حمزہؓ) ہم میں سے اور اسد بن العزیٰ پیغمبرؐ کی جنگ پر قسم کھانیوالوں کا رفیق تم میں سے جوانان بہشت کے دوسردار ہم میں سے اور اطفال آتش جہنم تم میں سے بہترین نساء عالم ہم میں سے اور حمالۃ الحطب تم میں سے (نیرنگ فصاحت صت۲۷۰)

(ج) مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تمہارا جد امیہ ہمارے جد بزرگوار ہاشم کا ہم مرتبہ نہیں اور نہ حرب جو تیرا جد ہے عبد المطلب کی برابری کر سکتا ہے نہ ابو سفیان ابو طالب کی مانند ہے نہ کوئی مہاجر اسیران آزاد کردہ کے مساوی ہو سکتا ہے نہ نسب ظاہر مشتبہ نسب سے کوئی نسبت رکھتا ہے جیسے کہ تم لوگ مشتبہ النسب ہو۔ نہ صاحب حق کو اہل باطل سے کچھ مشابہت۔ نہ مومن کو منافق سے نسبت اور یاد رکھ بدترین خلف وہ خلف ہے جو اپنے جہنم میں گر جانیوالے اسلاف کی پیروی کرے۔ ہمارے ہاتھ میں ابھی تک پیغمبری کی فضیلت ہے وہ پیغمبری جس کے سبب سے ہم نے ہر ایک غالب کو ذلیل کیا اور ہر ایک ذلیل کو اس کے سبب سے بلند اور رفیع الشان بنا دیا۔ (نیرنگ فصاحت) صت۳۸۵

(د) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا جب ان دونوں معاویہ اور عمرو عاص کو دیکھو تو دونوں کو جدا کردو کہ انکا مل بیٹھنا نیکی پر نہ ہوگا۔ (تطہیر الجنان صت۱۲۔ وعقد فرید جلد ۲ صت۲۲۸)

۲۰۔ قول صحابہ
سعد بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ بنو امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ہمارے خاندان کے لئے ہے انہوں نے کہا کہ جھوٹ بکتے ہیں بلکہ وہ بادشاہ ہیں اور بادشاہ بھی سخت ترین اور سب سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ترجمہ زمیندار پریس لاہور صت۱۷۰ بعض مختصر حالات معاویہ)

(ب) ارجح المطالب باب تیسرا صت۳۱۳ بار دوم پر ہے کہ کنجی عورت کے پوت جھوٹ بولتے ہیں

اب اہل سنت کے آٹھ خلفائے بنوامیہ کے اعمال و افعال کا قدرے کچا چٹھا لکھا جاتا ہے۔ تاکہ محققین انصاف کریں کہ ایسے اعمال کے بادشاہ وارث خلافت النبوۃ ہو سکتے ہیں۔

(۲۱) ان بعد الحسنؑ بن علیؑ ملک عضوض ولما حزن النبی من رویته بنوامیه وقال عمر نزلت الایة وجاهد وفی الله حق جهاده فی الجهاد علی بنی امیة و بنی مغیرة و قال هما الافجران من قریش (ہدیۃ المہدی جلد اول صفحہ ۹۴ سطر ۷ مطبع میور پریس دہلی) تحقیق حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت کے بعد بادشاہ ظالم پھاڑنیوالے ہیں اور جب نبی کریم بنی امیہ کو خواب میں دیکھکر غمگین ہوئے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ آیت جاہدو فی اللہ حق جہادہٗ بنی امیہ و بنی مغیرہ کے ساتھ جہاد کرنے کیواسطے اتری کیونکہ یہ دونوں قبیلے قریش سے سب سے زیادہ فاجر ہیں

حالات معاویہ بن ابوسفیان

پنجم خلیفہ اہل سنت و بادشاہ بنی امیّہ

سیرۃ المعاویہ:۔ معاویہ بن ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف۔ ان کے والد ابوسفیان تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے برابر جنگ کرتے رہے اخیر میں مجبور ہو کر مسلمان ہوئے۔ معاویہ آنحضرت صلعم کے منشی بھی تھے ۶۰ھ میں دمشق میں مرے۔ بیاسی سال کی عمر پائی۔ امام بخاری نے اور بابون کیطرح یوں نہ کہا کہ معاویہ کی فضیلت۔ کیونکہ انکی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ نے ایسا ہی کہا مترجم کہتا ہے صحابیت کا ادب ہمکو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ انکے دل میں آنحضرت صلعم کے اہل بیت کی الفت و محبت نہ تھی۔ (واہ صاحب واہ جو دشمن اہل بیت رسول ہو وہ بھی اصحاب کا اصحاب بنا رہا۔ آپکو صحابیت کا ادب مانع نہیں بلکہ اہلسنت کا رعب انکی کثرت اور اپنی عزت و شان و شوکت کا لحاظ مانع ہے۔ تاہم شکر ہے کچھ تو حق بات کہی۔ صابر) جب امام حسنؑ کا انتقال ہوا تو کیا کہنے لگے ایک انگارا تھا جسکو اللہ نے بجھا دیا۔ انکا باپ ابوسفیان ساری عمر آنحضرت

صلعم سے لڑتا رہا یہ خود حضرت علی علیہ السلام سے لڑے انکے بیٹے ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھا دیا۔ امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کر دیا۔ (دیکھو حاشیہ صحیح بخاری مترجم پ۱۴ کتاب المناقب۔ باب ذکر معاویہ ص۱۲۱ مطبع احمدی لاہور و تاریخ الخلفا سیوطی ص۱۰۵)

(ب) حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت میں معاویہ کو حاکم شام مقرر کیا حضرت عمر نے انکو قائم رکھا اور حضرت عثمان نے اسکو تمام ملک شام پر حاکم کر دیا اس حساب سے وہ بیس برس امیر رہا اور بیس ہی برس خلیفہ رہا معاویہ نے حضرت علیؑ پر خروج کیا اسی سال ۴۱ھ میں اس نے مروان بن حکم کو مدینہ کا حاکم کیا اس نے اپنے بھائی زیاد کو خلیفہ کیا جس سے رسول اللہ صلعم کے حکم میں سب سے پہلا تغیر واقع ہوا (تاریخ الخلفاء ص۱۰۵) اسی سال اس نے اپنے بیٹے یزید کیلئے اہل شام سے بیعت لی یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے اپنی صحیح حیات میں اپنے بیٹے کیلئے بیعت لی پھر اس نے مروان کو لکھا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی حق میں بیعت لیلے ۵۱ھ میں معاویہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۰۵)

(ج) ابوسفیان زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لڑتے رہے۔ انکے فرزند ارجمند معاویہ بن ابوسفیان نے حضرت علیؑ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کا خون کرایا قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہی کا طفیل تھا انکے خلف ناخلف یزید پلید نے تو غضب ہی ڈھا دیا امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو جو جناب رسالت مآب صلعم کی تصویر تھی دونوں کو شہید کرایا اہل بیت رسالت کی وہ بے حرمتی کی کہ پناہ بخدا۔ غرض این خانہ تمام آفتاب است (بخاری حاشیہ۔ پارہ اٹھارواں کتاب التفسیر ص۸۳ از مولوی وحید الزمان صاحب۔

حلیہ معاویہ کشیدہ قامت۔ جسیم۔ قد لمبا۔ داڑھی کھودی۔ آنکھیں سبز۔ ڈراونا تھا۔ طویل القامت مہیب۔ حضرت عمر ان کی طرف دیکھکر کہا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسرا ہیں (ماہیئہ معاویہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۰۵)

بدعات معاویہ (۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر کا ایک صاع (وزنی ۲۳۴ تولہ) اناج یا گیہوں کا یا ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع منقے کا دیا کرتے۔ جب معاویہ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اسکا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ باب صاع من زبیب چھٹا پارہ۔ ص ۱۵۱ مطبع احمدی لاہور) (یہ معاویہ کا فعل و حکم خلاف سنت ہے) (انجی

اور شافعیہ اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ اگر صدقہ فطر میں گیہوں دے تو بھی ایک صاع دے اور حنفیہ نے اس مسئلہ میں معاویہ بن ابوسفیان کی تقلید کی ہے۔ انہوں نے گیہوں کا آدھا صاع دینا کافی سمجھا (حاشیہ ایضاً)

(۲) معاویہ خانہ کعبہ کے چاروں رکنوں کو چومتے تھے تو ابن عباس نے اُنسے کہا یہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی ہم نہیں چومتے معاویہ نے ان سے کہا خانہ کعبہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑ یجاتی ف معاویہ کی یہ رائے صحیح نہیں ہے بیشک سارا خانہ کعبہ متبرک ہے مگر ہر کام میں سنت کی پیروی ضرور ہے۔ (صحیح بخاری پارہ چھٹا صـ۸۳ کتاب المناسک مطبع احمدی لاہور۔ ترجمہ مولوی وحیدالزمان)

(۳) معاویہ کے دربان پکارا کرتے السلام علیک یا امیر المومنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یرحمک اللہ (اوائل عسکری)

(۴) معاویہ نے سب سے پہلے مسجد میں حجرہ بنوایا۔ اور کعبہ شریف کو غلاف اتاریکا حکم دیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۱۰۸)

(۵) معاویہ وہ شخص ہے جو صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سوار رہوا۔ شراب نبیذ کا پینا اور گانا بجانا جائز رکھا مٹی کھائی۔ اسکا کھانا مباح کیا۔ ممبر رسول خدا صلعم پر بیعت یزید لیتا رہا۔ (اوائل سیوطی۔ ابن عساکر)

(۶) معاویہ نے مسجد نبوی صلعم سے ممبر رسول مقبول صلعم کو اٹھایا لوگ مزاحم ہوئے (تاریخ اسلام عباسی صـ۳۲۵)

(۷) سب سے پہلے اسلام میں معاویہ نے لوگوں کو بھوکھا و پیاسا رکھا اور مارا (ارجح المطالب باب چہارم)

(۸) معاویہ نے جمعہ کی نماز بدھ کے روز پڑھا دی۔ خطبہ جمعہ بیٹھکر پڑھا خطبہ عید نماز عید سے اول پڑھا عید کے روز اذان مقرر کی۔ نماز جنازہ کی ایک تکبیر کم کردی (تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۱۰۸ ارجح المطالب باب۴ صـ۲۷۲)

(۹) معاویہ شراب پیا کرتا تھا (مسند امام احمد حنبل۔ نصرت الحق صـ۳۹ نصائح کافیہ۔ ابن عساکر۔ اوائل سیوطی)

(۱۰) جمعہ کے روز معاویہ اور اسکے عمال۔ حاکم، ملا، مولوی۔ قاضی منبر رسول صلعم پر جناب علی المرتضیٰ پر سب و شتم کرتے۔ (ابو الفدا)

(۱۱) معاویہ حالت احرام میں ایام حج میں خوشبو، لگاتا۔ احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرتا (نصائح کافیہ صفحہ ۹۵-)

(۱۲) معاویہ نے واجب الحد سے حد ساقط کی اور بے قصوروں پر حد لگائی (نصائح کافیہ ۹۶)

(۱۳) معاویہ نے نماز میں بسم اللہ بالجہر کہنا چھوڑ دیا (تفسیر کبیر جلد اول سورہ فاتحہ و نصائح کافیہ ص ۹۶)

(۱۴) معاویہ نے مال فی کو اپنا مال قرار دیا (نصائح کافیہ ص ۹۶ از ابن حجر)

(۱۵) زیاد بن سمیہ کو اپنی نسب میں ملاکر اپنا بھائی مشہور کیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی تاریخ کامل نصائح کافیہ ص ۹۶)

(۱۶) معاویہ نے لوگوں کو متعۃ الحج سے منع کیا جو مذہب رسول مقبولؐ و جناب علی المرتضیٰؑ اکابر صحابہ تھا (نصائح کافیہ ص ۹۲)

(۱۷) معاویہ فریب کیا کرتا تھا۔ خواہ حلال ہوں یا حرام (محاضرات راغب اصفہانی)۔

(۱۸) ہاتھ باندھنے کی ابتدا دمشق میں ہوئی اہل حرمین ہمیشہ معاویہ سے منحرف رہے اور کبھی ہاتھ نہیں باندھے امام مالک بھی مطابق مذہب اہل مدینہ ہاتھ کھولکر نماز پڑھتے تھے۔ (درالسالت اللبیب ص ۱۰۷ الجمع بین الصحیحین حمیدی)

(۱۹) معاویہ نے فریب و مکر سے عبداللہ بن سلام صحابی کی بیوی کو یزید کے لئے طلاق دلوایا۔

(۲۰) معاویہ شراب پیتا تھا۔ اسکے واسطے اونٹوں پہ لاد کر شراب لاتے تھے۔ (تاریخ اسلام جلد ۳ باب ۴ ص ۱۴۵)

(۲۱) رکوع اور سجود کی تکبیروں کو سب سے پہلے جس نے ترک کیا ہے حضرت عثمان بن عفان ہیں وقتیکہ یہ بڑے ہو گئے اور آواز آپکا پست ضعیف ہوگیا۔ اور معاویہ نے حضرت عثمان کی پیروی سے ترک کیا تھا (قسطلانی۔ فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ ۳ ص ۲۶۱ نوٹ نمبر ۳)

۲۲۔ ہاتھی کا تماشہ:۔ معاویہ ہاتھی کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص نے محل میں گھس کر

بیگم صاحبہ سے بدفعلی کی جب معاویہ صاحب لوٹے تو اسکو پکڑا اور کہا کہ اتنی جرائت تمکو کیسے ہوئی عرض کیا کہ آپ کے حلم نے جرائت دی معاویہ نے چشم پوشی کر کے معاف کر دیا (مناظرہ احمدیہ کتاب مستطرف باب العفو ص۱۷۳ شمشیر ولایت حصہ دوم مولفہ سیدنا و مولینا سیدعنایت علیشاہ صاحب سیالکوٹی قبلہ)

۲۳۔ معاویہ نے مرتے وقت گلے میں نصاریٰ کی صلیب لٹکائی اور نصرانی ہو کر مرا

مرض معاویۃ فدخل علیہ طبیب فقال لاباس علیک انک بری خبرا۔ ثم مرض فدخل علیہ نصرانی فقال عندنا تعویذ من علق علیہ بیبرآمن علتہ فاخذہ و علق علیہ فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ میت لامحالتہ فمات من لیلۃ فقیل للطبیب فی ذالک فقال روی عن امیر المومنین (علی المرتضیٰؑ) ان معاویۃ لایموت حتی لعلق فی عنقہ صلیبًا والتعویذ الذی کان علیہ مصلب فعلمت انہ یموت، انتہی (محاضرات راغب اصفہانی) **ترجمہ:**۔ معاویہ بیمار ہوئے انکو ایک طبیب نے دیکھا اور کہا تم کچھ نہ ڈرو اچھے ہو جاؤ گے وہ اچھے ہو گئے اور پھر بیمار ہوئے پس ایک نصرانی (عیسائی) آیا اور کہا کہ میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جو اسکو لٹکائے وہ اچھا ہو جاتا ہے معاویہ نے لیکر اسکو اپنے گلے میں لٹکا لیا۔ پس طبیب اول نے آکر دیکھا اور چلے گئے اور کہا کہ یہ اب ضرور مرجائیں گے پس معاویہ اسی رات کو مر گئے۔ لوگوں نے طبیب سے سبب پوچھا طبیب نے کہا ہمکو امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام سے خبر پہنچی ہے کہ معاویہ نہ مرے گا جبتک گلے میں اپنے صلیب نہ لٹکائے گا اور یہ تعویذ جو انکے گلے میں تھا اس پر صلیب کی صورت بنی ہوئی تھی پس ہم نے یقین جان لیا کہ اب یہ ضرور مرجائیں گے انتہی۔

۲۴۔ منبر پر گوز مارنا

ربیع الابرار زمخشری کشاف میں ہے کہ جناب معاویہ نے خطبہ پڑھنے میں ایک گوز سر کیا اور کہا یا ایہا الناس ان اللہ خلق ابدانا و جعل فیہا ارواحا فما لک الناس ان یخرج منہم۔ اے لوگو خدا نے ہمکو خلق کیا اور پیدا کر کے ہوا بھر دی تو کوئی اس کے روکنے پر قادر نہیں پس اسوقت حضرت صعصعہ بن سوحان موجود تھے

انہوں نے کھڑے ہوکر فرمایا اے حضرات ہوا کا نکلنا پاخانہ کیجگہ سنت ہے اور منبر پر بدعت ہے۔ اور ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتے ہیں (الانساب تاریخ الاذان صفحہ ۵) وربیع الابرار۔

(۲۵) معاویہ نے منبر رسول مقبول صلعم کو توڑ ڈالا اور اس کے چھ درجے اور بڑھا دئے۔ (دیکھو تاریخ جریر طبری اور ارجح المطالب باب چہارم)

(۲۶) معاویہ نے سب سے پہلے لوگوں کو خصی کیا (ارجح المطالب باب چہارم)

(۲۷) معاویہ ریشمی لباس پہنا کرتا تھا جسکو جناب رسول خدا صلعم نے مردوں پر حرام کر دیا تھا۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا تھا (نصائح کافیہ صفحہ ۹۶)

فصل ۱۰۶

معاویہ خاص دشمن رسول مقبول و سبی تھا

(۱) معاویہ نے مروان بن حکم کو جو ملعون خدا و رسول تھا حاکم مدینہ مقرر کیا جو ہر جمعہ کو جناب امیر علیہ السلام کو گالیاں بکتا تھا جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام نے اسیوجہ سے مسجد نبوی میں آنا چھوڑ دیا تھا (نصائح کافیہ صفحہ ۷۴ تطہیر الجنان صفحہ ۱۴۲) عمیر بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں مروان ہم پر امیر تھا تو ہر جمعہ کو بر سر منبر حضرت علی علیہ السلام کو برا بھلا کہا کرتا تھا حضرت امام حسن سنتے رہتے تھے کبھی اف بھی نہ کرتے اسی پر اس نے بس نہیں کیا...... (جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام وسیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کو سخت گالی دی۔ جس گالی کا لکھنا ادب مانع ہے) جناب امام حسن علیہ السلام نے کہلا بھیجا کہ مجھے یہ بات کبھی نہیں بھولیگی کہ تو مجھے بیوجہ گالیاں دیتا ہے لیکن یاد رکھ کہ آخر مجھے اور تجھے خدا کے سامنے جانا ہے اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو خدا تجھے سچ بولنے کی جزا دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اچھی طرح سمجھ رکھ کہ خدا سب سے زیادہ منتقم ہے۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ و مطبوعہ زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۷) تطہیر الجنان صفحہ ۱۴۲ بر حاشیہ صواعق محرقہ مطبوعہ مصری۔

(۲) مغیرہ حاکم کوفہ عامل معاویہ بسبب خوشنودی معاویہ جمعہ کے دن خطبہ میں حضرت عثمان اور ایک جماعت کثیر کیواسطے دعا کرتا تھا۔ اور جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو برا کہتا تھا جب زیاد حاکم ہوا تو اس نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اطاعت معاویہ کے لئے اختیار کر رکھا تھا۔ (تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۳۶۷ و تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم صفحہ ۳۱۷)

(۳) معاویہ نے فضائل و مناقب حضرات اصحاب ثلاثہ و معائب جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کیواسطے جھوٹی احادیث بنانے کیلئے ابوہریرہ، عمرو عاص، مغیرہ اور عروہ بن زبیر کو مامور کیا ہوا تھا۔ (دیکھو شرح نہج البلاغتہ ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۱۹۵)

(۴) جنگ صفین میں باشارہ عمرو بن عاص قرآن شریف کو نیزوں پر لٹکا یا (اتفاق مورخین تمام ات) ذکر الحافظ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ انہ کان فی ایام بنی امیۃ اکثر من سبعین الف منبر یلعن علیہا علی ابن ابی طالبؑ (نصائح کافیہ صفحہ ۷۷) حافظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایام بنی امیہ میں ستر ہزار منبر تھے جس پر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام پر (معاذ اللہ) لعنت کی جاتی تھی۔

۵ بی بی عائشہ زندہ درگور کی

ظالم معاویہ نے جناب ام المومنین بی بی عائشہ محبوبہ جناب رسول خدا صلعم کو ایک گڑھے میں ڈالکر اوپر سے چونہ بھر کر زندہ در گور کر دیا۔ اور جناب رسالتمآب صلعم کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ اور حضور انور صلعم کو ایذا روحانی پہنچائی مگر پھر بھی اہلسنت کا صحابی بنا رہا۔

سنو! تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سیوم صفحہ ۵۸ مطبوعہ بمبئی اسلامیہ کالج پشاور لائبریری میں ہے۔ در تاریخ حافظ ابرو از ربیع الابرار و کامل السفینہ منقول است کہ در شہور سنہ ستتہ و خمسین (۵۶) کہ معاویہ بن ابی سفیان جہت بیعت یزید بمدینہ رفتہ۔ سیدنا امام حسین بن علی المرتضیٰ علیہم السلام و عبداللہ بن عمر و عبدالرحمٰن بن ابی بکر و عبداللہ بن زبیر را رنجانید صدیقہ (عائشہ) زبان ملامت و اعتراض بروے بکشاد و معاویہ در خانہ خویش چاہے کندہ سر آں را نجاشاک پوشید و کرسی آبنوس بر زمین نہاد انگاہ صدیقہ را جہت ضیافت طلب داشت و بر آں کرسی نشاند تا در چاہ افتاد و معاویہ سر چاہ را بہ آب چونہ مضبوط کردہ از مدینہ بمکہ رفت انتہی۔ (ابن خلدون جلد پنجم)

(۶) عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالھن رسول اللہ صلعم فلن اسبہ لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ خصائص نسائی صفحہ ۴ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴) عامر بن سعد بن وقاص سے مروی ہے کہ معاویہ بن سفیان نے سعد سے کہا کہ تجھکو جناب ابو تراب پر سب کرنے سے کون چیز مانع ہے۔ حضرت سعد نے کہا کہ جب میں ان تین چیزوں کو یاد کرتا ہوں کہ جو جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کے حق میں فرمائی ہیں۔ وہی ان کے بُرا کہنے سے مجھ کو مانع ہوتی ہیں۔ اگر ایک فضیلت بھی ان تین فضیلتوں سے میرے واسطے ہوتی۔ تو وہ میرے نزدیک سُرخ ناقہ سے محبوب تر تھی انتہی۔

(۷) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجاجہ فدخل علیہ سعد فذکر علیا فنال منہ فغضب سعد و قال تقول ھذا الرجل سمعت رسول اللہ صلعم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ۔ انتھیٰ خلاصہ یہ کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ معاویہ اپنے بعض حجوں میں مدینہ میں آیا اور حضرت سعد انکے پاس گئے۔ اس صحبت میں لوگوں نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا۔ معاویہ نے حضرت علیؑ کو بُرا کہا۔ حضرت سعد غضبناک ہوئے اور کہا تم ایسے مرد کو بُرا کہہ رہے ہو جسکی بابت میں نے حضرت پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ جسکا میں مولا ہوں۔ اسکا علیؑ بھی مولا ہے اور فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون ہے۔ حضرت موسیٰؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور فرماتے تھے کہ آج میں لشکر کا جھنڈا اسی شخص کو دونگا جو خدا اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ انتہیٰ (ابن ماجہ باب مناقب علیؑ)

(۸) تاریخ ابو الفداء کی جلد اول صفحہ ۲۱۲ پر ہے۔ کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیاً من سنۃ احدی واربعین وھی سنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان بن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابہ بالطالہ ولما خطب یوم الجمعہ بدل السب فی اخر الخطبہ انتھیٰ۔ یعنی ابتدا سنہ ۴۱ ہجری وقت خلع حضرت امام حسن علیہ السلام سے ابتدا سنہ ۹۹ ہجری تک کہ آخر زمانہ سلیمان بن عبد الملک

کا تھا۔ خلفاء بنی امیہ جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ جب عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ہوا۔ تو اُس نے اسکو موقوف کیا۔ اور اپنے عالموں کو اسکی موقوفی کا پروانہ لکھا۔ اور روز جمعہ میں آخر خطبہ میں سب وشتم کو بدل ڈالا۔ انتہی چونکہ معاویہ اہل سنت والجماعت کا بانی مبانی تھا اس واسطے سنی عالم ہر جمعہ کو سنت معاویہ یعنی سب امیر المومنین پر پابند تھے

(۹) تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۳۳ تاریخ طبری عربی جلد ۶ صفحہ ۲۰ پر ہے۔ فبلغ ذالك معاویہ فکان اذا قنت سب علیا و ابن عباس والحسن والحسین والاشتر۔ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ معاویہ دعا قنوت پڑھتے وقت جناب علیؑ وحضرت ابن عباس وحسنین الشریفینؑ وحضرت مالک اشترؑ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اب ملاں صاحبان اور اسکے معاونین کا اختیار ہے۔ کہ خواہ معاویہ کو مخلص مومن واصحاب رسولؐ کہیں۔ یا دشمن اہل بیت رسالت صلعم۔

(۱۰) معاویہ اور اس کے عامل جمعہ کے خطبہ میں حضرت عثمان کو دعا کرتے تھے اور حضرت علیؑ کو سب کرتے تھے حضرت حجر اور اسکی جماعت اسکی تردید کرتے جبکہ مغیرہ حاکم کوفہ ہوا اور اس نے سب کرنی شروع کی اور جب زیاد حاکم ہوا تو وہ بھی حضرت عثمان کیواسطے دعا کرتا اور حضرت علی پر سب کرتا۔ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۹۶ کان معاویہ الخ)

(۱۱) حدیثوں کی تدوین بنی امیہ کے زمانے میں ہوئی جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھ سے ایشیا کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی توہین کی اور جمعہ میں برسر منبر حضرت علی علیہ السلام پر لعن کہلوایا۔ سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں (سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ ۴۹ نامی پریس کانپور)

جلد دوم صفحہ ۲۰۴) دراسات اللبیب میں ہے دعٰی معاویة وضع الناس جبرًا ان یاتوبه علی مذھب علیؑ معاویہ نے لوگوں کو جبرًا منع کیا۔ کہ وہ طریقہ مذہب علی علیہ السلام پر نہ چلیں (و کتب معاویہ لسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئًا من فضل ابی تراب و اھل بیتہ (نصائح کافیہ علامہ ابوبکر بن عبد الرحمن شہاب صفحہ ۷۲) معاویہ نے سنہ جماعت کے سال کے بعد ایک پروانہ جاری کیا۔ کہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں جو فضائل جناب امیرؑ و اہل بیت طاہرینؑ کے بیان کرے یعنی خون اس کا جائز ہے وکتب معاویہ الی عماله فی جمیع الآفاق

ان لا یجیزو لاحد من شیعۃ علیؑ شہادۃ - (صنے ۱۵) یعنی دوسرا پروانہ معاویہ نے یہ لکھا کہ شیعوں کی گواہی کسی بارے میں نہ لی جائے۔ اس کے بعد دوسرا پروانہ لکھا۔ کہ دیکھو جسکی بابت تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت علیؑ اور انکی اہل بیت کو دوست رکھتا ہے۔ تو اسکا نام دیوان سے کاٹ دو۔ جو روزینہ وظیفہ اسکا مقرر ہو اسکو بند کردو۔ (۴) معاویہ نے صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کو اس پر لگایا تھا۔ کہ وہ جناب علیؑ کے حق میں برے اخبار شائع کریں جن سے انکی ذات میں طعن وارد ہو۔ اور لوگ بیزار ہوں اور ان میں سے ابوہریرہ و عمرو عاص و مغیرہ تھے (شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۱۹۵)

غرض تمام قسم کے مصائب و مظالم شیعان جناب امیر المومنین علیہ السلام پر بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں ہوئے جنکے خونی آثار آج تک کربلا معلی و دیوار سادات بغداد سے ظاہر ہیں ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب دنیا میں رہ سکتا ہے جسکی مخالفت میں اسطرح سلطنت کوشاں ہو۔ مگر خداوند کریم کو منظور تھا کہ اولاد رسول مقبول صلعم جو امت محمدیہ کے امان و ایمان کے باعث ہیں قائم رہیں حب اولاد رسول اکرمؐ نہ رہینگے۔ دنیا بھی نہ رہیگی۔ شیعان حیدر کرارؑ تم لوگ برٹش گورنمنٹ کا شکریہ بجالاؤ جس کے زیر سایہ تم پھولتے اور پھلتے ہو اور مخالفین کو دنداں شکن جواب دے رہے ہو۔ ورنہ سلطنت اسلامیہ میں تو تم عبادت الٰہی بھی نہیں کر سکتے تھے۔

معاویہ باغی تھا

معاویہ نے خلافت الہیہ کے امام برحق و قرآن ناطق سے بغاوت کی اور صفین میں بہتر لڑائیاں لڑتا رہا۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو زہر دلاکر شہید کرایا۔ اپنے فرزند یزید پلید ملعون کو ولیعہد بنایا۔ مخدومہ بی بی عائشہ ام المومنین کو کنوئیں میں گرایا (حبیب السیر اوّل جزو سیوم صفحہ ۵۸) (۱) اخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال لعماد تقتلك الفئۃ الباغیہ۔ جناب سرور دو عالم صلعم نے حضرت عمار بن یاسر کو فرمایا کہ تجھکو باغی فرقہ شہید کریگا (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۱۵۳۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۲ سطر ۱۱) شہادت حضرت عمار بن یاسرؓ نے بخاری پارہ گیارہواں صفحہ ۴۸ سطر ۲ مطبع احمدی لاہور) بغاوت معاویہ پر مہر صداقت لگادی اور ملا علی قاری حنفی نے اسکو باغی قرار دیا۔ یاد رکھو خلافت الہیہ کا باغی مومن خالص نہیں ہوتا۔

(۲) شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بعض اپنی افادات میں ظاہر کیا ہے کہ جنگ معاویہ علیؑ

علیہ السلام سے خالی شائبہ نفسانیت سے نہیں ہے۔ اور اس حرب کو خطا اجتہادی کہنا قول ضعیف ہے۔ (دیکھو ہدایۃ السائل فی ادلۃ المسائل ص۵۱ تحفہ اثناعشریہ ص۹۳ مرقاۃ شرح مشکوۃ عقد فریدیہ جلد اول ص۱۱۷)

(۳) معاویہ نے خلافت کے لئے جنگ کیا۔ (حاشیہ ملا حصام بر شرح عقائد کبیر حشی ص۱۰۹)

(۴) مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح فرماتے ہیں۔ کہ اقوی شبہ حدیث کے نہ قبول کرنے کیواسطے سمرہ کا شمار راویوں میں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ سمرہ اور اسکا امیر معاویہ سنن مشہورہ کی مخالفت کرتے تھے۔ پس جو مذہب معاویہ پر ہو اسکو بھی ثقہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور ہم اہلحدیث مروان اور اس کے تابعین اور بنی امیہ کے دشمن ہیں کیونکہ وہ اہلبیت علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ (دیکھو ہدیۃ المہدی عربی جلد خامس ص۱۵۸ تا ۱۷۱)

(۵) ملا علی قاری کہتے ہیں معاویہ حقیقتاً باغی تھا طالب خلافت (مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ کتاب الطال الباطل۔ تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۳۳ مالابد منہ۔ بغیۃ الرائد۔

فصل ۷

فساد و مظالم معاویہ ابن ابوسفیان امیر شام

(۱) جناب امیر المومنین خلیفہ رسول رب العلمین مولانا و سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ برحق و قرآن ناطق سے معاویہ نے بغاوت کی اور انکار امامت کیا اور ہمیشہ خلیفہ رسول مقبول صلعم سے لڑتا رہا۔ (تمام تواریخ گواہ ہیں)

(۲) ۳۶ھ ہجری میں معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے لشکر پر صفین کے مقام پر پانی بند کیا جسکو بزور تلوار آنحضرت امیر علیہ السلام نے گھاٹ لے لیا پھر لشکر معاویہ کو بھی حکم دیدیا کہ تم لوگ بلا تامل پانی پیو ص۱۱۳ تاریخ کامل ابن اثیر جزری (اسی اصول پر یزیدی لشکر نے بھی جناب امام حسین ع پر پانی بند کیا تھا) اس لڑائی میں حضرت عمار بن یاسر صحابی خواجہ ویس کرنی، ابو الہشیم انصاری شہید ہوئے

(۳) ۳۷ھ ہجری میں قصہ حکمین ہوا ابوموسیٰ اشعری کو عمرو بن عاص عامل معاویہ نے دھوکا دیا۔

(۴) ۳۸ھ ہجری میں جناب امیر علیہ السلام نے حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ صحابی رسول مقبول صلعم کو حاکم مصر مقرر فرماکر روانہ کیا جب قلزم تک پہنچے تو ایک شخص نے معاویہ کی سازش سے شہد میں زہر دیکر آپکو شہید کیا۔ (تمام تواریخ گواہ ہیں) تاریخ کامل و تاریخ خمیس و تاریخ اسلام۔

(۵) ۳۸ھ ہجری میں حضرت محمدؐ ابن ابو بکر مصر کے حاکم مقرر ہوئے جنکو معاویہ بن خدیج نے بحکم معاویہ شہید کیا اور گدھے کی کھال میں رکھکر جلوادیا۔ جب حضرت عائشہ نے خبر قتل محمدؐ بن ابو بکر سُنی تو بہت روئیں اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص پر بددعا دیتی رہیں (تاریخ کامل ابن اثیر کتاب سُنی جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ تاریخ اسلام علامہ عباسی صفحہ ۳۲ تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۶)

اسی سال معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ کیطرف بھیجا اور لوٹ مار کرائی (تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ حبیب السیر ج ۲۔ تاریخ کامل ابن اثیر)

اسی سال سفیان بن عوف چھ ہزار شامیوں کے ساتھ روانہ کیا گیا کہ انبار اور مدائن کیطرف جاکر لوٹ مچادی۔ اسی سال معاویہ نے سترہ سو فوج عبداللہ بن مسعود حزاری کے ماتحت تیمار کیطرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اہل بادیہ سے جو کوئی گذرے صدقہ وصول کرے اور جو انکار کرے اُسے قتل کر ڈالے اُس نے ایسا ہی کیا بلکہ مکہ شریف و مدینہ منورہ تک گیا اور صدقہ وصول کیا (تاریخ اسلام جلد سوم صفحہ ۲۱۷)

معاویہ نے ضحاک بن قیس کو ہزار سوار سے راہ عراق پر بھیجدیا تاکہ رسد و سامان جناب امیر المومنینؑ کو بند کرے اُس نے بار برداری کے اونٹ پکڑ لئے اور رسد چھین لی جناب امیر علیہ السلام نے حضرت نذیر بن قیس کو پانچ سو پیدل آدمیوں کے ساتھ ضحاک کے مقابلہ کو بھیجا لڑائی ہوئی اور ضحاک زخمی ہوکر واپس شام ہوا۔ (تاریخ اسلام حصہ سوم باب پنجم صفحہ ۱۹۹)

(۶) ۳۹ھ ہجری میں معاویہ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار آدمی دیکر تعلبیہ و قلغانہ و مقام تدمر کی لوٹ کیواسطے روانہ کیا جناب امیر علیہ السلام نے حضرت حجر بن عدی کو مقابلہ میں روانہ کیا ضحاک کو شکست ہوئی۔ (تاریخ اسلام باب پنجم صفحہ ۲۱۸)

(۷) ضحاک نے حج کے ایام میں حاجیوں کو لوٹنا شروع کیا حضرت حجر بن عدی نے اسکو پسپا کیا

تاریخ اسلام جلد سوم صفحہ ۲۱۸)

(ب) سمرہ نے ۷۰ حافظ قرآن شریف ایک دن میں قتل کئے۔ (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۱۳۲)

(۸) ۴۰ھ ہجری میں بسر بن ارطاۃ صحابی ملعون نے بحکم معاویہ یمن کے قبیلہ ہمدان (محبان شاہ مرداں) پر فوج کشی کی بعد فتح انکی جورو۔ بیٹی۔ ماں۔ بہن سب کو قید کر لیا۔ اہل فوج اس قوم اور قبیلہ کی مستورات کو بغیر عدت و نکاح اپنے تصرف میں لائے (اس قبیلہ ہمدان کی وہی خطا تھی جو خلافت اول میں حضرت مالک بن نویرہ صحابی کی تھی کہ یہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے) بسر بن ارطاۃ نے حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے دو کمسن بچوں عبدالرحمن و قثیم کو انکی والدہ ماجدہ کے سامنے ذبح کر ڈالا اور وہ دیوانی ہو کر برسوں بے گوشہ بازاروں میں پھرتی رہی۔

اس نے عورتوں کو قتل کیا۔ یہ پہلا واقعہ اسلام میں ہے کہ مسلمان عورتیں قتل و قیدی ہوئیں اور بازاروں میں انکی قیمت لگائی گئی۔ یمن و حجاز میں تیس ہزار بے گناہ مسلمان محض محبت علی المرتضیٰ علیہ السلام میں قتل کیا۔ بسر نے مدینہ میں گھس کر ڈرا دھمکا کر جبراً لوگوں سے بیعت لی اور مکانوں کو مسمار کر کے ابوہریرہ کو مدینہ کا گورنر بنا کر مکہ شریف کی طرف رخ کیا۔ صفاء میں تمام شیعوں کو قتل کیا۔

جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ان ظلموں کی خبر پہنچی تو حضرت جاریہ بن قدامہؓ اور حضرت وہب بن مسعودؓ کو دو دو ہزار لشکری دیکر روانہ کیا۔ جنہوں نے طرفداران معاویہ کو قتل کیا بسر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ (تاریخ اسلام جلد سوم باب پنجم صفحہ ۲۱۸/۲۱۹ اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۱۴۷ و تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۱۵۳) جب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے واقعہ قتل فرزندان حضرت عبیداللہ بن عباسؓ سنا تو بہت روئے اور بسر بن ارطاۃ پر بددعا کی کہ خدایا اسکی عقل اور دین کو سلب کر لے چنانچہ یہ بددعا قبول ہوئی اور وہ دیوانہ ہو گیا کہا کرتا تھا کہ تلوار لاؤ لوگ لکڑی کی تلوار دیدیا کرتے اور وہ مشک پر مارا کرتا۔ (تاریخ ابن اثیر کامل جلد ۵ صفحہ ۱۵۴ اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۲۴۹)

(۹) ۴۰ھ ہجری میں جناب امیر علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں ابن ملجم کی تلوار زہر آلود کی ضرب سے ۲۱ ماہ رمضان المبارک میں شہادت پائی اور جناب امام حسنؑ خلیفہ مقرر ہوئے جب معاویہ کو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے بڑی خوشی منائی اور سجدہ شکر ادا کیا اور لوگوں نے بھی اسکے ساتھ سجدہ شکر کیا (الامامت والسیاست صفحہ ۱۴۵)

(۱۰) سنہ ۴۱ ہجری میں جناب امام حسن علیہ السلام نے کوفیوں کی بیوفائی اور زمانہ کی گردش و ناموافقت سے معاویہ سے صلح کرلی شرط صلح میں یہ لکھا تھا کہ جناب امیر علیہ السلام پر سب و شتم نہ کیجائے مگر معاویہ نے ایفا شرط نہ کی (تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۶۲) اسی سال سے ممبروں پر جناب امیر علیہ السلام پر سب و شتم شروع ہوا جو سنہ ۹۹ تک جاری رہا۔ (ابوالفدا جلد ۱ صفحہ ۲۱۲)

(۱۱) سنہ ۴۳ ہجری میں معاویہ نے حضرت صعصعہ بن صوحان صحابی کو بلوا کر پٹوایا جو فضائل و مناقب مرتضوی بیان کرتے تھے۔ (تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ مناظرہ احمدیہ صفحہ ۱۴)

(۱۲) سنہ ۴۴ ہجری میں معاویہ نے زیاد کو ابو سفیان کا بیٹا بنایا۔ یہ پہلا معاملہ ہے جس سے سنت رسول مقبول صلعم کو ظاہر بہ ظاہر تغیر دیگئی اور احکام شریعت علانیہ رد کر دئے گئے۔ (تاریخ ابن اثیر کامل صفحہ ۱۷۱ و تاریخ الخلفاء سیوطی حالات معاویہ صفحہ ۱۰۵)

(۱۳) سنہ ۴۶ ہجری میں حضرت عبد الرحمن بن خالد صحابی کو ایک یہودی طبیب کے ذریعہ معاویہ نے زہر دلا کر قتل کرایا کیونکہ اہل شام اسکو بہت مانتے تھے (مناظرہ احمدیہ)

(۱۴) سنہ ۴۹ ہجری میں حضرت امام حسن علیہ السلام کو معاویہ نے جعدہ بنت اشعث بن قیس سے زہر دلوایا اور وعدہ کیا تھا کہ بہت روپیہ انعام ملیگا اور اسکی بیٹے سے نکاح کر دیا جائے گا۔ دیکھو استیعاب ارجح المطالب۔ تذکرہ خواص الامہ۔ تہذیب التہذیب۔ تاریخ ابوالفدا۔ حیوۃ الحیوان۔ ثمرہ اوراق تہذیب الکمال۔ عقد فرید جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔

(۱۵) سنہ ۵۰ ہجری میں آٹھ ہزار شیعان حیدر کرار علیہ السلام قتل کئے گئے (مناظرہ احمدیہ صفحہ ۱۴)
اسی سال معاویہ نے منبر رسول مقبول صلعم کو مدینہ منورہ سے شام کیطرف لیجانا چاہا جبر آفتاب کو گہن لگا اور معاویہ نے یہ ارادہ ترک کیا۔ اور منبر پر جناب امیر علیہ السلام پر لعن طعن کی جس پر جناب ام سلمہ نے ٹوکا مگر معاویہ نے پرواہ نہ کی (عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

(۱۶) سنہ ۵۱ ہجری میں حضرت حجر بن عدی و عمرو بن الحمق اور انکے ساتھی صحابہ رسول مقبول صلعم کو معاویہ نے قتل کرایا۔ (ارجح المطالب باب ۳ استیعاب۔ طبری۔ سیرۃ محمدیہ صفحہ ۵۷۷) معاویہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی (تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۰۶)

(۱۷) سنہ ۵۳ میں حضرت سمرہ صحابی کو معزول کیا جس پر حضرت سمرہ نے کہا لعن اللہ معاویہ (مناظرہ احمدیہ صفحہ ۱۴۳)

(۲۹) ۵۶ھ میں معاویہ نے یزید پلید کی خلافت کی بنیاد ڈالی۔ اور بیعت عراق و حجاز سے لی۔
(۳۰) ۵۸ھ معاویہ نے بی بی عائشہ کو گڑھے میں ڈالکر قتل کیا۔ حبیب السیر وابن خلدون جلد ۵۔
(۳۱) ۶۰ھ ہجری میں معاویہ بن ابوسفیان گلے میں نصرانیوں کی صلیب لٹکا کر مر گیا (محاضرات راغب اصفہانی۔ مناظرہ احمدیہ ص۱۴۳ جلد اول۔

فضائل معاویہ

امام بخاری نے ایک مرفوع حدیث بھی معاویہ کی فضیلت میں بیان نہیں کی۔ ادھر ادھر کے تذکرے کر دئے۔ امام نسائی نے ایک خاص کتاب خصائص کبریٰ جناب علی علیہ السلام کے فضائل میں مرتب کئے تو خارجیوں نے ان پر بلوہ کیا اور کہا کہ معاویہ کی فضیلت میں بھی تم نے کوئی کتاب لکھی ہے انہوں نے کہا انکی فضیلت کہاں سے آئے یا انکی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی البتہ ایک حدیث یہ ہے لا یشبع اللہ بطنہ اللہ تعالیٰ انکا پیٹ نہ بھرے اس پر ان خارجی مردودوں نے امام نسائی کو گھونسوں اور لاتوں سے شہید کر ڈالا۔ دیکھو حاشیہ بخاری پارہ چودھواں۔ کتاب المناقب باب ذکر معاویہ ص۱۲۳ مطبع احمدی لاہور۔ ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب) مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی ص۲۰۔

(ب) اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ معاویہ بن ابوسفیان کی فضیلت میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی (موضوعات شوکانی۔ لالی المصنوعہ۔ موضوعات کبیر لعلی القاری ص۱۲۵)

(ج) ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں خلافت کیواسطے زیادہ طمع کرتا تھا (ازالۃ الخفاء ص۱۵۳)

(د) شوکانی نے فوائد المجموعہ میں لکھا ہے کہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ فضیلت معاویہ میں کوئی حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی نصائح کافیہ ص۱۶۳)

(ہ) سب سے صحیح بات یہ ہے کہ معاویہ کو مرتکب گناہ کبیرہ جاننا چاہئے (فتاوی عزیزی ص۱۳)

(و) معاویہ بن ابوسفیان مؤلفۃ القلوب میں سے تھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی عربی ص۱۳۱)

(ز) معاویہ بن ابوسفیان وہ عبدالرحمٰن کے ساتھ کنیت کیا جاتا تھا اور باپ اور بھائی مسلم فتح اور مؤلفۃ القلوب میں سے ہے صاحب جامع الاصول لکھتے ہیں کہ وحی کا لکھنا ثابت نہیں ہوا۔ محدثوں نے کہا ہے کہ معاویہ کے فضل میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی (مدارج النبوۃ فارسی ص۳۱۲)

جلد دوم منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۹۶۴ تا ۹۶۶)

(ح) جب معاویہ اور عمرو عاص نے از راہ مکر و فریب قرآن شریف کو بلند کیا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بندگان خدا تم چلے چلو اپنے حق و صدق پر اور قتال دشمن پر کہ معاویہ عمرو عاص ابن ابی معیط۔ حبیب۔ ابن سرح۔ ضحاک نہ اصحاب دین ہیں نہ صاحب قرآن ہیں تم لوگوں سے میں زیادہ انکو جانتا ہوں اور بچپنے سے انکو پہچانتا ہوں طفلی میں یہ شریر اطفال تھے اور بڑے ہوکر سب سے زیادہ بدتر ہو گئے قرآن کو از راہ مکر و فریب بلند کیا ہے ہم اسواسطے ان سے جہاد کرتے ہیں کہ کتاب خدا کو مانیں اور اسپر عمل کریں کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے عہد کو بھلا دیا ہے اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ و مناظرہ امجدیہ جلد اول صفحہ ۶۳)

(ط) جب معاویہ وارد مدینہ ہوا تو اس نے منبر پر خطبہ پڑھا اور جناب امام حسن علیہ السلام کو گالیاں دیں جسپر امام علیہ السلام نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت فرمایا خدا نے جب کسی کو مبعوث کیا ہے تو اس کے لئے بدکاروں سے ایک دشمن بھی ضرور بنایا ہے پس میں فرزند علی علیہ السلام ہوں اور تو فرزند صخر۔ تیری ماں ھندہ ہے اور میری ماں فاطمۃ الزہرا۔ اور تیری جدہ قبیلہ ہے اور میری جدہ خدیجہؑ پس خدا لعنت کرے اُس پر جو ہم دونوں میں زیادہ ذلیل ہو نسب میں اور مجہول تر ہو ذکر میں اور عظیم تر ہو از روئے کفر کے اور شدید تر ہو از روئے نفاق کے۔ پس ہر طرف سے اہل مسجد نے آواز آمین بلند کی معاویہ اپنا خطبہ ناتمام چھوڑ کر منبر سے اتر کر چلدیا۔ (مستطرف صفحہ ۱۳۱ مناظرہ امجدیہ جلد اول صفحہ ۶۸)

(ی) **قول بی بی عائشہ**:- جب یزید کی بیعت کا معاملہ پیش ہوا تو مروان نے کہا امیر المومنین معاویہ نے از راہ خیر خواہی تم لوگوں کے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جسپر عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے کہا تو جھوٹا ہے اے مروان اور جھوٹا ہے معاویہ۔ تم لوگوں نے خیر خواہی امت محمدیہ کا ارادہ نہیں کیا بلکہ سنت ہرقلیہ اختیار کی ہے کہ جسطرح ہرقل کے بعد اسی خاندان کا دوسرا شخص ہرقل ہوتا ہے مروان نے کہا تو وہی ہے جس کے بارے خدا نے آیہ والذی قال لوالدیہ اف لکما نازل کیا عائشہ نے یہ کلام سنا تو پس پردہ کھڑی ہوئیں اور آواز دی اے مروان یہ آیت فلان بن فلان کے حق میں اتری عبدالرحمٰن کے حق میں نہیں لیکن تو ایک ریزہ ہے لعنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی (تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۳ صفحہ ۱۹۹ و مناظرہ امجدیہ صفحہ ۸۱/۸۲ تاریخ الخلفاء سیوطی)

اہل سنت کا چھٹا خلیفہ یزید ابن معاویہ ابن ابوسفیان اموی لعنۃ اللہ علیہ و علی اعوانہ

اہل سنت کے بارہ خلیفوں میں سے بھی ایک خلیفہ ہے جس پر اہلسنت کا مسلمہ اجماع کا اصول صادق ہوتا ہے کہ وہ اہل حل و عقد۔ استخلاف۔ شوریٰ اور استیلا سے خلیفہ مقرر ہوا اس لئے ابن تیمیہ نے اسکو نبی کا درجہ دیدیا اور عبدالشکور سلمی نے اسکو خلیفہ برحق کہا اور امام غزالی نے اسکو مومن لکھ دیا۔

اعمالنامۂ یزید پلید (۱) یزید بن معاویہ ۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ نہایت موٹا تازہ آدمی بقول ارونگ پتلا دبلا تھا۔ اس کے بدن پر (ریچھ کیطرح بال بہت تھے) فاسق۔ فاجر۔ زانی۔ شرابی۔ عیاش۔ تارک الصلوۃ۔ شطرنج و چوسر کا شوقین۔ ظالم۔ متکبر۔ لہو و لعب کو زیادہ پسند کرتا تھا معاویہ نے اسکو اپنی حیات میں ولیعہد بنایا تھا جس وجہ سے لوگ نہایت ناخوش تھے۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۱۱ و صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۳۶ و اعمالنامہ یزید پلید مصنفہ محبی مکرم مولانا مولوی خیرالدین صاحب صابر ملتانی)

(۲) یزید پلید نے ماں و بیٹا اور بہن و بھائی کا نکاح جائز کر دیا تھا اور نکاح بین الاخوات (دو سگی بہنوں کا نکاح ایک مرد سے جائز رکھتا تھا۔ شراب خوار و تارک الصلوۃ تھا۔ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۳۵۹ سطر اول۔)

(ب) یزید شرابی تھا۔ راگ سرود کو جائز رکھا۔ حق کو صاحب کیا۔ دین میں فسق کیا۔ ابو الشکور سلمی ~~کبیر لعلی اعاد~~ (حاشیہ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۷)

(۳) یزید بن معاویہ ملعون اپنی پھوپھی پر عاشق ہوا اور پھوپھی اسکی باکرہ تھی پس حیا مانع ہوئی کہ اپنے عشق کو پھوپھی سے ظاہر کرے اور اپنا کام نکالے پس اپنی پھوپھی کو باغ میں لیگیا اور گھوڑی پر گھوڑا اڑلوا دیا۔ اور پھر اس کے ساتھ وہی کیا کہ جو مقصد دلی و جذبہ عشق تھا مگر وہ باکرہ نہ تھی (انوار النعمانیہ بحوالہ نورتن صفحہ ۸۴)

(۴) یزید پلید نے جب وہ ولیعہد تھا۔ جناب بی بی عائشہ ام المومنین سے نکاح کی خواستگاری کی (مدارج النبوۃ)

(۵) یزید پلید شراب خور تھا۔ شراب پیتے وقت وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎

فان حرمت یومًا علی دین احمدؐ فخذ ھا علی دین المسیح ابن مریم

اگر شراب دین سیدنا احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے مطابق ایک دن حرام ہوگئی تو ہونے دو۔ تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دین پر ہوکر پیتا جا۔ (تاریخ عظیم میں اور اشعار کفریہ ملاحظہ کریں۔)

(۶) بعد انتقال معاویہ اہل شام نے یزید کی بیعت کرلی پھر اس نے اہل مدینہ سے بیعت کے لئے کہلا بھیجا لیکن امام حسین علیہ السلام اور ابن زبیر نے بیعت کرنے سے انکار کردیا۔ جس پر سیدنا امام حسین علیہ السلام معہ اہل بیت کرام و موالیان و محبان عظام کربلا معلّٰی میں بروز عاشورہ محرم شہید کردئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اہل بیت اسیر کرلئے گئے اور سرہائے مبارک شہدا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نیزوں پر لٹکا کر شہر بشہر پھرا کر دمشق میں یزید پلید کے سامنے لائے گئے۔ (کل مورخین کا اتفاق ہے)

(۷) جب سر مبارک سیدنا امام حسینؑ روحی لہ الفدا علیہ السلام دربار یزید پلید میں لایا گیا تو اس نے دندان مبارک پر چھڑی ماری اور شراب پیتا جاتا تھا اور کفریہ شعر بکتا تھا۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۳۵۷)

۸۔ **واقعہ حرا** یزید پلید نے بعد شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام اپنا لشکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔ قتل و فساد عظیم اور خونریزی کی۔ مدینہ منورہ کی ہتک کی چنانچہ مشہور ہے کہ تین سو لڑکیوں کی بکارت ضائع کی اور اسیقدر صحابۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جنگ میں شہید کیا۔ سات سو قاری قرآن شریف قتل کئے گئے۔ مسجد نبوی میں کئی دن جماعت نہ ہوئی اس ڈر سے باقی مدنی لوگ نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ اور مسجد تک نہ آنے پاتے تھے۔ کتوں اور بھیڑیوں نے مقام رسول مقبول صلعم پر آکر پیشاب کرنا شروع کردیا۔ (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ۳۵۹)

(۹) تین دن تک مدینہ منورہ میں بحکم یزید پلید قتل عام ہوا۔ دس ہزار اہل مدینہ اور سات سو اصحاب رسول مقبول صلعم قتل ہوئے۔ عورات اہل مدینہ لشکر یزید پر مباح ہوگئیں تھیں حتیٰ کہ ایک ہزار عورت نے حرام کے بچے جنے (جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نولکشور اور دیکھو حاشیہ مترجم صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور پارہ بارہواں صفحہ ۳ کتاب الجہاد۔)

(۱۰) یہ واقعہ حرا ۲۸ ذوالحجہ ۶۴ھ ہجری کو ہوا۔ پھر یہی لشکر یزیدی مکہ شریف کیطرف متوجہ ہوا عبداللہ بن زبیر کے ساتھ لڑائی شروع کردی اور کعبہ شریف پر منجنیق ڈالی اور پردۂ خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۳۶) ابن اثیر کامل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲)

(۱۱) یزید نے خانہ خدا (کعبۃ اللہ) پر منجنیق نصب کیں وہاں آتش زنی کی۔ حرم خدا کو حلال کیا۔ (دیکھو تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۱۶۱ تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ تاریخ ابن الوردی جلد اول صفحہ ۲۳۲ مصر تاریخ ابوالفدا طبع لنڈن جلد ۳ صفحہ ۲۷۸ روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۱۵۷)

(۱۲) ۶۳ھ ہجری میں یزید کو خبر پہنچی کہ اہل مدینہ نے اسکی خلافت سے انکار کر کے سر خروج کیا ہے۔ یزید نے فوراً ایک بڑا لشکر انکی طرف روانہ کیا۔ اور اہل مدینہ سے جنگ کرنیکا حکم دیا۔ پھر ابن الزبیر سے جنگ کرنے کیلئے مکہ جانیکا حکم دیا۔ حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر کے ہاتھ سے پناہ میں رہا ہو۔ بہت سے صحابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر لوگ قتل ہوئے۔ مدینہ شریف خراب کیا گیا اور بدبخت لشکریوں نے ہزار لڑکیوں کا ازالہ بکارت کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا۔ خدا اسکو خوف زدہ کرے اور اسپر خدا اور انسانوں اور فرشتوں کی لعنت ہوگی۔ (مسلم) اہل مدینہ کے خلع کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ یزید نے گناہوں میں بہت ہی زیادتی کی تھی۔ چنانچہ ابن غسیل نے فرمایا کہ ہم نے اسوقت تک یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا کہ ہمیں یقین نہ ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑیں گے۔ غضب ہے لوگ ماؤں۔ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کریں علانیہ شراب پئیں اور نماز چھوڑ بیٹھیں (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ اردو۔ زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۱۳۔ سطر ۲۲)

(۱۳) ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید اہل مدینہ کے ساتھ اس بدی سے پیش آیا (وہ شراب تو پیتا ہی تھا) لوگ اس سے برافروختہ ہو گئے اور سب کے سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اس نے اپنا لشکر اہل مکہ سے جنگ کے لئے بھیجا راستہ میں اس لشکر کا سپہ سالار مر گیا تو ایک اور سپہ سالار بنایا گیا۔ آخر صفر ۶۴ھ ہجری میں اس نے مکہ شریف کا محاصرہ کر دیا۔ ابن زبیر سے جدال و قتال شروع کر دیا اور منجنیق سے مارنے لگا یہانتک کہ اس کے شعلوں سے کعبہ شریف کے پردے اور اس دنبہ کے سینگ جل گئے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا کر بھیجا گیا تھا اور جو اس زمانہ سے برابر سقف کعبہ میں رکھے چلے آتے تھے اس اثنا میں خدا نے ماہ ربیع الاول میں یزید پلید علیہ اللعنۃ کو ہلاک کر دیا۔ یہ خبر مکہ شریف میں عین حالت جنگ میں پہنچی ابن زبیر نے فوراً پکار دیا کہ اے اہل شام تمہارا گمراہ کنندہ مر گیا یہ سنتے ہی

لشکر انتشار بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے انکا تعاقب کیا اور انکو خوب ذلیل و خوار کیا (دیکھو تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی ترجمہ اردو زمیندار پریس لاہور صـ۱۱۴ سطر اول تا اسعادۃ الکونین)

(۱۴) مسلم سردار لشکر یزید نے غلبہ پاکر شہر والوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ تین روز تک شامیوں نے مدینہ والوں کا خون حلال رکھا۔ اور یاران رسول صلعم چھپے چھپے پھرتے تھے

دو مہینہ تک شامیوں نے کلہ کا محاصرہ قائم رکھا۔ سپاہ شام جسمیں بعض کافران حبشہ بھی تھے منجنیق سے شہر میں پتھر برساتے تھے۔ مسجد کعبہ کو ضرر پہنچا۔ اور اس کے بعد روئی میں گندھگ بھر کر شامیوں نے اسطرح پھینکی کہ خانہ کعبہ کے پردوں میں آگ لگ گئی اور تمام دیواریں سیاہ ہوگئیں۔

یزید کی موت ۳۹ برس کی عمر میں ہوئی۔ تین سال آٹھ مہینے تک اُس نے بادشاہی کی۔ دیکھو تاریخ الاسلام علامہ عباسی گورکھپوری صـ۳۵۱ تا ۳۵۲)

(۱۵) یزید ظالم اور دغاباز تھا۔ رحم اور انصاف سے تو اسکو مس تک نہ تھی۔ اسکی دل لگی کے سامان اسکے مصاحبوں کی طرح کمینہ اور لغو ہوتے تھے۔ وہ علماء دین کی توہین و ہتک سطرح کرتا کہ جہاں جاتا سجائے ہوئے شامی گدھے پر ایک بندر کو علماؤں کے سے کپڑے پہنا کر ساتھ لئے پھرتا سارا دربار میخواری و عیش میں ڈوب گیا اور دار الخلافہ کے گلی کوچوں میں بھی قدرتاً اسکی تقلید ہونے لگی حضرت علیؑ کے دوسرے فرزند حضرت حسینؑ اپنے باپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ سے مملو تھے اور بقول سیڈی لاٹ فرانسیسی مورخ کے انمیں صرف ایک کمی تھی کہ وہ امیہ کی اولاد کی طرح سازش کے جال بچھانا نہیں جانتے تھے انہوں نے (جناب امام حسینؑ) اسلامیوں کے محاصرہ میں عیسائیوں کے برخلاف مردانگی کے وہ جوہر دکھلائے کہ خورد و کلان دنگ رہ گئے انکو خلافت کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علیؑ دونوں کیطرف سے پہنچتا تھا۔ صلح کی شرائط میں جو معاویہ اور حضرت امام حسنؑ کے مابین ہوئی تھیں۔ حضرت امام حسینؑ کا حق خلافت بیّن طور پر محفوظ رکھا گیا تھا۔ حضرت امام حسینؑ نے دمشق کی ظالمانہ خلافت کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ اسکی برائیوں سے وہ نفرت رکھتے تھے اور اسکی بدچلنی سے سخت بیزار تھے (تاریخ اسلام آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ جج و ممبر پریوی کونسل لنڈن صـ۶۴)

(۱۴) **واقعہ حرا:-** یزید نے ایک بھاری فوج شامی اور اموی سپاہیوں کی مسلم بن عقبہ کی ماتحت روانہ کی اہل مدینہ نے مقام حرہ پر شامیوں کا مقابلہ کیا جہاں سخت گھمسان کا رن پڑا مدینہ کے نوخیز جوان پیغمبر صلعم کے اعلیٰ اصحاب انصار اور مجاہدین دونوں اس تباہی بخش لڑائی میں ضائع ہوگئے اور اسبات سے اسلام کو کسی طرح بربر اضعف پہنچا۔ وہ شہر جس نے رسول اللہ صلعم کو پناہ دی تھی وہ شہر جو آنجناب کی زندگی اور نبوت سے سرافراز ہوتا رہا وہ شہر جو مصیبت کے وقت آنحضرت کے ساتھ رہا اب کشت وخون قتل عام کا آماجگاہ بن رہا تھا ایسی دہشتناک مثال کو یا تو فرانس کے سپاہیوں کی غداری اور یا پیروان لوتھری روم پر تاخت تاراج کی تباہی پہنچتی ہے اور بس۔ جامع مسجد کو طویلہ بنایا گیا (تاریخ اسلام ایضاً ص ۶۷)

یزید پلید ملعون کافر ہوکر مرا قولہ تعالیٰ۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مہینا کا قانون الٰہی وایکٹ خدائی یزید پلید پر بخوبی عائد ہوسکتا ہے تبدیل شریعت محمدیہ۔ اہانت واسیری وقتل اہلبیت رسالت۔ تاراجی وغارت مدینہ منورہ۔ واحراق خانہ کعبہ یزید ملعون کی ایذاء اللہ تعالیٰ ورسول خدا کے واسطے کافی شہادتیں ہیں جیسے وہ مجرم ہے مستحق لعنت ابدی ہے۔ اگر ان افعال ذمیمہ سے انسان مجرم نہیں ہوسکتا تو پھر بتلائیے دنیا میں اور کونسا گناہ باقی ہے جسکو یزید پلید نے نہ کیا ہو۔ حامیان ومددگاران یزید پلید خیال فرماویں۔

(۲) ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر مطبع میمنہ ص ۱۳۱ سطر ۲۵ پر فرماتے ہیں فقالت طائفۃ انہ کافر بقول سبط ابن بطوزی وغیرہ المشھور انہ لما جاء راس الحسین رضی اللہ عنہ جمع اھل الشام وجعل ینکث راسہ بالخیزران وینشد ابیات ابن الزبعری ؎

لیت اشیاخی ببدر شھدوا

الابیات المعروفۃ وزاد فیہا بیتین مشتملین علی صریح الکفر وقال ابن الجوزی فیما حکاہ سبطہ عنہ لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسین وانما العجب من خذلان یزید وضربہ بالقضیب ثنایا الحسین وحملہ آل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سبایا علی اقتاب الجمال وذکر شیئاً من قبیح ما شتر عنہ ورد عا الراس الی المدینۃ وقد تغیرت ریحہ ثم قال وما کان مقصودہ الا الفضیحۃ واظہار الراس فیجوز ان یفعل ھذا بالخوارج والبغاۃ یکفنون ویصلی علیہم ویدفنون ولو لم یکن فی قلبہ احقاد جاھلیۃ واضغان بدریۃ لاحترم الراس لما وصل الیہ وکفنہ ودفنہ واحسن الی آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہیٰ: ترجمہ:- ایک گروہ کا قول ہے کہ بدلیل سبط ابن جوزی وغیرہ یزید پلید کافر ہے مشہور یہ ہے کہ جسوقت سر مبارک سیدنا امام حسین علیہ السلام کا لایا گیا تو یزید نے شامیوں کو جمع کیا اور سر مبارک کو خیزران کی لکڑی سے دندان مبارک پر مارنے لگا اور ابن زبعری کے ابیات کہنے لگا کہ آج میرے بدر کے بزرگ کشتہ دیکھتے تو خوش ہوتے۔ اس کے علاوہ دو بیت شعر اور زیادہ کئے پس صاف ثابت ہے کہ وہ کافر تھا۔ اور ابن جوزی سے اس کے بیٹے نے حکایت کی ابن زیاد کا جناب امام حسینؑ کو قتل کرنا ہی عجب نہیں بلکہ سب سے زیادہ عجوبہ یہ کہ یزید کا خوار کرنا۔ دندان مبارک پر چھڑی مارنا۔ اور بے پالان اونٹوں پر اہل بیت کو قید کرا لانا۔ انکی نسبت بد الفاظ مشہور کرنا اور متغیر شدہ سر مبارک کو مدینہ منورہ روانہ کرنا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید پلید کا منشا تھا کہ اہلبیت رسالت کی رسوائی ہو اور لوگ سر مبارک کو دیکھیں اور جو کام کہ اس سے صادر ہوا ہے یہ خوارج اور باغیوں سے بھی کرنا جائز نہیں، بلکہ انکو کفن دیتے ہیں ان پر نماز پڑھکر دفن کرتے ہیں اور اگر یزید پلید کے دلمیں کینہ جاہلیت نہ ہوتا اور بدر کے کشتوں کا بدلہ لینا مطلب نہ ہوتا تو جسوقت سر مبارک اس کے پاس پہنچا تھا اسکی عزت کرتا کفن دیتا اور دفن کرتا اور جناب رسول خدا صلعم کی آل مطہرہ سے نیک سلوک کرتا۔

(ب) واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ ورضی بہ (شرح عقائد نسفی ص۱۱۷) اور تمام اہل سنت کا جواز لعن پر اتفاق ہے اس پر جس نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اسکے قتل کرنے کیواسطے حکم دیا یا اجازت دی یا اسپر راضی ہوا۔

(۳) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مطبع قیومی کانپور ص۸۸ پر اور علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی ص۱۱۷ پر لکھا ہے۔ والحق ان رضی یزید بقتل الحسین واستبشارہ

بیت الرسول واهانته اهل بيت النبی صلی الله علیه واله وسلم مماتوا اتر معناه وان کان تفاصیله احادا۔ فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلی انصاره وعلی اعوانه۔ ترجمہ:۔ سچ اور حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے راضی ہونا اور خوش ہونا اور اسکا اہل بیت رسالت صلعم کی اہانت کرنا ایسے امر ہیں کہ جنکا ثبوت متواترات سے ہے اگرچہ اسکی تفصیل بطریق احاد ثابت ہے پس ہم یزید کی بابت کچھ توقف نہیں کرتے بلکہ اسکے ایمان پر بھی ہمکو توقف نہیں (یعنی وہ کافر ہے) اللہ کی لعنت ہو اسپر اور اسکے مددگار و معاونین پر آمین۔

(۴) سمہودی نے جواہر العقدین میں اور تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص ۱۳۵/۱۳۶ پر یزید پر لعنت ڈالی ہے اور کافر ملعون کہا ہے۔

(۵) علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ الخلفاء میں یزید پر لعنت ڈالتا ہے۔ پڑھو۔ (خدا قاتل حسین علیہ السلام اور ابن زیاد اور یزید پر لعنت کرے) تاریخ الخلفاء (علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص ۱۱۳ سطر ۱۷۔ اور تاریخ الخلفاء (عربی ص ۱۴۱ دیکھو۔

(۶) صالح بن احمد حنبل کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ایک قوم ہمکو یزید کی دوستی کی نسبت دیتے ہیں یہ کیا بات ہے۔ میرے باپ نے کہا اے بیٹے مجھکو اس شخص کی نسبت دوستی کی لگاتے ہو کہ خدا کے ساتھ وہ ایمان نہ رکھتا تھا اور اس پر کیوں لعنت نہیں کرتے جس پر خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے پوچھا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے فرمایا قولہ تعالیٰ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله فاصمهم واعمی ابصارهم (سورہ محمد سیپارہ ۲۶) آیا شاید تم سے توقع ہے کہ اگر اپنے طور امیر ہو کر لوگوں پر حکم کرو زمین میں فساد کرو اپنے قطع رحم کرو یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے انکو بہرا و اندھا کر دیا ہے امام احمد حنبل نے کہا اے فرزند کیا کوئی بڑا فساد قتل فرزند رسول مقبول صلعم سے زیادہ ہے۔ (صواعق محرقہ عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۲ سطر ۲۸ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۹) (اور روح المعانی جلد ۸ ص ۱۲۵)

(۷) ابن جوزی کہتا ہے قاضی ابو یعلیٰ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں یزید کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ من اخاف اهل المدینه ظلما اخافه الله

وعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکتہ والناس اجمعین جس نے اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرایا خدا تعالیٰ اسکو ڈراتا ہے اور اسپر اللہ اور فرشتے اور آدمیوں کی لعنت برستی ہے (دیکھو براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۳۵۹)

(۸) نوفل بن ابو الفرات کہتے ہیں کہ میں ایک روز عمر ابن عبد العزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین یزید بن معاویہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ تو ایسے شخص کو امیر المومنین کہتا ہے اور اس جرم میں اسکو بیس دُرّے لگوائے (دیکھو تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی ترجمہ زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۱۳ سطر ۲۰) (صواعق محرقہ عربی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۲ سطر ۱۱۔ وصواعق محرقہ فارسی صفحہ ۳۵۸ سطر ۱۷)

(۹) ملا ہیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ نے تو یزید پلید کا صفایا ہی کر دیا کہ اسکو مشرک فرمایا اور اہل سنت کے اختلاف جواز و عدم جواز کفر کا ملیا میٹ کر دیا۔ سنو۔ "یزید بے نماز تھا اور بے نماز مشرک ہوتا ہے۔ یزید گو اموی ہونیکی وجہ سے قریش سے کچھ نسبت رکھتا تھا مگر بے نماز ہونا اسکا اسے مردود کر گیا کہ بے نماز پلید ہے۔ امام ہو نہیں سکتا۔ (دیکھو کھلا فیصلہ جناب مولوی صاحب پیر کوٹی صفحہ ۲۵) یاد رکھو مشرک ابدی ناری ہے۔

۱۰۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی لیڈر و مسیح موعود جماعت احمدیہ فرماتے ہیں

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اسمیں موجود نہ تھے۔ بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین علیہ السلام طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جنکو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کے تقوے اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اسکو ملی تھی تباہ ہو گیا وہ دل جو اُسکا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل * * * * * * * * جو عملی رنگ میں اسکی

محبت ظاہر کرتا ہے اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے انکی قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین علیہ السلام کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین علیہ السلام سے بھی محبت کیجاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین علیہ السلام کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے۔ یا کوئی کلمہ استخفاف کا اسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ انتہی۔ بلفظہ الشریف از اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیاں صفحہ ا و ۲ (دین الحق یا ہمارا مذہب حصہ اول ص ۸۸/۸۹ دیکھو نیز دیکھو مراۃ القادیانیہ)۔

(۱) تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص ۱۲۵ مطبوعہ مصر پر ہے وعلی ھذا القول لا توقف فی لعن یزید لکثرۃ اوصافہ الخبیثۃ وارتکابہ الکبائر فی جمیع ایام تکلیفہ ویکفی ما فعلہ ایام استیلائہ باھل المدینۃ ومکۃ فقد روی الطبرانی بسند حسن اللھم من ظلم اھل المدینۃ واخافھم فاخفہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل والطامۃ الکبری ما فعلہ باھل البیت ورضاہ بقتل الحسین (ابن علیؓ) علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام واستبشارہ بذالک واھانتہ لاھل بیتہ مما تواتر معناہ وان کانت تفاصیلہ احاد الخ (سورہ محمدؐ)

پیشین گوئی (۱) ابو یعلی اپنی مسند میں ضعف سی ابو عبیدہ سے روایت کرتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا لا یزال الامر امتی قائما بالقسط۔ حتی تکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید (صواعق محرقہ فارسی ص ۳۵۸) ہمیشہ میری امت میں امارت ساتھ عدل اور راستی کے رہیگا تا آنکہ اول جو شخص دین میں رخنہ ڈالیگا اُسکا نام یزید ہوگا۔

(۲) اور رویانی اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا

سلعم سے سنا اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کریگا وہ بنی امیہ میں سے یزید کہلائیگا۔ (صواعق محرقہ ص ۳۵۸ (تاریخ الخلفا علامہ سیوطی ص ۱۳)

(۳) حضرت ابو ہریرہ نے بھی کچھ جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہوا تھا کہ وہ شان یزید پلید میں ہمیشہ کہا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۸ سطر ۱۰) پاک پروردگار میں ساٹھویں سال بعد لونڈوں کی امارت سے پناہ مانگتا ہوں۔

(دوم) جناب مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح ستہ حیدر آبادی محدث فرماتے ہیں۔ وخرج امامنا الحسین بن علیؑ۔ علی یزید لعنہ اللہ لانہ مادخل فی بیعۃ وکن الاکثر اھل المدینۃ والذین دخلوا فی بیعۃ ھم ایضاً نکثوا بیعۃ لمارا وامن فقہ وفجورہ والحادہ وتحلیل الخمر والزنا وغیر ذلک فھو علیہ السلام بذل نفسہ لاعلاء کلمۃ اللہ وراقامتہ الشرع المتین وصار سید الشھداء والصدیقین ومن انکر شھادۃ الحسینؑ وظنہ باغیا فقد اخطا خطا رفاحشا (دیکھو کتاب ھدیۃ المھدی جلد اول ص ۹۸ سطر ۳ مطبوعہ میور پریس دہلی) ترجمہ اور ہمارے امام سیدنا حسینؑ ابن سیدنا علی المرتضیٰؑ علیہ السلام نے یزید ملعون پر خروج فرمایا اور یزید کی بیعت نہ کی اور اکثر اہل مدینہ نے بھی بیعت نہ کی اور جن لوگوں نے بیعت کی تھی تو بیعت کو توڑ ڈالا جبکہ یزید پلید کا فسق و فجور اور الحاد اور شراب اور زنا کو حلال کرنا دیکھا اور جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان کو کلمۃ اللہ کے جاری کرنیکے واسطے اور شرع متین کو محکم کرنے کے لئے قربان کر دیا اور تمام شہیدوں اور نیک بندوں کے سردار بن گئے اور جس نے شہادت حسینی سے انکار کیا اور انکو باغی سمجھا اس نے سخت غلطی کھائی (وہ کافر ہو گیا) کیونکہ اس نے تمام اخبار واحادیث نبوی کو جھٹلایا۔)

(ب) انما لعناہ لانہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل وکذالک روی ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ ومنع الغزالی عنہ عنہ تحکم وھو لم یلتفت الی قولہ تعالیٰ۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ وای این الاعظم من قتل آلہ واقاربہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجملۃ

حرمته وقتل اهل المدينة وامر يزيد بن الملك واستبشاره به متواتر لايمكن الانكار عنه ايضًا على۔ تحقیق ہم نے اس پر لعنت کی کیونکہ ہمارے امام احمد حنبل نے بھی اس پر لعنت کی جیسا کہ ہمارے متقدمین میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز رکھا اور امام غزالی نے منع کیا مگر اس نے خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے واسطے سخت عذاب ہے غزالی صاحب فرمائے قتل اولاد رسول مقبول سے زیادہ کون ایذا ہوگی اہلبیت نبوت کو رسوا کرنا اہالیان مدینہ منورہ کو غارت کرنا وقتل کرنا اس سے بڑھکر کونسی ایذا ہوئی یہ خبر متواتر ہے انکار نہیں ہوسکتا کہ یزید پلید نے یہ حکم دیا اور اس پر خوشی ہوا انتہی (حاشیہ ایضًا)

ساتواں خلیفہ عبدالملک بن مروان کی ۶۵ھ ہجری میں عبدالملک اپنے باپ مروان ملعون کے بعد تخت پر بیٹھا اس کے حکم سے حجاج بن یوسف نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ عبداللہ بن زبیر کو قتل کر کے پھانسی دیدیا۔ حرم کعبہ کو خون سے آلودہ کیا۔ حجاج نے اہل مدینہ کی سخت توہین کی حضرت انس وحضرت جابر و دیگر صحابہ کرام کی مشکیں کسوالیں عبداللہ ابن عمر کو زہر آلود تیر سے زخمی کرایا۔ جب عبدالملک کو خلافت پہنچ گئی پھر قرآن شریف کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بس اب تیرا زمانہ ہوچکا۔ عبدالفطر اور عیدالضحی میں اولاد مروان ہی نے بے جا اذان دلوائی۔ ہمارے نزدیک تو عبدالملک اور حجاج دونوں برابر ہیں کیونکہ اسی نے اسکو صحابہ اور مسلمانوں پر حاکم بنایا تھا اور اس نے اپنی حکومت میں انکے قتل وضرب وحبس و دشنام میں کوئی دقیقہ انکی توہین وذلت کا اٹھا نہیں رکھا غضب ہے کہ حضرت انس وغیرہ جلیل القدر صحابیوں کی مشکیں کسوائی جائیں یہ ایسا جرم ہے جسکو یقینًا خدا کسی طرح معاف نہ کریگا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صہ ۱۱۶ تا ۱۲۰ و تاریخ الاسلام علامہ عباسی صہ ۳۵۷)

اٹھواں خلیفہ ولید بن عبدالملک مروانی ۸۶ھ میں اپنے باپ کے مرنے پر تخت پر بیٹھا یہ بڑا ظالم بادشاہ تھا حجاج کا ظلم اسکے عہد میں اور بھی ترقی پکڑ گیا (تاریخ علامہ عباسی صہ ۳۵۹)

(۲) ولید بخت جبار و ظالم تھا اسکے زمانہ میں حضرت عمر جیسی فتوحات ملکی ہوئیں ہندوستان واندلس فتح ہوئی (اگر فتوحات ملکی معیار امامت و خلافت سمجھتے ہو تو اسکو بھی امام ماننا پڑیگا) اسکے عہد میں حجاج بن یوسف ملعون نے محبان وشیعان اہلبیت رسالت کو چن چن کر قتل کیا جنکی تعداد ہزاروں تک ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت قنبر غلام سیدنا حیدر صفدر علیہ السلام اسکے ہاتھوں ذبح کیے گئے

سیوطی صفحہ ۱۲۲)

نانواں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مروانی۔ سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ ہجری میں اپنے بھائی کی فوتگی کے بعد تخت نشین ہوا نہایت پرخور مشہور تھا چنانچہ ایک دفعہ ستر انار اور ایک چھ مہینہ کا حلوان بکرا اور چھ مرغ اور بہت سی کشمش کھا گیا۔ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا ولیعہد بنایا (تاریخ سیوطی صفحہ ۱۲۲)

دسواں خلیفہ حضرت عمرو بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ۹۹ھ یہ بہت اچھا بادشاہ تھا مسلمانوں کا اچھا و نیک خیال ہے کہ بعد خلفائے اربعہ کے پھر اس سے کوئی اچھا مسلمان بادشاہ نہیں ہوا۔ معاویہ کے وقت سے یہ دستور تھا کہ خطبے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو بُرا کہا کرتے تھے اور غرض اس سے صرف حفظ سلطنت تھی کہ لوگ آل علیؑ علیہ السلام کیطرف رجوع نہ کریں اور عمرو بن عبدالعزیز نے اس دستور کو مٹا دیا اور حضرت علیؑ کو بُرا کہنے کی جگہ پر ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور ایک روائیت کے مطابق ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتای ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی داخل کیا۔ باغ فدک کو حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول کے وقت میں جناب فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم نے ارث پیغمبر کی بنیاد پر طلب کیا۔ خلیفہ اول نے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبر کی کوئی ملکیت نہ تھی جس پر ارث جاری ہو مشہور ہے کہ عمرو بن عبدالعزیز نے ورثائے جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو بلا کر باغ فدک حوالہ کر دیا (تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۳۶)

(۲) قیس بن جبیر کہتے ہیں کہ بنی امیہ میں عمرو بن عبدالعزیز ایسے ہیں جیسے فرعون کے خاندان میں مومن تھا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۲۶ سطر ۲۴۔

(۳) بنو امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبوں میں حضرت علیؑ کی شان میں بے ادبی کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی خلافت میں اسکو سختی کے ساتھ منع فرمایا اور اپنے عمال وحکام کے نام فرمان جاری کیا کہ ایسا نہ کیا جائے اور بجائے ان خلاف ادب الفاظ کے حکم دیا کہ یہ آئت پڑھی جائے۔ ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان الخ چنانچہ اسکی تعمیل ہوتی چلی آتی ہے (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۳۲ سطر ۲۲)

گیارہواں خلیفہ ہشام بن عبدالملک مروانی حضرت عمرو بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے بعد یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا شہوت پرست تھا کھانے پینے سے اور عورتوں کی مصاحبت سے اسے بڑا انس تھا

یزید کے وقت میں کھانے پینے اور نکاح کے متعلق ہر وقت لوگ رائیں دیا کرتے تھے۔ چار سال تک اس نے سلطنت کی (تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص۳۶)

(۲) یزید بن عبدالملک نے اپنی محبوبہ و معشوقہ حبابہ نامی کو بعد وفات اسکی لاش کو سات روز تک اپنے گھر میں رکھا اور چند مرتبہ اس مردہ عورت سے جمع بھی کیا۔

(۳) ہشام بن عبدالملک مروانی اپنے بھائی یزید بن عبدالملک کے بعد تخت نشین ہوا حضرت زید بن سیدنا و امامنا امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ امامت کیا اور شہید کر دئے گئے

روائیت۔ ابونعیم اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروانی اپنے باپ کے زمانہ حیات یا زمانہ ولید بن عبدالملک میں حج کیواسطے مکہ شریف میں آیا اور زیادہ انبوہ سے حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اور زمزم کیطرف اسکے واسطے منبر لگایا گیا کہ اس پر بیٹھکر لوگوں کا تماشا دیکھے اس کے اردگرد شامی رئیس و امیر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب سیدنا و امامنا امام زین العابدینؑ ابن سیدنا و امامنا امیر المومنین امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا تشریف لائے جب حجر اسود کے نزدیک پہنچ گئے لوگ ہٹ گئے تاکہ اچھی طرح حجر اسود کو چوم لیں۔ شامی رئیس یہ دیکھکر حیران رہ گئے ہشام سے پوچھنے لگے کہ یہ بزرگوار کون ہیں۔ ہشام نے تجاہل عارفانہ سے کہا کہ میں نہیں جانتا اس خیال سے کہ شامی انکی طرف راغب نہ ہوں فرزدق شاعر اس مجلس میں حاضر تھا کہنے لگا کہ میں اسکو پہچانتا ہوں اور فی البدیہ قصیدہ کہنے لگا۔

هذا الذی یعرف البطحاء وطائته والبیت یعرفه والحل والحرم

هذا ابن خیر عباد الله کلهم هذا التقی النقی الذی الطاهر العلم

یہ وہ مقدس امام ہے کہ اگر وہ زمین پر اپنا قدم مبارک رکھیں تو زمین بھی انکو شناخت کرے اور خانہ کعبہ حل و حرم سب انکو پہچانتے ہیں۔ یہ تمام مخلوق سے افضل باپ کے بیٹے ہیں۔ یہ صاحب تقویٰ و طہارت واحسان و مروت ہے الخ جب ہشام نے یہ قصیدہ سنا شاعر فرزدق کو بدبودار مکان میں بند کر دیا۔ اور جناب امام زین العابدینؑ نے اس شاعر کو بارہ ہزار درہم عطا کئے۔ (صواعق محرقہ ص)

اہلسنت کا بارھواں خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک مروانی

ولید بن یزید بن عبدالملک مروانی بعد ہشام بن عبدالملک کے ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ شخص نہایت فاسق و فاجر شرابی

منہیات کا مرتکب تھا۔ حتیٰ کہ حج کا ارادہ اس قصد سے کیا کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پئے لوگ اس کے فسق وفجور سے تنگ آہی گئے تھے لہذا مقابلہ ومقاتلہ کو تیار ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے نوشی محرمات سے نکاح کرنے اور حرام چیزوں کو حلال کرنے کے جرم میں قتل کرتے ہیں۔ قتل کرنے کے بعد اسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیجا گیا کہ مقتول کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکا یا گیا۔ اسکا بھائی سلیمان بن یزید دیکھکر کہنے لگا خس کم جہاں پاک لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ بڑا شرابی سخت بے شرم اور نہایت فاسق تھا اور مجھکو بھی ہم نوالہ وہم پیالہ کرنا چاہتا تھا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ وہ مے نوشی ولواطت میں مشہور ہو گیا تھا۔ ابن فضل اللہ نے مسالک میں لکھا ہے کہ ولید بن یزید جبار۔ کینہ ور جس ہانڈی میں کھائے اسی میں چھید کرنیوالا۔ جھوٹے وعدے کرنیوالا۔ اس زمانہ کا فرعون۔ اپنے زمانے کا معائب سے بھرنیوالا۔ فاسق وفاجر۔ قاتل وسفاک۔ قرآن شریف کو نیزہ سے چھیدنیوالا تھا۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی مترجم اردو مطبوعہ مطبع زمیندار لاہور ص۱۳۶)

(ب) ولید نے ایکبار کلام مجید کو کھولا۔ اتفاق سے اسکی ناپاک نظر آیہ وخاب کل جبار عنید پر پڑ گئی جھلا اٹھا قرآن شریف کو پھینکدیا۔ تیزوں اور تیروں سے مارا۔ مورخ ابن اثیر اس واقعہ میں یہ دو شعر نقل کرتا ہے ؎

تھددنی بجبار عنید فہا انا ذالک جبار عنید

اذا ما جئت ربک یوم حشر فقل یا رب مزقنی الولید

ترجمہ:۔ اے قرآن تو مجھے جبار عنید سے ڈراتا ہے۔ خبردار ہو جا کہ اسوقت میں جبار عنید سرکش ظالم ہوں اے قرآن جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا۔ تو کہدینا کہ اے رب مجھے ولید نے پھاڑ ڈالا ہے (دیکھو ترجمہ تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی۔ جلد ششم مطبوعہ قیصر ہند پریس الہ آباد ص۸ اور فٹ نوٹ)

(ج) ولید پلید عنید نے حضرت یحییٰ بن حضرت زید بن حضرت امام زین العابدین علیہم السلام کو قتل کرا کر سولی پر لٹکا دیا۔ اور جناب یحییٰ علیہ السلام کی نعش مبارک برابر سولی پر لٹکتی رہی تا آنکہ ابو مسلم خراسانی خراسان کا حاکم ہوا اور اس نے نعش مبارک کو اتروا کر دفن کرا دیا (ترجمہ ابن خلدون ص۵ کتاب ثانی جلد ششم دیکھو)

(د) ولید کے زمانہ میں اگرچہ فتوحات نے نہایت ترقی کی لیکن اسلام کی روحانی برکتوں کا

نشان نہ تھا ملکی عہدہ داروں میں سے جو لوگ جسقدر زیادہ معزز اور بااختیار تھے اسیقدر ظالم اور سفاک تھے (سیرۃ النعمان علامہ شبلی نعمانی صـ۲۳ افضل المطابع دہلی)

(ط) **ایک لونڈی کی امامت** :۔ ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان ملعون ایک دن نشہ شراب میں مست اور مصروف بہ جماع تھے کہ موذن نے خلیفہ کو قیام جماعت کی اطلاع دی پس ولید نے قسم کھائی اور کہا کہ آج کوئی نماز نہ پڑھائے سوائے اس لونڈی کے پس اس کنیز نے ولید کا لباس پہنا اور اسی حالت نشہ وجنب میں امام جماعت بنکر نماز پڑھائی (حیوۃ الحیوان دمیری بحوالہ تنزیہ الانساب حصہ ثانیہ صـ۱۳۴)

(ی) تاریخ خمیس دیار بکری میں صالح بن سلیمان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ولید بن یزید نے حج کا ارادہ کیا اور وہاں پہنچکر خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پی اور اس کے کفر و فسق کی بکثرت روایات ہیں از انجملہ یہ کہ ایک دن ولید اپنے محل میں گیا تو اپنی بیٹی کو کہ وہ اپنے پالنے والی یعنی دادہ کے پاس بیٹھی ہے پس اسکا ازالہ بکارت کیا۔ اس کے دادہ نے کہا کہ یہ رسم یہود کی ہے پس اسیوقت ولید نے یہ شعر نظم کیا

من راقب الناس مات غما وفاز باللذات المجسور

یعنی جس نے لوگونکی شرم کی وہ غم میں مرا اور جس نے جرات کی اس نے لذت اٹھائی۔ تنزیہ الانساب حصہ ثانیہ صـ۳۲

پیشین گوئی ولید عنید عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال ولد لاخی ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام سموہ الولید فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیتموہ باسمہ فراعنتکم لیکونن فی ھذہ الامتہ رجل یقال لہ الولید لھو اشر علی ھذہ الامتہ من فرعون لقومہ (تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی عربی مطبوعہ مصر صـ۱۴۱ بسند حسن) **ترجمہ**:۔ حضرت عمر سے روایت ہے کہ جناب ام المومنین بی بی ام سلمٰہ زوجہ رسول مقبول صلعم کے بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام ولید رکھا گیا پس جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کیا تم نے اس امت کے فرعون کے نام پہ نام رکھا ہے جو اس امت کا سب سے شریر شخص ہوگا جیسا کہ فرعون اپنی قوم کے واسطے تھا۔

(۲) وروا الحرث ابن ابی اسامۃ رجالہ الی سعید بن المسیب ولفظہ ولد

لاخی ام سلمة غلام فسموہ الولید فدخلو علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال ا سمیتموہ قالوا نعم سموہ الولید فقال ہمہ اسمہ عبد الرحمن سمیتموہ بالسم فراعنتکم لیکونن فی امتی رجل لقال لہ الولید لھو اشر لامتی من فرعون لقومہ قال عبد الرحمٰن بن عمر وفقلت السعید بن المسیب ای الولید ھو۔ قال ان استخلف الولید بن یزید فھو ھو الا قالو ولید بن عبد الملک (تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق محرقہ عربی مطبوعہ مصر صہ ۱۴۱) حرث ابن ابی اسامہ نے مرسلا سعید بن مسیب تک یہ روائیت کی ہے کہ جناب بی بی ام سلمہؓ کے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام انہوں نے ولید رکھا۔ اور جناب سرورعالم صلعم کیخدمت میں لائے پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اسکا نام رکھ لیا گیا انہوں نے کہا ہاں اسکا نام ولید رکھا گیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا نہیں نہیں اسکا نام عبد الرحمٰن رکھو۔ تم نے اپنے سرکش فرعون لوگوں کے نام پر نام رکھا ہے میری امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا اور وہ فرعون سے زیادہ سرکش اپنی قوم کیواسطے ہوگا۔

نتیجہ خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ کا دور فتن و بدعات شروع ہوتا ہے جنہوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ (الحریت فی الاسلام صہ ۲۶) بنوامیہ تو شروع ہی سے آزادی کے دشمن نکلے (الفاروق صہ ۲۳۲ حصہ ۲) حضرت عثمان کے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوتی ہے۔ نوجوانوں نے خاصکر بنی امیہ کے نونہالوں نے وہی عیاشانہ زندگی اختیار کرلی۔ انکے اپنے ایک بھتیجے نے ایک قمار خانہ جاری کیا اور عورتوں کا عاشقی معشوقی کرنا ایک فیشن ہوگیا ملک کی عیاشی بنی امیہ کے عہد میں دمشق میں بدترین صورت میں نمودار ہوئی (تاریخ اسلام انسریبل سید امیر علی صاحب، صہ ۵۴) بنی امیہ کا اول خلیفہ معاویہ دانا و ہوشیار متفنی اور سفاک تھا اور اپنا مطلب نکالتے وقت کسی جرم کے ارتکاب سے نہ ڈرتا تھا زبردست غنیم کو تلوار کے گھاٹ اتار دینا اسکا شیوہ تھا۔ پیغمبرؐ کے نواسے کو زہر دلوایا۔ اور حضرت علیؑ کے بہادر جرنیل مالک اشتر رضہ سے بھی یہی سلوک کیا۔ اس نے اپنے بیٹے یزید کو تخت نشین کرنے کے لئے ان سب عہود و پیمانوں کو طاق پر رکھ دیا جو اس نے حضرت علیؑ کے زندہ بیٹے حضرت امام حسنؑ سے کئے تھے باوجود ان باتوں کے یہ سرد مہر متفنی ملحد عرب اسلامی ممالک پر حکومت کرتا تھا اور ۹۰ سال تک تخت خلافت اسکے خاندان میں رہا (تاریخ اسلام ایضاً صہ ۵۷)۔

حضرت امام حسنؑ کے استعفا کے بعد دراصل معاویہ شاہ اسلام ہوگیا اس طرح قسمت کے عجیب و غریب پھیر سے حضرت سیدنا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن انکی اولاد کا حق موروثی غصب کرتے ہیں۔ اور بت پرستی کے حامی و مؤید آنجناب کے مذہب اور سلطنت کے بادشاہ بنتے ہیں۔ (تاریخ اسلام سید امیر علی صاحب صفحہ ۵۶) پس آیات بنیات اور احادیث سرور کائنات صلعم و آثار و واقعات سے ثابت ہوا کہ خاندان بنی امیہ کے بادشاہ جو ظالم۔ جابر۔ فاسق۔ فاجر۔ شرابی۔ ملحد و زندیق و دشمنان رسول مقبول صلعم و خاندان رسولؐ تھے وہ ہرگز حدیث اثنا عشر کے مطابق مسلمانوں کے امام۔ رہبر و پیشوا اور خلیفے نہیں ہوسکتے اور نہ ہی وارثان خلافت النبوۃ تھے انکے عہد میں اسلام کو زوال آیا۔ اور فتنہ و فساد۔ بدعات کفر۔ الحاد۔ زنا۔ شراب۔ جوا۔ کو کمال آیا۔

آؤ مسلمانو! ان ظالموں۔ دنیا پرستوں۔ دشمنان خدا اور رسول صلعم۔ فاسق۔ فاجر۔ زانی۔ شرابی معاویہ شاہی و مروانی خلیفوں سے پناہ پکڑو اور انکا ساتھ چھوڑ کر انکی اطاعت کے زنجیر توڑ کر صابرین۔ صادقین متقین آئمۃ الطاہرین المہدین وخلفاء الراشدین کا دامن پکڑو جو حقیقی وارثان نبوت ہیں اور جو اصلی نائبان رسالت ہیں جن پر اللہ اور فرشتے ہمیشہ درود و صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں جنکی درود بغیر تمہاری نماز پنجگانہ بھی نہیں ہوتی۔ اللھم صل علی محمدؐ وعلی آل محمدؐ۔

(۳) غور کرو جبکہ فاسق فاجر زانی شرابی ظالم و جابر بادشاہ وارثان نبوت نہیں تو اب حدیث اثنا عشر کے مطابق کون خلیفے ہوسکتے ہیں اگر خلفاء اربعہ کو آپ شمار کرتے ہیں تو بوجہ قلت اعداد اس حدیث کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ خلفائے بنو عباس کو شامل کرتے ہیں تو وہ تعداد میں چھوٹے بڑے پچاس (۵۰) کے قریب خلیفے و بادشاہ گذرے ہیں اور انہیں بھی بہت کم زاہد۔ عابد۔ صالح۔ متبعین کتاب اللہ و سنت گذرے ہیں پس بسبب کثرت اعداد اور انکے اعمال ذمیمہ و افعال قبیحہ کے یہ حدیث صحیح انپر صادق نہیں آتی پس مجبوراً آپکو بارہ آئمہ اطہار اہل بیت سید الابرار صلعم کیطرف رجوع کرنا پڑیگا حدیث آئمہ اثنا عشر اہل بیت رسول اطہر کے ذوات مقدسہ پر ضرور دال ہے کیونکہ یہ آئمہ الطاہرین اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم۔ فاضل۔ زاہد۔ عابد۔ متقی و پرہیزگار مقدس و معصوم تھے اور بسبب اعلیٰ حسب و نسب کے فاضل ترین خلائق تھے صاحبان تطہیر اولاد رسول بشیر و نذیرؐ سرداران جنت و وارثان بہشت۔ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول خدا صلعم کے نزدیک انکا بہت بڑا رتبہ تھا اور انکے علوم وراثت کے طریقے او

علوم لدنیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں میں روحانیت پھیلی ہے۔ انہوں نے صبر کیا تکالیف کو جھیلا۔ اللہ اور رسول مقبول صلعم کی اطاعت میں شہادت پائی۔ جلاوطن ہوئے۔ قید خانے میں ڈالے گئے۔ زندہ دیواروں میں چن دئے گئے۔ مگر اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کو نہ چھوڑا۔ اپنی حقانیت سے منہ نہ موڑا ظالم و فاسق فاجر خلیفوں کی بیعت نہ کی اور ان سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ جن مسلمانوں نے انکی تابعداری و پیروی کی وہ ان ہی کے دامن سے وابستہ رہے موالیان و محبان اہلبیت کہلائے اور ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز محشر کو بھی انہی آئمہ الطاہرین کے ساتھ محشور ہونگے۔ پس مسلمانو اب حق اور باطل کا خود فیصلہ کر لو کہ خلافت الٰہیہ کے واسطے کون کون خلیفے موزون ہیں۔ مسلمانوں میں نے آیات بینات و احادیث سرور کائناتؐ و صحیح روایات اہل سنت والجماعت سے ثابت کر دکھایا ہے

(۱) کہ افضل الناس بعد النبی علیؑ و اولادہ یعنی بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام امت میں سے افضل جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ اور انکی اولاد آئمۃ الہدیٰ ہیں۔

(۲) کہ جناب سیدنا و امامنا علی المرتضیٰ علیہ السلام وصیؐ و ولی خلیفہ رسول اللہؐ بلا فصل ہیں اور وہ حضرات اصحاب ثلثہ سے من کل الوجوہ افضل و اعلیٰ ہیں اور وہی مظہر کمالات خداوندی و آئینہ صفات محمدیؐ ہیں۔

(۳) مذہب شیعہ اللہ اور اسکے رسول مقبولؐ و اولاد رسول مقبول صلعم کی پیروی کرتا ہے۔ اور تمام دشمنان رسول مقبول معاویہ شاہیوں و مروانیوں سے تبرا کرتا ہے۔ اور مذہب اہل سنت حق اور باطل میں تمیز نہ کرکے دشمنان خدا و رسولؐ کو خلیفہ بناتا ہے اور احکام شرعیہ و ملت محمدیہ صلعم میں اپنی رائے و قیاس و اجتہاد کو دخل دیتا ہے اور اہل بیت رسالت صلعم کو حضرات اصحاب ثلثہ سے مفضول و کمتر جانتا ہے اور شیعان جناب حیدر کرار و غیر فرار علیہ السلام سے خواہ مخواہ عداوت رکھتا ہے اور مسلمانوں میں ہمیشہ رسالہ بازی و کفر و تکفیر کے فتاوے سے تفریق کرتا رہتا ہے۔ مذہب شیعہ پولٹیکل امور و سیاسی معاملات سے ہمیشہ بیزار و الگ تھلگ رہتا ہے اور سرکار اعلیٰ مدار کی اطاعت کرتا ہے۔ جتنے باغیان برٹش گورنمنٹ سے۔ ایجیٹیشن پھیلانے والے فتنہ و فساد برپا کرنے والے۔ سرحدی ڈاکو و لٹیرے سب کے سب غیر مذاہب ہوتے چلے آئے ہیں۔ انمیں کوئی شیعہ شامل نہیں ہوا۔

مسلمانو اس میری تحقیقات پر خوب غور کرو اور موت آنے سے پیشتر سوچو کہ حق پر کون ہے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہو کیا حمیت و غیرت اسلامی اور اسلامی فطرت تمکو گوارا کرتی ہے کہ تم لوگوں کے پیشوا مروان۔ یزید۔ ولید اور معاویہ جیسے ہوں۔ کیا غیر مذاہب کے لوگ یہود و نصاریٰ۔ ہندو اور آریہ پارسی و مجوسی انکے تاریخی حالات دیکھکر اسلام اور مسلمانوں پہ ہنسی و مخول نہ کریں گے۔ اور کہیں گے کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں دنیا بھر کے پنج عیب شرعی کے علاوہ پنجاہ عیب طبعی والی چھانٹ چھانٹ کر پیشوا اور امام بنائے گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ خداوند کریم بحرمت پنجتن پاک ایسے فاسق و فاجر و زانی شرابی آئمۃ المضلین سے بچائے رکھے۔ اور ان ناپاک عقائد سے نجات بخشے۔ اور اس آفتاب عالم تاب اسلام پر سے ایسی معاوی شاہی و مروانی خیالات کے ابر تیرہ و تاریک کو ہٹا دے تاکہ مسلمان حقیقی انوار نبوت سے منور ہو کر روحانیت حاصل کریں اور ہمارے اسلامی بھائیوں کو ایسی حمیت اور توفیق عطا فرماوے کہ وہ حامیان بنی امیہ و ٹھیکہ داران یزید پلید کے پھندوں اور جال میں نہ پھنسیں اور وہ اپنے عقائد ناپاکیوں سے پاک اور صاف کریں کیونکہ بغیر عقائد صاف کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور اس اجماع امت کے گورکھ دھندے سے نکل کر اللہ اور اسکے رسول مقبول صلعم اور ائمہ الطاہرین کی اطاعت و تابعداری میں محو ہو جائیں انہیں کو خلیفہ مطلق اور امام برحق جانیں انکی دوستی و مودت کو فرض مانیں کیونکہ معصومین یہی اصلی صراط مستقیم اور نجات ابدی کا ذریعہ ہیں اور یہی امام خیر البریہ ہیں۔ اللہم احشرنا مع ہولاء الائمۃ الاثنا عشر وثبتنا علی حبہم الی یوم الحشر۔ اللہم صل علی سیدنا و مولینا محمد النبی والوصی۔ والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق۔ والکاظم والرضا۔ والتقی والنقی والعسکری وصاحب الزمان وبارک وسلم (درود چہاردہ معصومین)

(۴) ذیل کے اشعار در مدحیہ آئمہ اطہار سیدنا احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مولف کتاب ہذا بندہ صابر) نے حج میں بیت اللہ شریف کے باب ابراہیمؑ کے سامنے ایک مدح خواں سے سنے تھے جنکو میں مومنین باتمکین و موالیان و محبان جناب امیر المومنین علیہ السلام کی واقفیت و روحانیت ایمانی کیواسطے درج کرتا ہوں ؎

(۱) ربنا صل علی احمد خیر المرسلینا — وعلی صاحب الحوض امیر المومنینا

اے ہمارے پروردگار تو سیدنا احمد مجتبیٰ سردار انبیا اور جناب ساقی کوثر امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پر درود بھیج۔

(۲) وعلی فاطمۃ الزہرا ام الاطیبینا — وعلی السبطین والسجاد زین العابدینا

اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا والدہ معصومین اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ پر درود بھیج۔

(۳) وعلی الباقر والصادق علماً ویقینا وعلی الکاظم موسیٰ والرضا فضلاً ودینا

اے پروردگار درود بھیج تو جناب امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ پر جو علم و صدق سے بھرے ہوئے ہیں اور امام موسیٰ کاظمؑ و امام علی رضاؑ پر جو کہ بزرگ دین و مقتدا و پیشوا ہیں۔

(۴) والتقی الخاشع الباسط بالجود یمینا وعلی الهادی الذی اشرق کالشمس جبینا

درود بھیج محمد تقیؑ پر جو عبادت میں ڈرنیوالے اور سخی ہیں اور امام علی نقیؑ پر جو انوار الٰہیہ سے روشن جبین ہیں اور سورج کیطرح چمکتا ہے۔

(۵) والزکی العسکری الحسن الخلق امینا وعلی القائم بالقسط مغیثاً ومعینا

اور حضرت امام حسن عسکریؑ پر درود بھیج جو پاک خوش خلق اور دین اسلام کے امین ہیں اور جناب امام مہدی آخر الزمانؑ قائم آل سیدنا محمد صلعم پر درود بھیج جو عدالت اور انصاف سے قائم ہو کر مظلوموں کی مدد فرماویں گے۔

(۶) آل یٰسین الهداة الطیبین الطاهرینا ربنا سید نا صل علیهم اجمعینا

اے ہمارے رب اور مولا تو تمام اولاد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین پر درود بھیج جو لوگوں کے رہنما اور فی ذاتہ معصوم پاک و مقدس ہیں

(۷) صلوة تعبق المسك وتزکی الیاسمینا وارض عن شیعتهم امین رب العالمینا

ایسی صلوۃ جو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہو اور چنبیلی سے زیادہ نفیس مہکدار ہو اور شیعان اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اے پروردگار ہمیشہ راضی رہو۔ آمین ثم آمین۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

بعلیؑ و ولیؑ تولا کن وز ہمہ دشمنان تبرا کن

دوستدار علیؑ عالی باش شیعہ و مومن و موالی باش

دین حق دین شاہ مردان است ہر کہ دانستہ است مردان است

شاہ مردان علی ولی اللہ

کہ جز او نیست در حقیقت شاہ

تمت

کلید مناظرہ

کتاب نورٌ علیٰ نور ہے تمام امورات مذہب شیعہ حقہ پر بحث کی گئی ہے اور اہل خلاف کی کتب سے صفحہ و سطر کے حوالات درج کئے ہیں۔ زمانہ حاضرہ کے جملہ اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے دنیا بھر کے شیعہ آبادی کی تعداد تفصیل وار لکھی ہے اور جناب رسولؐ خدا اور آئمہ ہدےٰ کے افعال و اقوال کو آئینہ کرکے دکھایا ہے گوہر جواہرات علمیہ کا بیش بہا خزانہ ہے۔ مناظرے کی جان ہے۔ نسب تاریخ سیر۔ فضائل۔ مناقب۔ مطاعن مناظرہ کی کان ہے گویا ایک چمن کھلا ہے۔ جسکی خوشبو دماغوں کو معطر اور دلوں کو باغ باغ کئے دیتی ہے کتابت۔ طباعت۔ کاغذ۔ دلفریب اور دیدہ زیب ہیں۔ گویا اس سے بہتر ممکن نہیں۔ شائقان علوم و محبان اہلبیتؑ اس نعمت غیر مترقبہ سے ضرور اور جلد فائدہ اٹھائیں۔ یہ کتاب مولانا سید برکت علیشاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آبادی کی تصنیف ہے۔ اور حاجی مرزا احمد علیؒ صاحب قبلہ رئیس المناظرین امرتسری کی مصححہ ہے اور حضور مولانا السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب اور جناب مولانا مولوی السید محسن علی شاہ صاحب سبزواری کی تقاریظ کے گلدستوں سے مزین ہے۔ کتاب آسان اور عام فہم اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ دیدہ زیب حجم قریباً ۵۰۰ صفحہ ہے ٹائیٹل اعلیٰ گلیزڈ پیپر پر دو رنگ میں چھپا ہوا ہے۔ قیمت غیر مجلد صرف ۲/۸ اور مجلد ولایتی صرف تین روپیہ علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین

صدائے درا
مصنفہ مولانا سید برکت علیشاہ وزیر آبادی
یہ نظم کی کتاب ہے جو اپنی شان اور ترتیب کے لحاظ سے بے بدل ہے۔ اس کا
ایک ایک شعر گوہر یکتا ہے۔ علو ہمتی۔ بلندی خیالات اور معرفت کے رموز کا خزانہ ہی
اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کا درجہ موجودات عالم میں کس قدر ارفع
ہے۔ اور اس کے ذمہ کیا کیا فرائض ہیں۔ آنحضرتؐ۔ حضرت علیؑ۔ امام حسینؑ امام
آخر الزمانؑ۔ حضرت آل محمدؐ۔ مردان خدا۔ شامت اعمال۔ شراب خوری۔ احسان
فراموشی۔ سود خواری۔ حافظ حقیقی۔ جذبات وغیرہ وغیرہ کے متعلق
اچھوتے مضامین باندھے گئے ہیں۔ چونکہ نکتہ آفرینی اور نازک خیالی میں کسی نامور شاعر
سے کم نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا۔ کہ اس نظم کے مطالعہ سے مرزا غالب۔ حافظ شیراز
عرفی اور فردوسی کی تصانیف کا لطف حاصل ہوجاتا ہے۔
سائیز ۲۲×۱۸/۸ ۱۵۲ صفحہ کاغذ ۲۴ پونڈ سفید لکھائی چھپائی نہائیت اعلیٰ۔
قیمت صرف آٹھ آنہ ۸/
ملنے کا پتہ
مینجر خواجہ بک ایجنسی موچی گیٹ
لاہور